284

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 7-اکتوبر 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات

(محکمہ امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث جاری رہے گی۔

286

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعرات، 7-اکتوبر 2010

(یوم الخمیس، 27-شوال المعظم 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 15 منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم
مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾
هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا
مِن رِّزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ﴿١٥﴾

سُوۡرَۃُ المُلک آیات 12 تا 15

(اور) جو لوگ بِن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (12) اور تم (لوگ) بات پوشیدہ کہو یا ظاہر وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے (13) بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور (ہر چیز سے) آگاہ ہے (14) وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو اُس کی راہوں میں چلو پھرو اور اللہ کا (دیا ہو) رزق کھاؤ اور (تم کو) اسی کے پاس (قبروں سے) نکل کر جانا ہے (15)

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سائے میں تمہارے ہیں قسمت یہ ہماری ہے
قربان دل و جان کیا شان تمہاری ہے
کیا پیش کریں تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے
صورت تیری ایسے جاناں یوں دل میں اتاری ہے
دیکھے ہیں حسیں لاکھوں پر کیا بات تمہاری ہے
ہم چھوڑ کے اس در کو جائیں تو کہاں جائیں
یہ عمر تمہارے ہی ٹکڑوں پہ گزاری ہے
گو لاکھ بُرے ہیں ہم کہلاتے تمہارے ہیں
اک نظر کرم کرنا یہ عرض ہماری ہے

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی چودھری لیاقت علی کے والد

اور ڈاکٹر ہارون الرشید کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے ایک سابق ایم پی اے چودھری لیاقت علی صاحب اور اب ان کی بیگم صاحبہ اس معزز ایوان کی ممبر ہیں، ان کے والد صاحب قضائے الٰہیٰ سے فوت ہو چکے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے نیز ڈاکٹر ہارون الرشید صاحب کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ امداد باہمی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری عبداللہ یوسف صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! on his behalf. (معزز خاتون ممبر نے چودھری عبداللہ یوسف کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا) (شور وغل)

MR. SPEAKER: On his behalf. Order please, order please.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1902 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پراونشل کوآپریٹو بنک میں بھرتی کی تفصیلات

*1902: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لاہور میں یکم جنوری2005 سے آج تک جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات کے بعد کی گئی تو ان اخبارات کی نقل مع تاریخ اور نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر تمام ملازمین کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ تشکیل دینے والے افسران کے نام اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا قواعد میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میں یکم جنوری2005 سے آج تک کوئی Direct بھرتی نہیں کی گئی۔ صرف Deceased Employees Children Quota میں بنک رولز / پالیسی کے تحت بھرتی کی گئی ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میں یکم جنوری 2005 سے آج تک نہ تو کوئی direct بھرتی ہوئی اور نہ ہی اخبار میں اس سلسلہ میں کسی قسم کا کوئی اشتہار دیا گیا۔ جبکہ Deceased Employees Children Quota میں بنک رولز / پالیسی کے تحت اخبار اشتہار کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری2005 سے آج تک نہ تو کوئی direct بھرتی ہوئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی۔

(د) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میں یکم جنوری2005 سے آج تک نہ تو کوئی direct بھرتی ہوئی اور نہ ہی قواعد میں نرمی کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی تھوڑی سی جو background تھی وہ یہی تھی کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ بڑے heavy قرضے کے under تھا جس کی recovery کے لئے یہ ایک انتہائی اہم issue ہے اور بہت سارے لوگ اس میں

بے روزگار بھی ہوئے ہیں۔پورے 8۔ارب روپے کا یہ مسئلہ تھا جس کی recovery کی تھی اور گورنمنٹ نے 4۔ارب روپے recover کر لئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سو اکتالیس ملازمین جو برطرف کئے گئے ہیں ان کو بحال کرنے کا آپ کا کیا پروگرام ہے؟اسی کے اندر آپ نے کہا ہے کہ ہم نے نئی بھرتیاں نہیں کیں تو میرا سوال یہ ہے کہ اب جبکہ اس کی recovery ہو رہی ہے تو ان نئی بھرتیوں کے بارے میں ان کی کیا پالیسی ہے کہ ان کو دوبارہ بھرتی نہیں کیا جائے گا،اس میں انہوں نے کیا change لائی ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ جو deceased ہیں یا جن کے والدین فوت ہو گئے ہیں ان بچوں کو صرف چار پانچ سال میں نوکری پر رکھا ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اب جبکہ recovery ہو رہی ہے اور اس پراجیکٹ میں گورنمنٹ interest لے رہی ہے تو اب ان کی کیا پالیسی ہے کہ جو ملازمین برطرف ہوئے تھے ان کی پالیسی میں کیا کوئی change لائے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی،ماشاء اللہ ضمنی سوال بہت چھوٹا سا ہے تو اس کا جواب آپ بھی مختصر دے دیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ پچھلے دور حکومت میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 8۔ارب روپے کا default کر گیا، سٹیٹ بنک آف پاکستان نے اس کی credit line discontinue کر دی اور guideline دی کہ اس guideline کے مطابق یا تو اس کو پنجاب بنک میں merge کر دیں یا اس کو wind up کر دیں۔جب موجودہ حکومت برسراقتدار آئی تو اس وقت یہ کمیٹی constitute کی گئی اور اس پر غور و خوض کیا جا رہا تھا۔اس وقت بھی ان کا یہی مؤقف تھا اور اس پر پھر باقاعدہ میٹنگ کرنے کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ جس طرح معزز ایم پی اے صاحبہ نے کہا ہے تو اس میں مسلسل محنت کر کے اور سٹیٹ بنک کی guideline پر عمل کرتے ہوئے financial discipline قائم کیا گیا۔Financial discipline قائم کرنے کے بعد جو 8۔ارب روپے کا default تھا اس میں 3۔ارب 55 کروڑ روپے اب تک جمع کروا دیئے ہیں اور اب 44 کروڑ روپے واجب الادا ہیں۔ 2۔ارب 34 کروڑ روپے سود کے بھی واپس ادا کر دیئے ہیں اسی طرح سود کی بھی باقی رقم کم بچ گئی ہے۔ان حالات میں ہماری حکومت آنے سے پہلے جو فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس بنک کو پنجاب بنک میں merge کر دیں یا wind up کر دیا جائے تو ہم نے بڑی fight کی کہ یہ مائیکرو فنانس کا بنک ہے،چھوٹے کسانوں کو چھوٹے قرضے دیتا ہے اور former friendly ہے تو اس کو wind up نہ کیا جائے۔اللہ کا شکر ہے کہ اس کی وجہ سے اب یہ بحال ہو رہا ہے۔ محترمہ نے اس حوالے سے جو سوال کیا ہے کہ بھرتی پر پابندی کیوں ہے تو 1996 میں بھرتی پر پابندی عائد کی گئی تھی اور ابھی تک تاحال جاری ہے کیونکہ پہلے جو

guideline تھی اس کے مطابق یہ تھا کہ اس میں District TR کی ضرورت نہیں تھی اور ضلع میں ایک کوآپریٹو کا ڈسٹرکٹ آفیسر ہوتا تھا اور اب District TR ضلع میں ختم کر دیئے ہیں تو اس سے ہمارا سٹاف surplus ہو گیا ہے جب District TR ختم کئے ہیں اور سٹاف surplus ہوا ہے تو اس لئے نئی بھرتی کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر نئی بھرتی کی جائے گی تو یہ خواہ مخواہ فنانشل بوجھ ہو گا۔ جب یہ بنک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا تو پھر پابندی ہٹا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: ایک سو اکتالیس ملازمین کے مستقبل کے بارے میں جو پوچھ رہے ہیں ان کا کیا ہو گا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے یہی کہا تھا کہ ہم نے پالیسی کے تحت نئی بھرتیاں نہیں کیں جو کہ انہوں نے اب خود بھی کہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس کا آگے مستقبل یہی ہے کہ ہم merge کر دیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی پالیسی یہ ہے کہ اب جو ملازمین ہیں ان کو lay aside کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ ہماری حکومت کے آنے سے پہلے فیصلہ ہوا تھا کہ اس کو merge کیا جائے، موجودہ چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف نے ایک کمیٹی constitute کی، اس کی بہت ساری میٹنگز ہوئیں، اس وقت میں منسٹر نہیں تھا، اس میٹنگ میں، میں بھی گیا تھا تو یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس کو پنجاب بنک میں merge نہ کیا جائے بلکہ اس کو فنانشل ڈسپلن میں لانے کے لئے اور اقدامات کئے جائیں اس کے لئے ایم ڈی تعینات ہوا ہے، پہلے اس میں ایک میٹرک پاس کلرک بھرتی ہوتا تھا اور وہ جی ایم بن جاتا تھا۔ اب جو بنک کے طریق کار ہیں، جس طرح سٹیٹ بنک کی ہدایات ہیں ان کے مطابق ایم ڈی تعینات ہوئے ہیں، پروفیشنل تعینات ہوئے ہیں، بنک کو باقاعدہ ایک بنک کی شکل دی جا رہی ہے تاکہ جو سٹیٹ بنک کی observations ہیں ان کے مطابق ہماری credit line بحال ہو جائے، ابھی تک پراونشل کوآپریٹو بنک کی ہماری credit line بحال نہیں ہوئی تو ہمارے پاس کوآپریٹو بنک کے resources نہیں ہیں، ہم تو اسے سٹیٹ بنک سے قرض لے کر چلا رہے تھے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ جب یہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا تو اس بنک کو باقاعدہ ایک بہت بڑا بنک بنایا جائے گا جس سے کاشتکاروں کو بہت مدد ملے گی۔ جس طرح میں نے کہا ہے کہ ابھی بھی ہم نے سٹیٹ بنک کے 4۔ارب، 44 کروڑ روپے بے باک کرنے ہیں۔ ہم نے 3۔ارب، 55 کروڑ روپے اپنے resources سے ادا کر دیئے ہیں اور یہ huge amount ہے۔ پھر یہ

ہے کہ میں آپ سے یہ عرض کر دوں کہ ہم نے اس میں بڑی سختی کی ہے، ہمارے جو بقایا جات قرضے تھے ان کی وصولی کے لئے ہم نے بائیس ہزار کیس دائر کئے ہیں، اس میں بڑی سختی کے ساتھ جو recovery ہوئی ہے اس سے بنک کی حالت بہتر ہو رہی ہے اور جب یہ بنک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا تو پھر جو دوسرے بنک ہیں، پنجاب بنک ہے، اور بنک ہیں اس طرز پر نئے لوگ جو آئیں گے وہ پروفیشنل ہوں گے، ان کو adjust یا بھرتی کیا جائے گا، نہ کہ پہلے ماضی میں سیاسی بھرتیاں ہوتی رہی ہیں، کلرک بھرتی ہوتے رہے اور وہ منیجر بنتے رہے۔ وہ بنک کی شکل نہیں تھی، اس سے پراونشل کوآپریٹو بنک کا ستیاناس ہو گیا تھا۔ اس بنک کو ایک بنک کی شکل میں اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے وزیر صاحب کی اور حکومت کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، جلدی کریں، ایک منٹ میں ختم کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے ان کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ پوچھنا ہے کہ ابھی انہوں نے کہا ہے کہ ہماری پالیسی ہے کہ ہم بھرتی نہیں کریں گے تو تعیناتی کس لئے کر دی ہے، وہ کس پالیسی کے تحت کر دی ہے، وہ کون exports لوگ ہیں جن کی ابھی انہوں نے اپنی بات میں commitment کی ہے کہ بھرتیوں کی پالیسی تو ہم نے ختم کر دی ہے کیونکہ بنک خسارے میں ہے۔ ابھی ہم کوشش کر رہے ہیں لیکن ابھی انہوں نے کہا ہے کہ کچھ تعیناتیاں کی گئی ہیں تاکہ اس بنک کو ہم revive کریں۔ Kindly وہ پالیسی بتائیں، یہی تو میں پوچھ رہی ہوں کہ وہ کیا پالیسی ہے کہ جس کے تحت انہوں نے یہ تعیناتیاں کی ہیں، وہ کون لوگ ہیں جن کے حوالے یہ سارا مشن کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے تفصیل کے ساتھ جواب بتایا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی بات ادھوری رہ گئی ہو۔ سٹیٹمنٹ کی جو requirement تھی، جتنے یہ ادارے ہیں، جو بنکنگ کرتے ہیں وہ سٹیٹ بنک کے ماتحت ہیں۔ سٹیٹ بنک کی direction تھی کہ یہاں پر ایک چیف ایگزیکٹو ایم ڈیز میں سے رکھا جائے وہ تعینات کیا گیا ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک transparent طریقے سے ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کو advertise کیا گیا تو سٹیٹ بنک کی direction کے مطابق جو procedure ہوتا ہے وہ fit and proper criteria ہے اور یہ

سٹیٹ بنک کا مقرر شدہ ہے اس کے مطابق یہ تعیناتی کی گئی ہے لہذا یہ بالکل ایک شفاف طریقے سے تعیناتی کی جا رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: No, Sir!…Thank you. Thank you…

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات تو سن لیجئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے خود رُولنگ دی ہے کہ یہ ابھی چلتا رہے گا اور یہ واقعی important question ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا چلتا رہے گا؟

شیخ علاؤالدین: یہ سوال۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے مائیک کی بات کی تھی۔ بھائی! آپ سمجھ نہیں پائے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ important question ہے، اس کو چلنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اب میں آگے چل رہا ہوں۔ آپ کا سوال ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! نہیں، ایسے نہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ خود commit کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ساری بات بتا دی ہے۔ اب اس کے بعد گنجائش نہیں ہے۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ عائشہ جاوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، On her behalf , Question No بولئے گا۔

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Mr. Speaker! Question No.3162.

پنجاب کوآپریٹو بنک سے کلاس IV کے ملازمین کو نوکری سے فارغ کرنے کی تفصیلات

*3162: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو بنک پنجاب نائب قاصد، بل ہیلپر و دیگر کلاس IV کے تقریباً 143 ڈیلی ویجز، کنٹریکٹ ملازمین کو فارغ کر رہا ہے، اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) ان کلاس فور کے ملازمین کو نوکری سے فارغ کرنے کے احکامات کس اتھارٹی نے کئے، اس کے نام اور عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا موجودہ حکومت ان ڈیلی ویجز، کنٹریکٹ ملازمین جو بی اے اور ایم اے پاس نائب قاصد، بل ہیلپر کے طور پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کو ملازمت سے فارغ نہ کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بنک ہذا کی Restructuring/Right Sizing کے نتیجہ میں ایک سو اکتالیس ڈیلی ویجز ملازمین کو بنک ملازمت سے فارغ کیا گیا ہے۔ سٹیٹ بنک نے بنک کی کریڈٹ لائن بند کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بنک خسارے میں ہے۔

(ب) مذکورہ بالا کلاس IV کے ملازمین کو نوکری سے بنک ہذا کے جنرل منیجر جناب پرویز طارق ڈار نے صدر بنک ہذا / رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب جناب مقصود قادر شاہ اور بنک ہذا کے ایڈمنسٹریٹر جناب خالد پرویز سیکرٹری کوآپریٹوز پنجاب کی منظوری کے بعد فارغ کیا ہے۔

(ج) کنٹریکٹ والے کسی ملازم کو فارغ نہ کیا گیا ہے۔ تمام ملازمین ڈیلی ویجز میں سے فارغ کئے گئے ہیں مزید کوئی پالیسی زیر غور نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! معزز ممبر بیٹھی ہوئی ہیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے نشاندہی کر دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ کوآپریٹو بنک میں نائب قاصد، ہیلپر اور دیگر کلاس IV کے ایک سو اکتالیس لوگ جو ڈیلی ویجز پر تھے ان کو فارغ کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ بنک خسارے میں ہے اس وجہ سے ان کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ ڈیلی ویجز والا

ایک جو ہیلپر ہے اس کو تو فارغ کر دیا گیا ہے اور یہ جو مہنگے مہنگے لوگ ہیں، جو زیادہ تنخواہوں والے ہیں ان نئے لوگوں کو رکھ لیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نئے appoint کر دیئے گئے ہیں تو یہ جو تضاد ہے یہ کیوں ہے؟ ان 141 غریب لوگوں کے گھروں کے چولہے بند ہو جائیں اور یہ جو بڑے بڑے لوگ ہیں یہ وہاں پر آ کر بیٹھ جائیں۔ من پسند لوگوں کو آپ نے بٹھا دینا ہے۔ پچھلے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کسی کو بھرتی نہیں کیا گیا۔ پھر پچھلے سوال کی بات شروع ہو جائے گی۔ جز(ب) میں کہا ہے کہ نہیں کیا گیا اور وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے اس کی جگہ نئے لوگ appoint کر دیئے ہیں۔ ایم ڈی appoint کر دیا ہے، فلاں appoint کر دیا ہے تو یہ 141 لوگوں کو نکالنے سے بنک کو تنخواہوں میں کتنا فائدہ ہو گیا، اس کا خسارہ کتنا کم ہوا اور نئے لوگوں کو بھرتی کرنے سے ادارے پر کتنا مالی بوجھ پڑے گا؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے دو points raise کئے ہیں ایک تو پچھلے سوال کا حوالہ دیا ہے کہ جب پابندی تھی تو یہ بھرتی کئے گئے ہیں۔ یہ سوال 2008-11-19 کو آیا تھا اس وقت کے مطابق جواب پرنٹ ہو کر آیا ہے اس وقت کوئی بھرتی نہیں کی گئی، ایم ڈی کی تعیناتی اس کے بعد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اب بات clear ہو گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے وجہ نہیں بتائی۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں جن کا یہ سوال ہے وہ خود یہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جن کا سوال ہے اگر وہ ٹائم پر نہیں آئیں تو ہم کیا کریں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں On her behalf ہوں۔ اب یہ میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایک سوال کر سکتے ہیں باقی دو سوال وہ کریں گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جس ایم پی اے کا سوال ہے ان سے authority لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ بنک خسارے میں ہے اس لئے ان کو نکالا گیا ہے؟ اب ان 141 لوگوں کو نکالنے سے بنک کے کتنے پیسے بچے ہیں اور یہ جو نئے لوگ رکھے گئے ہیں ان کی وجہ سے بنک کے اوپر کتنا مزید مالی بوجھ پڑا ہے؟ سادہ سا سوال ہے انہوں نے figures بتانے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اب آپ کا ضمنی سوال ہے۔آپ نے سوال کر لیا ہے اس کے بعد آپ کو باری نہیں ملے گی۔وہ تشریف فرما ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ جواب دے رہے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): میں جواب دیتا ہوں۔پہلے سوال میں انہوں نے پابندی کا پوچھا ہے اور کہا ہے کہ پابندی ہے اور پابندی کے باوجود بھرتی کیا گیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، میں نے یہ نہیں پوچھا۔ میں نے کہا ہے کہ ان کو نکالنے سے کتنا فائدہ ہوا ہے اور نئے لوگ بھرتی کرنے سے کتنا مالی بوجھ پڑا ہے ؟اس کا جواب دے دیں۔لمبی بات کر کے وقت ضائع نہ کریں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ یہ جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ مجھے جواب دیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ cross talk نہ کریں۔

MR SPEAKER: Order please.

MINISTER FOR COOPERATIVE (Malik Ahmad Ali Aulakh): Let me allow to complete my answer please.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔یہ کس طرح پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نہیں، نہیں کی نعرہ بازی)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): یہ پرویز مشرف کے [******] ہیں۔یہ پرویز مشرف کے [******] ہیں۔یہ پرویز مشرف کے [******] ہیں، یہ ان بنچوں پر کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ ہم پرویز مشرف کو دس دفعہ وردی میں منتخب کروائیں گے۔[***********]

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 297 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: بس کریں، بس کریں۔ بڑی مہربانی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے یہ بتادیں کہ یہ سوالات کے دوران کس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، نہیں کر سکتے، میں نے کب اجازت دی ہے؟ میں نے اجازت نہیں دی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ان کا mike کس نے on کیا ہے؟

جناب سپیکر: mike پتا نہیں کیسے on ہو گیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروائے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیسے بول رہی ہیں، آپ کس حیثیت میں بول رہی ہیں؟ ان کے سوال کا جواب آنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب جب بھی بات کرتے ہیں، بدتمیزی سے بات کرتے ہیں۔ آپ ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کروائیں۔ ان کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ hon'able members کے خلاف اس طرح کے الفاظ استعمال کریں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: میں نے ان کی بات سُنی ہی نہیں ہے میں کیسے حذف کروں؟ میں ان کی بات نہیں سُن سکا۔ آرڈر پلیز! جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے دو سوال کئے ہیں۔ پہلے یہ کہا ہے کہ جب پابندی ہے تو ان کو کیوں لگایا گیا؟ میں نے اس سلسلے میں عرض کیا ہے کہ اس سوال کا جواب 30۔ ستمبر 2008 کو دیا گیا اس وقت یہ بھرتی نہیں ہوئے تھے۔ ایم ڈی کی بھرتی جیسا کہ میں نے بتایا ہے 8۔ اگست 2009 میں ہوئی ہے جبکہ سوال 2008 کا ہے۔ جب اس سوال کا جواب دیا گیا تھا تو اس وقت یہ بھرتی نہیں ہوئی تھی۔ اب بات رہ گئی نکالنے کی اور لگانے کی۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کارروائی میں ایسے الفاظ آئے ہیں جو میں نہیں سُن پایا، اگر وہ نازیبا الفاظ ہیں تو ان کو حذف کر دیا جائے۔ جی۔

سینئر وزیر/ وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط الفاظ استعمال نہیں کئے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی نازیبا الفاظ ہیں تو وہ حذف کر دیئے جائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس نے اس ملک میں آمریت قائم رکھی ہے۔ یہ سب باتیں صحیح ہیں۔ کیا انہوں نے یہ نہیں کہا کہ دس دفعہ وردی میں منتخب کروائیں گے ؟[***********] میں نے اگر ایک بھی بات غلط کی ہو اور ان کی زبان سے نہ نکلی ہو تو میں اس پورے ہاؤس سے معافی مانگوں گا۔ یہ تمام باتیں انہوں نے اسی جگہ بیٹھ کر کی ہیں اس لئے آج اِن کو سُننی پڑیں گی۔[*********]

جناب سپیکر: ان کے کہنے کی کیا بات ہے ؟ اس کو چھوڑیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے بڑا لوٹا کون ہے ؟ NRO کے ذریعے کون آیا ہے ؟

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں۔ مجھے جواب لینے دیں۔ یہ Question Hour ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ مجھے بتائیں کہ 141 لوگوں کو نکال کر کتنے پیسے بچائے گئے اور نئے لوگ بھرتی کرنے سے کیا فرق پڑا ہے ؟ (شور و غل)

جناب سپیکر: آپ سُنیں گے تو بتائیں گے "ناں" اگر آپ سُنیں ہی ناں تو پھر کیسے بتائیں ؟ آرڈر پلیز!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے دونوں سوالوں کو اکٹھا کیا ہے، پہلا سوال 1902 ہے اور دوسرا سوال 3162 ہے۔ پہلے سوال کا جب جواب مانگا گیا تھا تو اس وقت یہ 30۔ستمبر 2008 کو جواب دیا گیا تھا، اس وقت کوئی نئی بھرتی نہیں ہوئی تھی۔ اب جو ایم ڈی appoint ہوا ہے وہ 8۔اگست 2009 کو ہوا ہے، جب سوال کا جواب آیا تھا تو اس وقت کوئی appointment نہیں ہوئی تھی۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جو ایم ڈی بھرتی کیا گیا ہے اس کی تعیناتی حکومت پنجاب نے اپنی مرضی یا اپنی خوشی کے لئے نہیں کی، یہ سٹیٹ بنک کے کہنے پر، ان کی direction پر کی ہے۔ جہاں تک بات ہے کہ جن لوگوں کو ہٹایا گیا ہے ---

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ figures بتائیں۔

جناب سپیکر: وہ figures پوچھ رہے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو ایک سو اکتالیس افراد ہٹائے گئے ہیں وہ ڈیلی ویجز پر تھے۔ اس میں روزانہ کی تنخواہ ہوتی ہے۔ اس سے 86 لاکھ روپے سالانہ کی بچت ہوئی ہے۔ ڈیلی ویجز پر ایک سو اکتالیس افراد تھے ان میں سے باقاعدہ scrutiny ہوئی ہے، ابھی بھی وہاں پر 99 بندے ڈیلی ویجز پر موجود ہیں۔ ڈیلی ویجز والا سرکاری ملازم نہیں ہوتا اس کو consider کیا ہی نہیں جاتا، وہ کنٹریکٹ پر تھے نہ وہ ریگولر ملازم تھے، وہ تو ڈیلی ویجز پر تھے۔ یہ جو 141 افراد ہٹائے گئے ہیں اس سے 86 لاکھ روپے کی بچت ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! مجھے جو بات سمجھ آئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ بات کی ہے کہ جو لوگ daily wages پر رکھے جاتے ہیں وہ سرکاری ملازم نہیں ہوتے۔ دوسرا وہ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ ہم نے خود نہیں رکھے بلکہ سٹیٹ بنک کی direction پر رکھے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ ان کو نکالنے سے کتنے پیسے بچے ہیں، وہ سرکاری ملازم ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: یہ انہوں نے بتا دیا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس سے 86 لاکھ روپے کی بچت ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! جو نئے لوگ رکھے ہیں ان کا کتنا خرچہ ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! وہ ہم نے سٹیٹ بنک کی direction پر رکھا ہے اور ان کی MP – I salary 3,75000 ہے۔ انہوں نے ہی کہا ہے کہ بنک کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے بنکار بھرتی کیا جائے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ سوال کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ بنک ہذا کی Restructuring/Right Sizing کے نتیجہ میں 141 ڈیلی ویجز ملازمین کو بنک ملازمت سے فارغ کیا گیا ہے۔ سٹیٹ بنک نے بنک کی کریڈٹ لائن بند کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بنک خسارے میں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز ممبران میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ order, order لیکن اس کے باوجود بھی معاملات ٹھیک نہیں ہو رہے۔ مہربانی فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جز(الف) میں جو کہا گیا ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ بنک ہذا کی Restructuring/Right Sizing کے نتیجہ میں ایک سو اکتالیس ڈیلی ویجز ملازمین کو بنک ملازمت سے فارغ کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی یہ کہا گیا کہ سٹیٹ بنک نے بنک کی credit line بند کی ہوئی ہے اور وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ یہ جو ایک سو اکتالیس بندے نکالے گئے ہیں یہ سٹیٹ بنک کی direction پر نکالے گئے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک ایسا کوئی کام نہیں کہتا کہ بندے نکال دیں اور یہ جو credit line خراب ہوئی ہے یہ bad debt سے ہوئی ہے۔ ان ملازموں کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ وزیر موصوف بتائیں کہ بنک کے bad debt کتنے ہیں۔ بنک سے تو آٹھ نو فیصد کمایا جا رہا ہے، bad debt کیسے آ گئے اور یہ بھی بتائیں کہ بنک کا paid up capital کس نے کھایا ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں! جہاں تک بات ہے سٹیٹ بنک کے نکلوانے کی تو انہوں نے سٹیٹ بنک کے متعلق یہ نہیں کہا۔

شیخ علاؤالدین: میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں گے یا نہیں؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک سو اکتالیس یا جتنے بندے بھی ہم نے نکالے ہیں اس کے لئے سٹیٹ بنک نے ہمیں یہ نہیں کہا۔۔

شیخ علاؤالدین: آپ ان کا جواب پڑھ لیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو loss ہو رہا ہے وہ ان ایک سو اکتالیس بندوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس کی sense دیکھیں۔

جناب سپیکر: نہیں، sense اور بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور وزیر صاحب کا جواب سنیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ جو ایک اکتالیس افراد نکالے گئے ہیں یہ ہم نے bill collection کے لئے رکھے تھے۔ یہ تمام افراد daily wages پر تھے۔ بنک میں ڈسٹرکٹ مینجر کا ایک شعبہ تھا جس کو ہم نے ختم کر دیا ہے اور وہاں پر سٹاف surplus ہو گیا ہے اس سٹاف کو بھی ہم نے کہیں پر adjust کرنا تھا۔ اس restructuring کی وجہ سے daily wages والے لوگوں کو ہٹایا گیا ہے۔ وہ چونکہ daily wages ملازمین تھے ان کو سرکاری ملازم تصور نہیں کیا جاتا وہ سٹیٹ بنک کی direction نہیں تھی بلکہ وہ غیر ضروری سٹاف تھا اور اس سے ہماری 86 لاکھ روپے کی بچت بھی ہوئی

ہے اوراس کے علاوہ ڈسٹرکٹ منیجر کا جو شعبہ ہم نے ختم کیا ہے اس سٹاف نے برانچوں میں آ کر یہ کام سنبھال لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: میں صرف ایک بات کہہ کر اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں اور یہ بات ریکارڈ پر بھی لانا چاہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک ان کو8 فیصد پر پیسادے رہا ہے یہ خود مانتے ہیں کہ سٹیٹ بنکdiscount rateپر پیسادے رہاہے اس کے باوجود یہ بنکprofitمیں نہیں آرہا۔ میں بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ اس کے جوbad debtہیں اس کی وجہ سے بنک بیٹھا ہے۔ جناب!9 فیصد بہت بڑا منافع ہے جو یہ لے رہے ہیں اوران کواب اسی لئے سٹیٹ بنک پیسا نہیں دے رہا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ہم کوئیprofitنہیں لے رہے،9 فیصد پر سٹیٹ بنک قرضہ دے رہاہے، آگے ہمارے بنک کیcostچھ فیصد ہے، ہمیں 15 فیصد پر پڑ رہا ہے اور ہم اسے 16 فیصد پر دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: چلیں! یہ بتائیں کہ دوسرے بنکوں کو سٹیٹ بنک کتنے فیصد پرloanدے رہا ہے ؟ان کو وہ ساڑھے تیرہ فیصد پر دے رہاہے، ان پر سٹیٹ بنک کتنی مہربانی کر رہا ہے پھر بھی ان کا بنک اٹھ نہیں رہاتو پھر یہ کیا ہو رہا ہے ؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ہماری حکومت آنے سے پہلےcredit lineبند تھی، ہم نے یہ بند نہیں کروائی۔ ہم نے تواس سلسلے میں گورنر سٹیٹ بنک سے میٹنگ بھی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! پھر یہ بتائیں کہ بنک کا پیسا کون لے گیا؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): دیکھیں !جو ہمارے بنک کےdefaultersتھے ان سے ہم وصول کر رہے ہیں۔ ہم نے22 ہزارcasesدائر کئے ہیں ، ہم توان کی وصولی کر رہے ہیں۔ وصولی کرنے سے بنک کی حالت بہتر ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اب آپ میری بات سمجھ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ان ایک سو اکتالیس غریبوں کی روزی چھینی ہے حالانکہ وہاں پر انہوں نے ایڈمنسٹریٹر لگائے ہیں اور وہ وہاں پر کام کر رہے ہیں یہ سارا نزلہ ان غریبوں پر کیوں گرا ہے، اب ان کا کون پرسان حال ہے، وہ

بے چارے کہاں سے اپنا پیٹ پالیں گے، سارے غریبوں کو انہوں نے نکال دیا ہے اور بڑے بڑے لوگ وہاں پر مزے لے رہے ہیں، کیا ان میں سے بھی انہوں نے کسی کو فارغ کیا ہے؟

جناب سپیکر: سوہل صاحب! یہ کوئی سوال بنتا نہیں ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب والا! آپ خود ہی دیکھیں، سارے daily wages والے غریبوں کو نکال دیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ پہلے بھی بتا چکے ہیں۔ میں بھی آپ کو بتا رہا ہوں۔ وہ لوگ daily wages پر تھے۔ وہ ان کے بنک کے ملازم نہیں تھے۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔ سوال نمبر 3287 ہے۔

کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*3287: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے اور ہاؤسنگ اتھارٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل کیا جا رہا ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک تمام کوآپریٹو سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ اگر جواب ناں میں ہے تو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل نہ کرنے کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے نیز جن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل کیا گیا ہے ان کی فہرست فراہم کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کوآپریٹو سوسائٹیز بنانے کا طریق کار کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 9 میں دیا گیا ہے تاہم طریق کار کے مطابق رجسٹرار صاحب کو کم از کم 50 افراد کی دستخط شدہ درخواست دی جائے گی جس میں درج ذیل کوائف درج / لف ہوں گے۔

(الف) مجوزہ سوسائٹی کا پتا۔

(ب) پچاس افراد کے شناختی کارڈ کی کاپی مہیا کی جائے گی۔

(ج) سوسائٹی ممبر کی عمر کم از کم 18 سال ہو گی۔

(د) پاکستان انوائر منٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 12 کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری۔

(ر) مجوزہ بائی لاز کی کاپی۔

جہاں تک ہاؤسنگ اتھارٹی کے بنانے کے طریق کار کا تعلق ہے اس بابت تصریح کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 میں نہ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) محکمہ امداد باہمی کے پاس اس وقت ایسی کوئی تجویز نہ ہے جس کے تحت کسی ہاؤسنگ سوسائٹی کو ہاؤسنگ اتھارٹی میں تبدیل کیا جا رہا ہو اب تک صرف لاہور کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں تبدیل کیا گیا۔ جس کا اجراء بذریعہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی آرڈیننس 1999 گورنر پنجاب کے حکم کے تحت مورخہ 29۔ ستمبر 1999 کو کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جز(الف) میں یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے اور ہاؤسنگ اتھارٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟ اس کے جواب میں مجھے یہ کہا گیا ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹیز بنانے کا طریق کار کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 9 میں دیا گیا ہے تاہم طریق کار کے مطابق رجسٹرار صاحب کو کم از کم پچاس افراد کی دستخط شدہ درخواست دی جائے گی جس میں درج ذیل کوائف درج/لف ہوں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اور کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کا طریق کار ایک ہے یا اس میں کوئی فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو مجھے صرف کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کا طریق کار بتایا گیا ہے کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا طریق کار نہیں بتایا گیا۔ وزیر صاحب بتادیں دونوں کا طریق کار ایک ہی ہے یا اس میں کوئی فرق ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کے لئے تو آپ نے یہ شرط رکھی ہے اور عام جو کوآپریٹو سوسائٹی بنتی ہے اس کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹی ایک تو کسانوں کی ہے جو کسانوں کو قرضے دیتی ہے اس کے ممبران کی تعداد تیس ہوتی ہے، اس کی اپنی شرائط ہیں اور اس کو جب رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تو ہمارا جو کوآپریٹو ایکٹ ہے اس کی دفعہ 9 اور 10 کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔ اس کی شرائط بھی

اس ایکٹ میں دی ہوئی ہیں۔ اس میں یہی ہے کہ اس کی عمر 18 سال ہو اور بالغ و عاقل ہو اور تیس آدمیوں کی سوسائٹی بن سکتی ہے۔ جہاں تک ہاؤسنگ سوسائٹی کا تعلق ہے تو اس کے ممبران کی تعداد پچاس ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، وہ سمجھ گئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں نے سوال پوچھا ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کس طرح سے بنتی ہے؟ اس کا مجھے جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس میں پچاس افراد شامل ہوتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں کچھ اور پوچھ رہا ہوں، میں کسانوں والی سوسائٹی کا تو پوچھ نہیں رہا، میں نے تو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا پوچھا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس میں پچاس لوگ شامل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جواب میں لکھا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا پوچھ رہا ہوں لیکن مجھے جو جواب دیا گیا ہے وہ کسانوں والی سوسائٹی کا دیا گیا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! جواب میں دونوں کا لکھا ہوا ہے جو ہماری کسانوں کی سوسائٹی ہے اس کے ممبران کی تعداد تیس ہوتی ہے جبکہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے ممبران کی تعداد پچاس ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اگلا سوال اگر کوئی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ آگے چلیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میرا اس پر ایک اور ضمنی سوال ہے کہ مان لیا کہ کوآپریٹو سوسائٹی کے لئے یہی rule apply ہوتا ہے۔ اس کے اندر فرمایا گیا ہے کہ:

(الف) مجوزہ سوسائٹی کا پتا۔
(ب) پچاس افراد کے شناختی کارڈ کی کاپی مہیا کی جائے گی۔
(ج) سوسائٹی ممبر کی عمر کم از کم 18 سال ہو گی۔
(د) پاکستان انوائرمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 12 کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری۔
(ر) مجوزہ بائی لاز کی کاپی۔

میرا سوال یہ ہے کہ جب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنائی جاتی ہے تو وہ کسی زمین پر بنائی جاتی ہے تو کیا یہ ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کے لئے زمین کا ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): اس کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہے کہ جس میں زمین کا ہونا ضروری ہو، جب وہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنتی ہے، جب وہ رجسٹرڈ ہوتی ہے تو اس کے بعد وہ اپنا تمام ریکارڈ لاتے ہیں اور اس کو رجسٹرار رجسٹرڈ کر دیتا ہے۔ کوآپریٹو ایکٹ میں اس کی شرائط دی ہوئی ہیں اس کے مطابق اس کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے لیکن اس کے لئے زمین کی شرط نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں نے ہاؤسنگ سوسائٹی کے بنانے کا rule پوچھا ہے اور اس کے اندر یہ فرمایا گیا ہے کہ زمین کا ہونا ضروری نہیں ہے تو میرے سوال کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے کہ کسی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے زمین کا ہونا ضروری نہیں ہے تو پھر وہاں پر کون سی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنے گی؟

جناب سپیکر: جب زمین ہی نہیں ہو گی تو پھر ہاؤسنگ سوسائٹی کیسے بنے گی؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! رجسٹریشن کے لئے کوئی شرط نہیں ہے، جب سوسائٹی رجسٹرڈ ہو جائے گی، جب سوسائٹی بن جائے گی تو پھر اس نے سوسائٹی کا پورا plan دینا ہے۔

جناب سپیکر: بعد میں زمین لیں گے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جی اس کو بعد میں دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہمارے صوبہ پنجاب میں غیر قانونی ہاؤسنگ سوسائٹیاں تو چل رہی ہیں ان کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: آپ اس پر نیا سوال کریں اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3769 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رجسٹرار آفس میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3769: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت رجسٹرار آفس امداد باہمی میں گریڈ18 اور اس سے اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ، تعلیمی قابلیت اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان اسامیوں پر جو ملازمین ایسے ہیں جو مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل نہ ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اسامی کی تفصیل بیان کریں؟

(ہ) جو افراد مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل نہ ہیں کیا حکومت ان کو ٹرانسفر کر کے ان کی جگہ مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ملازمین تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ پنجاب گورنمنٹ کی میرٹ پالیسی پر عمل کیا جا سکے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز (محکمہ امداد باہمی) میں اس وقت گریڈ18 اور اس سے اوپر آٹھ منظور شدہ اسامیاں ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رجسٹرار کوآپریٹوز اور دو جوائنٹ رجسٹرارز (گریڈ19) کی تعیناتی محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی بذریعہ ٹرانسفر کرتا ہے جبکہ دوسرے دو جوائنٹ رجسٹرارز سنیارٹی اور کم از کم پانچ سالہ تجربہ گریڈ18 کی بنیاد پر بذریعہ ترقی تعینات ہوتے ہیں۔تین ڈپٹی رجسٹرارز (گریڈ18) سنیارٹی اور کم از کم پانچ سالہ سروس گریڈ17 کی بنیاد پر تعیناتی کی جاتی ہے۔یہ تعیناتی سیکرٹری کوآپریٹوز کے دائرہ اختیار میں ہے۔تعلیمی قابلیت اور گریڈ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز میں تعینات افسران مع عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بمطابق تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ جو افسران اپنے گریڈ سے اوپر کی اسامی پر تعینات ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام	عہدہ	گریڈ	تفصیل
مسٹر تنویر احمد وڑائچ	جوائنٹ رجسٹرار (انتظامیہ)	بی ایس 17	یہ اسامی گریڈ 19 کی ہے۔
مسٹر محمد عثمان معظم	جوائنٹ رجسٹرار (جنرل)	بی ایس 18	یہ اسامی گریڈ 19 کی ہے۔

(ہ) میسر ہونے پر حکومت مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ملازمین کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ میرٹ پالیسی پر عملدرآمد ہو سکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس وقت رجسٹرار کوآپریٹو کو ترقی دی گئی تھی تو اس وقت ان کا کیا گریڈ تھا؟

جناب سپیکر: وہ گریڈ 17 سے 19 میں گئے ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جی، ان کو ترقی کیسے دی گئی، abruptly اتنا زیادہ difference کیوں ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): رجسٹرار گریڈ 19 کا بھی ہو سکتا ہے اور گریڈ 20 کا بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! مجھے سمجھ نہیں آئی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ نے رجسٹرار کوآپریٹو کے بارے میں پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): رجسٹرار کوآپریٹو کی سیٹ پر گریڈ 19 کا اور گریڈ 20 کا افسر بھی تعینات ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو سمجھ آ گئی ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال ہے کہ موجودہ جوائنٹ رجسٹرار کو ترقی کیوں نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جب رجسٹرار تعینات کیا گیا تو اس وقت جو جوائنٹ رجسٹرار موجود تھے انہیں ترقی کیوں نہیں دی گئی، کیا وہ ان کے criteria پر پورا نہیں اتر رہے تھے یا یہ اپنی مرضی سے تعیناتی کرنا چاہ رہے تھے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! رجسٹرار گورنمنٹ appoint کرتی ہے اور گورنمنٹ کی یہ discretion ہے کہ جو بندہ qualification پوری کرتا ہو اور اس کا گریڈ بھی مکمل ہو تو وہ بطور رجسٹرار appoint ہو سکتا ہے، وہ کوآپریٹو بنک سے بھی ہو سکتا ہے اور باہر سے بھی ہو سکتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جواب کے جز (د) میں جو تفصیل دی ہے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے گریڈ 17 سے کیسے upgrade کر کے گریڈ 19 میں تعینات کر دیا، کیا یہ ممکن ہے؟

جناب سپیکر: کیا ممکن ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! کیا گریڈ 17 سے گریڈ 19 میں تعیناتی ممکن ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا گریڈ 17 سے گریڈ 19 میں جانا ممکن ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چار جوائنٹ رجسٹرار ہوتے ہیں، دو ڈیپارٹمنٹ سے ہوتے ہیں اور دو گورنمنٹ دیتی ہے۔ جو گورنمنٹ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں وہ S&GAD دیتا ہے۔ انہوں نے دو جوائنٹ رجسٹرار بھیجے ہیں، ان میں ایک گریڈ 18 کا اور دوسرا گریڈ 17 کا ہے۔ ہم نے S&GAD کو لیٹر لکھا ہے کہ ہمیں proper qualification and grade کا جوائنٹ رجسٹرار دیا جائے، اب وہ proper grade کا جوائنٹ رجسٹرار دیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔ اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے تو بولتے نہیں ہیں۔ اب نہیں ہو سکتا، اگلے سوال پر آئیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! ایک سال کے بعد سوال کا جواب آیا ہے، اگر آج نہیں پوچھنے دیں گے تو کیا ہم پھر ایک سال انتظار کریں گے؟

جناب سپیکر: یہ آپ کا سوال نہیں ہے، آپ سوال دے دیں۔ جن کا سوال تھا انہوں نے اپنے سوال پوچھ لئے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ میرا سوال ہے اور میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ جواب سے مطمئن ہو چکی ہیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی اس سوال کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری سرفراز افضل: انہوں نے جس شخص کو وہاں بٹھایا ہوا ہے وہ لال مسجد کے واقعہ میں بھی ملوث تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ لال مسجد والے کون ہیں؟ ہمیں نہیں پتا۔ اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4201 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے نمبر 1 بھی پڑھ لیا ہے یا صرف 420 پڑھا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، کیا؟

جناب سپیکر: 420 سے آگے کیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: نمبر 1۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چناؤ کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*4201: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کوآپریٹو بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چناؤ کس طریق کار کے تحت کیا جاتا ہے؟

(ب) بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبران کے نام، پتاجات بتائیں ان میں کتنے سرکاری ملازم ہیں، کتنے پرائیویٹ افراد؟

(ج) بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ سال میں کتنی دفعہ ہونا لازمی ہے اور یہ میٹنگ کون کال کرتا ہے، اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی پنجاب بلحاظ عہدہ اس بنک کے کون کون سے فرائض سرانجام دیتا ہے؟

(ہ) بنک ہذا سے اس کو ماہانہ کتنی تنخواہ اور دیگر کیا کیا مراعات حاصل ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چناؤ تین سال کے لئے بنک کے بائی لاز کے تحت ہوتا ہے۔

(ب) بنک کا بورڈ آف ڈائریکٹرز 2004 سے تحلیل ہو چکا ہے اور ایڈمنسٹریٹر مقرر ہے لہذا بورڈ آف ڈائریکٹرز کے نام نہیں دیئے جا سکتے۔

(ج) سال میں بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ بلانے کا کوئی تعین نہ ہے۔البتہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ مناسب آئٹمز ایجنڈا ہونے پر سات دن کے نوٹس پر بلائی جاتی ہے تاہم کسی انتہائی اہم معاملے کی صورت میں یہ کسی بھی وقت تین دن کے نوٹس پر بلائی جا سکتی ہے جو بنک کے Ex-Officio صدر کی اجازت سے طلب کی جاتی ہے۔ بنک کے موجودہ Ex-Officio صدر کا نام مقصود قادر شاہ ہے۔جو رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب ہیں اور حکومت پنجاب کے گریڈ 19 کے آفیسر ہیں۔

(د) رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز بلحاظ عہدہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین اور بنک کے Ex-Officio صدر ہیں وہ بطور چیئرمین بورڈ اور CEO بنک فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ہ) انہیں بنک سے کوئی تنخواہ نہیں ملتی۔بطور چیئرمین بورڈ اور Ex-Officio صدر انہیں یوٹیلٹی بلز کی مراعات حاصل ہیں۔جس کی حد مبلغ -/30000 روپے ماہانہ ہے۔علاوہ ازیں انہیں بنک کی طرف سے ایک گاڑی مع ڈرائیور اور پٹرول (حسب ضرورت) کی سہولت بھی حاصل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ بنک کا بورڈ آف ڈائریکٹرز 2004 سے تحلیل ہو چکا ہے اور پھر یہ جز (الف) میں کہتے ہیں کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز تین سال کے لئے چنے جاتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ چھ سال سے اس بورڈ کے ڈائریکٹرز بنائے ہی نہیں گئے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بورڈ کیوں توڑا گیا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ یہ بورڈ کیوں توڑا گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بورڈ 2005 میں توڑا گیا تھا، اس وقت ہم نہیں تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جہاں آپ کو تکلیف آتی ہے وہاں کہتے ہیں کہ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ آپ بیٹھے بیٹھے بات نہ کیا کریں۔ پلیز ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس bylaws ہیں ان میں provision موجود ہے کہ اگر بورڈ آف ڈائریکٹرز کام کر رہا ہے اور بوجہ الیکشن نہیں ہو سکا تو پھر رجسٹرار اسے extension دیتا ہے۔ اگر extension دینے کے بعد وہ سمجھتا ہے کہ بعض وجوہات پر بورڈ آف ڈائریکٹرز کا انتخاب نہیں ہو سکتا تو وہ bylaws کی دفعہ 34 کے تحت ایڈمنسٹریٹر مقرر کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ کہہ کر بات ختم کریں کہ ان کے اختیار میں ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جی، ان کے اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ بورڈ کیوں توڑا گیا تھا؟ انہوں نے اس کا تو جواب نہیں دیا بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم ایڈمنسٹریٹر مقرر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دیا ہے کہ بورڈ 2005 میں ٹوٹ گیا تھا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس میں 2004 لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: 2004 ہے یا 2005 ہے بہر حال ان سے پہلے یہ بورڈ ٹوٹ گیا تھا۔ پلیز جدھر کی بات ہے ادھر ہی جانے دیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے منسٹر صاحب کو تو بتا لینے دیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔ 2005 میں بورڈ تحلیل ہوا تھا لیکن جب موجودہ گورنمنٹ آئی تو سٹیٹ بنک کی direction تھی کہ بنک کی restructuring کی جائے۔ پہلے ہر ضلع سے ایک ڈائریکٹر منتخب ہوتا تھا اور ان کی تعداد 39 تھی۔ جس پر

سٹیٹ بنک کی observation آئی کہ آپ غلط کر رہے ہیں باقی بنکوں کے تو چار پانچ ڈائریکٹرز ہیں جبکہ پراونشل کوآپریٹو بنک کا بورڈ آف ڈائریکٹرز 39 افراد پر مشتمل ہے۔اس direction کے مطابق غور کر کے اب اس کی تعداد کم کر کے سات کی جارہی ہے اس کے لئے نئے regulation بنے ہیں، اس کے لئے bylaws بنے ہیں، اب وہ process میں ہے لیکن ہائیکورٹ نے stay دے دیا ہے۔ہم الیکشن میں جا رہے تھے اور نئے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا الیکشن کروا رہے تھے لیکن سوسائٹیز ہائیکورٹ میں گئی ہیں اور معزز ہائیکورٹ نے stay دیا ہے۔رٹ پٹیشن نمبر 16926 ہے، اسی میں stay چل رہا ہے اس کی 10-08-02 کو پیشی تھی اگر معزز ہائیکورٹ سے stay جلد vacate ہو جائے گا تو فوراً الیکشن کروا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔مہربانی۔نوید انجم صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 4202 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں اس کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

سال 2008، پنجاب کوآپریٹو بنک قرض کی فراہمی کی تفصیلات

*4202: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک قرض کن کن مدات میں کس شرح سود پر فراہم کرتا ہے اور کن کن اداروں / فرموں / اشخاص کو کن کن شرائط پر فراہم کرتا ہے؟

(ب) یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع لاہور کی حدود میں کن کن افراد کو کتنا کتنا قرض کن کن مدات میں فراہم کیا گیا ہے؟

(ج) اس وقت ضلع لاہور میں بنک ہذا کے defaulters کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی طرف سے چھوٹے کاشتکاروں کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جن مدات میں قرض فراہم کرتا ہے ان کی شرائط شرح مارک اپ کی تفصیل از تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2008 سے تا تاریخ ضلع لاہور کی حدود میں جاری کئے گئے قرضہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

مدات قرضہ	تعداد مقروضان	رقم قرضہ
فصلی قرضہ	چھ سو اٹھائیس	مبلغ ایک کروڑ نوے لاکھ تراسی ہزار چار سو
گولڈ لون	چونتیس	مبلغ بیس لاکھ انتیس ہزار
لائیو سٹاک قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری وغیرہ	چھ	مبلغ پانچ لاکھ تیس ہزار

برائے تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور کے موجودہ ڈیفالٹرز کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ مہربانی کریں اور آگے چلنے دیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4501 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وقت پر قرضے واپس نہ کرنے کی سزا کی تفصیلات

*4501: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ جن کاشتکاروں کو فصل ربیع کے لئے قرضے جاری کرتا ہے بروقت واپسی نہ ہونے پر کس قانون کے تحت کارروائی عمل میں لاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنک کاشتکاروں کو دیئے گئے فصل ربیع کے قرضوں کے غلط استعمال پر بھی جرمانہ کرتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کاشتکاروں کو برائے فصل ربیع و خریف قرضہ جات جاری کرتا ہے اور ان قرضہ جات کی بروقت واپسی نہ ہونے پر رجسٹرار کوآپریٹوز کی عدالت میں برائے وصولی قرضہ زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 ثالثی کا کیس دائر کرتا ہے

اور اس کا ایوارڈ بحق بنک جاری ہونے پر قرضہ کی وصولی زیر دفعہ 59 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کرتا ہے۔

(ب) بنک کاشتکاروں کو فصلی قرضہ کے غلط استعمال پر کوئی جرمانہ عائد نہیں کرتا۔تاہم قرضہ کے غلط استعمال کی صورت میں بنک اپنے قرضہ مع مارک اپ کی فوری طور پر واپسی کا مطالبہ کرتا ہے اور کاشتکار اس مطالبے پر بروئے ہدایات رقم قرضہ فوری طور پر مع مارک اپ تا تاریخ ادائیگی واپس کرنے کا پابند ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب تک کتنے کاشتکار defaulter ہیں جن سے وصولی نہیں کی گئی اور جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ حد کیا ہے؟

جناب سپیکر: کتنے کاشتکاروں سے وصولی نہیں ہوئی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جو defaulter ہیں۔

جناب سپیکر: defaulter کا مطلب بھی وہی ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): ایکٹ کے سیکشن 54&56 میں default کرنے کے لئے defaulter کو تین نوٹس serve کئے جاتے ہیں پھر ایک ثالثی کونسل بنتی ہے،اس کونسل کا ہیڈ اسسٹنٹ رجسٹرار ہوتا ہے وہ کیس کی سماعت کرتا ہے پھر اسے تین نوٹس serve کرنے پڑتے ہیں، پہلا نوٹس پندرہ دن کے بعد پھر دوسرا اور پھر تیسرا نوٹس جاری کیا جاتا ہے۔اس process کے بعد سماعت شروع ہوتی ہے۔پہلے صرف چھ ہزار کیس دائر تھے لیکن ہم نے 22 ہزار کیسز وہاں درج کرائے ہیں اب 17 ہزار کیسز پر باقاعدہ فیصلے ہو چکے ہیں اور انہیں expedite کیا جا رہا ہے۔7۔ارب روپے کا default تھا ہم نے اسے کم کیا ہے اور اب اسے ختم کرنے کے لئے پوری طرح کارروائی کی جا رہی ہے۔ابھی کورٹ میں چھ ہزار کیسز pending ہیں۔ فیصلے کے بعد land arrears کے طور پر یہ وصولیاں کی جائیں گی۔بہت تیزی سے وصولی کی جا رہی ہے اور ہمارا default کم ہو گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اس کے ساتھ ہی یہ سوال بھی پوچھا تھا کہ جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ اور کم از کم حد کیا ہے،زیادہ سے زیادہ کتنا اور کم از کم کتنا قرضہ دیا جا سکتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹی کی مختلف shapes ہیں۔ جو Farmers Cooperative Society ہے اس کے لئے قرضے کی حد دو لاکھ روپے ہے جبکہ ٹریکٹر

کی سکیم کے لئے حد مختلف ہے۔اس کی مختلف سکیمیں ہیں۔لائیو سٹاک سکیم کے لئے اور شرائط ہیں جبکہ crop loan کے لئے دوسری شرائط ہیں۔اسی طرح خواتین کے قرضے کے لئے علیحدہ شرائط ہیں۔ خواتین کے قرضوں کے لئے حد دولاکھ روپے ہے اور کوآپریٹو سوسائٹی کے قرضے کی حد بھی دولاکھ روپے ہے۔وہاں پر کوآپریٹو سوسائٹی کی limit بنتی ہے۔جب limit بن کر بنک میں آتی ہے تو پھر بنک اس کی ادائیگی کر دیتا ہے۔اس میں بیس آدمی قرضہ حاصل کر سکتے ہیں اور فی آدمی 10 ہزار روپے قرضہ حاصل کرتا ہے۔تیس آدمیوں کی سوسائٹی میں سے بیس آدمی قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!یہ جو قرضہ دیا جاتا ہے اس پر کتنا mark up لیا جاتا ہے اور کیا اس mark up کی شرح کو کم کرنے کے لئے State Bank سے کوئی مذاکرات کئے گئے ہیں، کیا حکومت اس mark up کی شرح میں کمی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ پہلے State Bank نے کچھ رعایتیں دی ہوئی تھیں اب وہ سب ختم کر دی گئی ہیں۔2007 میں ہم نے آخری مرتبہ State Bank سے قرضہ حاصل کیا تھا۔اب State Bank نے چونکہ credit بند کر دی ہے اور ہمارے پاس اپنے resources کم تھے۔ہمارے پراونشل کوآپریٹو بنک کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔State Bank کی شرح 9 فیصد ہے، 6 percent cost of fund ہے جو کہ ملازمین کی تنخواہیں، عمارت کا کرایہ اور بجلی کے bills وغیرہ ہیں تو یہ قرضہ 15 فیصد پر ہمیں خود پڑتا ہے۔چونکہ ہمارے پاس اپنے resources نہیں ہیں کہ اس interest کو کم کیا جائے۔2007 سے State Bank نے یہ قرضہ دینا بند کر دیا ہے۔کوآپریٹو بنک کے اپنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ قرضہ دے۔جب ہمیں 9 فیصد پر State Bank سے قرضہ ملے گا اور 6 فیصد ہماری اپنی cost of fund ہے، اخراجات کو شامل کر کے ہمیں یہ قرضہ 15 فیصد پر پڑتا ہے۔ہم مزید ایک فیصد شرح وصول کر کے 16 فیصد پر یہ قرضہ دے رہے ہیں۔ اسی طرح لائیو سٹاک کا قرضہ 13 فیصد پر دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب اگلے سوال کو لیتے ہیں۔اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!سوال نمبر 4545۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*4545: شیخ علاؤالدین: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں یوٹیلٹی بلز کی ادائیگیاں بروقت متعلقہ واپڈا حکام کو نہ کرنے کی وجہ سے علاقے میں شہریوں نے برانچ منیجر کے خلاف شدید احتجاج کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ برانچ منیجر نے متعدد یوٹیلٹی بلز کی لاکھوں روپے کی رقم اپنے زیر استعمال رکھی؟

(ج) مذکورہ برانچ کا منیجر کتنے عرصہ سے اس برانچ میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(د) مذکورہ آفیسر کی تعیناتی سے لے کر آج تک اس کے خلاف کتنی انکوائریاں ہوئیں اور کن کن وجوہات کی بنا پر ہوئیں اور اس پر کیا کیا سزائیں دی گئیں؟

(ہ) مذکورہ بالا گھپلوں کی وجہ سے منیجر و دیگر اہلکاران کی انکوائری کس آفیسر کے پاس چل رہی ہے اور یہ انکوائری کن مراحل میں ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گی اس سلسلہ میں اب تک برانچ منیجر و دیگر اہلکاران نے کتنی رقم واپس بنک کو جمع کروادی ہے؟

(و) کیا مذکورہ بالا بے قاعدگیوں میں موجودہ ایم ڈی و اعلیٰ حکام نے ڈسٹرکٹ منیجر و قائم مقام زونل چیف کو کوئی وارننگ لیٹر جاری کیئے؟

(ز) کیا حکومت پنجاب وایم ڈی مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر ڈسٹرکٹ منیجر، زونل چیف و برانچ منیجر کو فوری طور پر تبدیل کر کے ایماندار افسران کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ کیشئر حویلی لکھا برانچ نے متعدد یوٹیلٹی بلز کی لاکھوں روپے کی رقم اپنے زیر استعمال رکھی اور برانچ منیجر برانچ کے معاملات کو کنٹرول کرنے میں کوتاہی کا مرتکب ہوا۔

(ج) مذکورہ برانچ منیجر مسمی مظہر اقبال خان بطور قائم مقام منیجر عرصہ سات سال سے حویلی لکھا میں تعینات تھا۔

(د) مذکورہ آفیسر کی تعیناتی کے بعد صرف کیشئر نے یوٹیلیٹی بلز کی رقم خُورد بُرد کی، اس کے علاوہ منیجر کے خلاف کوئی انکوائری نہیں ہوئی، البتہ انسپکشن کے دوران روٹین کی غلطیاں سامنے آنے پر شوکاز جاری ہوئے تھے جو کہ بعدازاں وارننگ کے ساتھ داخل دفتر ہو گئے۔

(ہ) جونہی یوٹیلیٹی بلز کی رقوم خورد برد کرنے کا وقوعہ نوٹس میں آیا تو قائم مقام چیف منیجر، آئی ٹی اور قائم مقام سینئر منیجر آڈٹ ہیڈ آفس لاہور کو ابتدائی انکوائری کے لئے مقرر کیا گیا۔ جنہوں نے مورخہ 23-07-2009 کو برانچ حویلی لکھا میں انکوائری کی اور رپورٹ دی کہ برانچ کے کیشئر نے واقعی یوٹیلیٹی بلز کی رقوم خُورد بُرد کیں اور یوٹیلیٹی بلز کی رقوم متعلقہ محکموں کو بروقت بھیجنے کے بجائے اپنے ذاتی استعمال میں رکھیں جبکہ برانچ منیجر مجرمانہ غفلت کا مرتکب ہوا اور اس کی کوتاہی کی وجہ سے کیشئر رقوم خورد برد کرنے میں کامیاب ہوا۔ اب یہ انکوائری جنرل منیجر بنک ہذا کے پاس برائے فیصلہ ہے جنہوں نے برانچ منیجر اور متعلقہ کیشئر کو ذاتی شنوائی کے لئے کافی دفعہ بلوایا مگر کیشئر برائے ذاتی شنوائی پیش ہونے کی بجائے مسلسل چھٹیاں ہمراہ میڈیکل سرٹیفکیٹ بھیج رہا ہے۔ اس انکوائری کا فیصلہ بنک کے وکیل سے رائے لینے کے بعد بہت جلد کر دیا جائے گا۔ مزید برآں اس سلسلہ میں خُورد بُرد ہونے والی کل رقم مبلغ -/382517 روپے میں سے مبلغ -/322356 روپے کی رقم بذریعہ بلز جمع ہو چکی ہے۔ بقایا 6 بلز کی رقوم مبلغ -/60161 روپے کی وصولی ہونا باقی ہے۔

(و) چونکہ قائم مقام ڈسٹرکٹ منیجر اور قائم مقام زونل چیف براہ راست یوٹیلیٹی بلز کی رقوم کی خُورد بُرد میں ملوث نہیں پائے گئے اس لئے تاحال ان کو وارننگ لیٹر جاری نہیں کئے گئے۔ البتہ اگر کسی مرحلہ پر ان کا اس معاملے میں ملوث ہونا سامنے آیا تو ان کے خلاف بھی بنک کے قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ز) برانچ منیجر و متعلقہ کیشئر کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا جبکہ ڈسٹرکٹ منیجر اور زونل چیف کے تبادلہ کے بارے میں بنک کے مفاد کو مدنظر رکھ کر 31-12-2009 کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ بنک نے قرضہ جات کی ریکوری کے عمل کو فعال بنانے کے سلسلہ میں بنک سٹاف کی ٹرانسفر پر 31-12-2009 تک پابندی عائد کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محکمہ نے جز(الف) کے بارے میں تسلیم کیا ہے کہ میرا سوال درست ہے، ایسا ہی ہوا ہے۔ جز(ب) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ اس مذکورہ برانچ میں embezzlement کا جو واقعہ ہوا ہے کیا اس کی اطلاع State Bank کو دی گئی تھی؟ under the banking laws یہ پابندی ہے کہ تمام banks and financial ادارے State Bank کو فوراً اطلاع دیں، چاہے -/10 روپے کا فراڈ ہو جائے۔ کیا اس واقعہ کی State Bank کو اطلاع دی گئی، آڈیٹر کا نام بتائیں، اگر آڈٹ ہوا تو کیا اس نے objection کیا اور یہ آڈٹ ٹیم کب آئی تھی؟ ایک internal auditor ہوتا ہے اور دوسرا external auditor ہوتا ہے ان دونوں نے کیا رپورٹ دی ہے اور وہاں پر جو losses ہوئے وہ کیسے ہوئے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں یوٹیلٹی بلز کی collection ہوتی ہے۔ اس برانچ کے cashier نے -/382517 روپے کے یوٹیلٹی بلز کی رقم وصول کر کے جمع نہیں کروائی۔ جونہی پتا چلا تو اس بارے میں انکوائری کی گئی۔ اس انکوائری ٹیم میں محمد رفیق اور بشیر صاحب شامل تھے جو کہ چیف مینجر آڈٹ ہیں۔ اس کمیٹی نے 23-7-2009 کو انکوائری مکمل کی ہے جس کے نتیجہ میں مظہر بشیر، cashier کو dismiss کیا گیا ہے اور مینجر مظہر اقبال کی دو increments بند کی گئی ہیں۔ دوسرا معزز ممبر نے یہ پوچھا ہے کہ کیا اس واقعہ کی اطلاع State Bank کو دی گئی تھی یا نہیں تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ State Bank کو اطلاع دی گئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ ball roll ہو رہی ہے، اس طرح تو کبھی end نہیں ہوگا۔ میں نے تو بڑا simple سوال پوچھا ہے کہ کیا سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی یا نہیں، کیا سٹیٹ بنک کا auditor آیا یا نہیں آیا؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: اگر سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی تھی تو پھر آڈٹ رپورٹ کے بارے میں بتائیں، میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اگر سٹیٹ بنک کو اطلاع دی جائے تو چوبیس گھنٹے کے اندر وہاں سے آڈیٹر آ جاتے ہیں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ سٹیٹ بنک کو اطلاع نہیں دی گئی۔ یہ مجھے اپنے آڈیٹر کا نام بتا

دیں، سٹیٹ بنک کے پورے پاکستان میں بیس آڈیٹر ہیں۔ یہ مجھے آڈیٹر کا نام بتائیں تو میں کل ایوان کے سامنے آڈٹ رپورٹ لاکر رکھ دوں گا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! internal audit ہوا جس کے مطابق مظہر بشیر، کیشئر نے -/382517 روپے کی رقم خُورد بُرد کی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کسی ملک بشیر وغیرہ کا نہیں پوچھ رہا، میں تو ایک system کی بات کر رہا ہوں کہ بنک کی جڑوں میں کیسے بیٹھا گیا ہے؟ 60 percent banking spread کما کر بھی بنک نہیں اُٹھ رہا۔ یہ مجھے سٹیٹ بنک کے آڈیٹر کا نام نہیں دے رہے، یہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ کے بارے میں بھی مجھے نہیں بتا رہے۔ آپ مجھے اشارہ کر دیتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ میں آپ کے حکم کا پابند ہوں۔ آپ اشارہ کر دیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا لیکن یہ ظلم ہے۔

جناب سپیکر: سوال پوچھنا آپ کا حق ہے، میں آپ کو اس سے نہیں روک رہا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں لیکن شیخ صاحب تھوڑا صبر کریں اور مجھے اپنی بات مکمل تو کرنے دیں۔ گزارش یہ ہے کہ ایک internal inquiry کروائی گئی جس میں مظہر بشیر، کیشئر قصوروار ٹھہرا ہے۔ internal inquiry کرنے والے لوگوں کے میں نے نام بھی بتائے ہیں، ان میں ایک چیف آڈیٹر، رفیق صاحب اور دوسرے بشیر صاحب شامل ہیں۔ یہ دونوں اتچ آر کے head ہیں۔ اس انکوائری میں ثابت ہوا ہے کہ کیشئر نے -/382517 روپے کی embezzlement کی ہے اور اسی وجہ سے اس کیشئر کو نوکری سے dismiss کر دیا گیا ہے۔ اس برانچ کے مینجر کی دو increments بند کر دی گئی ہیں۔ اب یہ کیشئر لیبر کورٹ میں appeal میں ہے کیونکہ محکمہ کے اندر اس کی تمام appeals خارج ہو گئی تھیں۔ دوسرا اس حوالے سے سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی تھی لیکن سٹیٹ بنک ہمارے ماتحت نہیں ہے، اس میں وقت لگتا ہے۔ جب سٹیٹ بنک کی طرف سے اس حوالے سے کوئی جواب یا آڈٹ رپورٹ آئے گی تو شیخ صاحب کو بتا دیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود ذرا ایک لمحے کے لئے غور فرمالیں۔ یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "اس انکوائری کا فیصلہ بنک کے وکیل سے رائے لینے کے بعد بہت جلد کر دیا جائے گا۔" کیشئر صاحب تو پیش ہی نہیں ہونا چاہتے، وہ تو میڈیکل سرٹیفکیٹ بھیج رہا ہے، معلوم نہیں کہ ان کو کیا بیماری ہے؟ وہ تو آ ہی نہیں رہا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیشئر توdismiss ہو گیا ہے اور ان کے واجبات سے وصولی کی جارہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! banking laws میں dismissal کوئی چیز نہیں ہوتی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ایک آدمی 50 کروڑ روپے کا فراڈ کر کے dismissal پر چلا جائے تو اس کو کیا فرق پڑے گا؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وقت ختم ہو رہا ہے ذرا جلدی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب صحیح نہیں ہے، آپ اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کو pending نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ علاؤالدین: اچھا، جناب! میں ایک بات اور پوچھتا ہوں۔ چلیں، آپ خود فیصلہ کر لیں۔ جواب نہیں آیا، میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ اس کا جز (د) دیکھ لیں۔ اس کے اندر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مینجر کے خلاف کارروائی نہیں کی کیونکہ وہ involve نہیں تھا۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ مینجر day end پر دستخط نہیں کرتا تھا؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! inquiry report میں یہ طے ہوا ہے کہ مینجر اس میں involve نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی دو increments روک دی گئی ہیں، اب وہ مینجر نہیں رہا، اب صرف آفیسر ہے تو یہ اس کو سزا دی گئی ہے لیکن embezzlement کرنے میں صرف کیشئر ملوث تھا اس سے پیسے بھی recover کئے گئے ہیں اور نوکری سے برخاست بھی کر دیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر تو حکم دے دیں کہ میں کیا کروں؟ اگر آپ مطمئن ہیں تو میں پہلے ہی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات تو ٹھیک کر دی ہے، اب اس میں سے آپ کیا نکالنا چاہتے ہیں؟ شیخ صاحب! اب اگلے سوال پر آ جاتے ہیں وہ بھی آپ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: سوال نمبر 4546۔

ضلع اوکاڑہ میں بنک برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4546: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں نے 2002 تا 2004 کل کتنا قرضہ کسانوں و دیگر شہریوں کو جاری کیا۔ علیٰحدہ علیٰحدہ بنک وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان میں کتنے کسانوں و دیگر شہریوں نے قرضے کی واپسی کی مدت ختم ہونے کے باوجود قرضہ واپس نہیں کیا اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) ان بنکوں کی انتظامیہ نے کتنے ڈیفالٹرز کے خلاف کارروائی کی، کتنے reminder جاری کئے ان کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے ایوان کو بھی آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان بنکوں کے مینجر حضرات نے قرضہ کی واپسی کے لئے آج تک کوئی عملی اقدامات نہیں اٹھائے بلکہ ان نادہندہ حضرات سے ملی بھگت کر کے ان کو چھوٹ دی جاتی رہی ایسا کرنے پر اعلیٰ حکام نے ان مینجر حضرات کے خلاف کوئی کارروائی کی، اگر نہیں تو کیوں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان مینجر حضرات کے غیر ذمہ دارانہ عمل کی وجہ سے کوآپریٹو بنک و محکمہ کروڑوں/اربوں روپے کے خسارے میں جا رہا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں اس وقت پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 7 برانچیں کام کر رہی ہیں۔

(ب) ان برانچوں نے سال 2002 تا 2004 جتنا قرضہ جاری کیا ہے اس کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:

سیریل نمبر	نام برانچ	اجراء قرضہ 2002 تا 2004	تعداد انجمن ہائے	تعداد مقروضان
1	حجرہ شاہ مقیم	11 کروڑ 39 لاکھ 06 ہزار 246 روپے	593	5265
2	بصیر پور	08 کروڑ 58 لاکھ 93 ہزار 302 روپے	389	3126
3	حویلی لکھا	16 کروڑ 46 لاکھ 05 ہزار 790 روپے	603	5418
4	اوکاڑہ	17 کروڑ 52 لاکھ 67 ہزار 198 روپے	1019	5805
5	رینالہ خورد	12 کروڑ 92 لاکھ 33 ہزار 113 روپے	668	7173
6	دیپالپور	22 کروڑ 33 لاکھ 51 ہزار 908 روپے	908	8603
7	منڈی احمد آباد	13 کروڑ 96 لاکھ 27 ہزار 541 روپے	767	5641
	میزان	01 ارب 03 کروڑ 18 لاکھ 85 ہزار 098 روپے	4947	41031

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی ان برانچوں کے ذریعے ضلع اوکاڑہ میں 4947 انجمن ہائے کی وساطت سے ان کے 41031 ممبران کو قرضہ جات فراہم کئے گئے جن میں سے 194 انجمن ہائے کے 490 ممبران نے قرضہ کی واپسی کی مدت ختم ہونے کے باوجود قرضہ جات واپس نہیں کئے۔ قرضہ جات کی واپسی بروقت نہ ہونے میں مقروضان کی مالی حالت کمزور ہونا، فصلات کا خراب ہو جانا یا دیگر عوامل بشمول موسمی حالات کا سازگار نہ ہونا جیسی وجوہات ہو سکتی ہیں تاہم مقروضان کی بروقت ادائیگی نہ کرنے میں ان کی ذاتی نیت کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔

(د) ضلع اوکاڑہ کی بنک برانچز کی انتظامیہ کی طرف سے ڈیفالٹرز کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ اس کے برعکس شخصی قرضہ جات کی وصولی کے لئے مینجر حضرات کو ذاتی طور پر وصولی کے لئے ہدف دیا جاتا ہے اور اس ضمن میں ہدف سے کم وصولی پر ان سے باز پرس بھی کی جاتی ہے جبکہ کوآپریٹو سوسائٹیز کے قرضہ جات کی وصولی کے لئے محکمہ امداد باہمی کے میدانی عملہ کو قرضہ جات کی وصولی کا ہدف دیا جاتا ہے۔ نادہندگان سے کسی قسم کی رعایت نہیں برتی جاتی اور نہ ہی انہیں کسی قسم کی چھوٹ دی جاتی ہے وصولی نہ ہونے کی صورت میں متعلقہ ذمہ داران کے خلاف بنک اور محکمہ امداد باہمی کے قواعد کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں محکمہ امداد باہمی کے عملہ کو وصولی کے عمل کو فعال بنانے کے لئے تقریباً ہر ضلع سے دو دو جیپیں بھی فراہم کی گئی ہیں۔

(و) یہ درست نہ ہے کہ بنک منیجرز کے غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کی وجہ سے بنک خسارے میں گیا ہے۔ بلکہ بنک کے خسارے میں جانے کی بڑی وجہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مارک اپ کی مد میں مبلغ۔/1,98,47,60,061 روپے کی جانے والے ادائیگی ہے جس میں گزشتہ سالوں کا مارک اپ بھی شامل ہے مزید برآں بنک کو سٹیٹ بنک نے فنڈز 9 فیصد پر فراہم کئے ہیں اور بنک کی کاسٹ آف فنڈز تقریباً 7 فیصد ہے کل ملا کر بنک کو فنڈز 16 فیصد پر پڑ رہے ہیں جبکہ بنک کسانوں کو نسبتاً رعایتی نرخوں پر 13 فیصد تا 16 فیصد پر فراہم کر رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کے اندر انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے reminder بھی دیئے لیکن default پھر بھی ہوا۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ bad collateral کا ذمہ دار کون ہے انہوں نے collateral دیکھے بغیر پیسا کیسے دیا اور bad collateral کس نے لیا؟ Who is the responsible?

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! موجودہ حکومت 2008 میں برسر اقتدار آئی اور یہ معاملات پہلے سے ہیں اور ان کے خلاف جو کارروائی ہو رہی ہے اس کی detail آگے موجود ہے۔ defaulters کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ایک طریق کار ہے اور 1925 کے ایکٹ کی دفعہ 59 کے تحت وصولی کی جاتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ پہلے کسی نے اس کے بارے میں پوچھا نہیں لیکن موجودہ حکومت میں بائیس ہزار سوسائٹیوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے لیکن قانون کے مطابق کارروائی کا طریق کار اتنا lengthy ہے کیونکہ پہلے اسسٹنٹ رجسٹرار پندرہ دن میں وصولی کے لئے notice serve کرتا ہے، پھر پندرہ دن کا دوسرا notice چلا جاتا ہے، پھر پندرہ دن کا تیسرا notice دیا جاتا ہے، پھر کورٹ میں ایک ثالثی ہوتی ہے اور defaulter کو موقع دیا جاتا ہے اور کورٹ میں کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہو رہی۔ بائیس ہزار میں سے اٹھارہ ہزار کیسوں کے فیصلے ہو چکے ہیں اور جو چار ہزار کیس بقایا ہیں وہ بھی under process ہیں بلکہ انہیں تو موجودہ حکومت کی کارکردگی کو appreciate کرنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو سمجھ آئی ہے کہ میرا سوال کیا ہے اور انہوں نے جواب کیا دیا ہے؟ میں نے بڑا simple سوال کیا ہے کہ bad collateral پر قرضے دیئے گئے ہیں۔ میرا سوال بڑا simple ہے۔ ایک credit committee ہوتی ہے اور اس میں شامل لوگ bad debts کے ذمہ دار ہوتے ہیں کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب ان کے پاس solid collateral نہیں تھا تو انہوں نے کیوں قرضہ دیا؟ پھر انہوں نے سٹیٹ بنک کو 2۔ارب روپے دیئے ہیں اس کا مطلب ہے کہ میرے جیسا ایک ان پڑھ آدمی بھی ایک منٹ میں حساب کرلے گا کہ انہوں نے 3.5۔ارب روپے کمائے ہیں تب انہوں نے 2۔ارب روپے سٹیٹ بنک کو دیئے ہیں تو وہ 1.50۔ارب کہاں گیا، اس کا مطلب ہے کہ کچھ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ اور کوآپریٹو بنک کی میٹنگ لی ہے، اس کی researching ہوئی ہے، نئے لوگ آئے ہیں، میں نے سختی سے direction دی ہے کہ تمام کیس نکال کر ان کا analysis کیا جائے کہ یہ قرضہ دینے کے کون لوگ ذمہ دار ہیں اور بنک کے افسران نے یہ کیس دبائے ہوئے تھے اب وہ کیس نکال کر تعین کیا جارہا ہے کہ جو لوگ اس bad collateral میں ملوث ہوں گے جنہوں نے ان کے کاغذات باقاعدہ check نہیں کئے ان کی سکروٹنی ہو رہی ہے اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہو رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک جس ریٹ پر ان سے مہربانی کر رہا ہے اگر یہ بنک اس ریٹ پر بھی نہیں چل سکتا تو پھر اسے بند کر دیں اور یہی ہمارے لئے بہتر ہوگا۔ 9 فیصد پر پیسا لے کر ان سے بنک نہیں چل رہا، لائیں میں 13 فیصد پر پیسا لے کر یہ بنک چلا دیتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو بنک کے مقابلے میں تمام بنکوں کے rates high ہیں۔

جناب سپیکر: آپ آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ Next question ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، disposed of، اس سے اگلا سوال بھی ڈاکٹر صاحب کا ہے، disposed of، اس سے اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4650-

ضلع بہاولپور کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4650: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی کتنی شاخیں ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال 2006 تا 2008 کسانوں اور عوام کو کتنی مالیت اور کن کن مقاصد کے لئے قرضہ جات دیئے گئے؟

(ج) بنک کن کن مقاصد کے لئے قرضہ فراہم کرتا ہے، قرضہ کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ حد کیا ہے؟

(د) سال2006 تا2008 میں کتنی درخواستیں برائے قرضہ موصول ہوئیں، کتنی منظور اور مسترد کی گئیں، مسترد کرنے کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولپور میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 6 برانچیں ہیں جو کہ بہاولپور، نورپور نورنگا، احمد پور شرقیہ، یزمان، حاصل پور اور خیرپور ٹامیوالی کے مقام پر واقع ہیں۔

(ب) ضلع بہاولپور میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال2006 تا 2008 کے دوران کسانوں اور عوام کو جتنے قرضہ جات جاری کئے ہیں ان کی سال وار تفصیل اس طرح ہے:

عرصہ		رقم قرضہ
سال2006	(01-01-2006 -31-12-2006)	29,71,05,721/-
سال2007	(01-01-2007 -31-12-2007)	31,90,64,193/-
سال2008	(01-01-2008 -31-12-2008)	27,48,36,209/-
میزان		89,10,06,123/-

برائے تفصیل مقصد قرضہ وسکیم وار رقم قرضہ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے چھوٹے کاشتکاران کے لئے قرضہ جات کی متعدد سکیمیں متعارف کروا رکھی ہیں جن کے ذریعے کاشتکاران کو مختلف مقاصد کے حصول کے لئے قرضہ جات کی سہولت فراہم کی جاتی ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام سکیم	مقصد قرضہ برائے خرید	قرضہ کی حد
01	فصلی قرضہ (برائے فصل ربیع وخریف)	زرعی مداخل، کھاد بیج ادویات وغیرہ	محکمہ امداد باہمی کی منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق جس کی حد ممبران کی تعداد کے مطابق بحساب 25ہزار فی ممبر مقرر کی جاتی ہے۔
02	فصلی قرضہ (برائے ربیع وخریف ریوالونگ)	زرعی مداخل، کھاد بیج ادویات وغیرہ	بمطابق حد قرضہ انجمن
03	ٹریکٹر لون (بذریعہ کوآپریٹو سوسائٹیز)	ٹریکٹر وزرعی آلات	پانچ لاکھ روپے
04	ٹریکٹر لون (شخصی)	ٹریکٹر وزرعی آلات	پانچ لاکھ روپے
05	لائیوسٹاک ریوالونگ لون (سوسائٹیز)	دودھیلے جانور گائے بھینس وغیرہ	آٹھ لاکھ روپے بحساب ایک لاکھ روپے فی ممبر

06	لائیوسٹاک ریوالونگ لون (سوسائٹیز)	دودھیلے جانور گائے بھینس وغیرہ	چالیس لاکھ روپے بمطابق پانچ لاکھ روپے فی ممبر
07	لائیوسٹاک پراجیکٹ فنانس (شخصی)	دودھیلے جانور گائے، بھینس وغیرہ	پانچ لاکھ روپے
08	لائیوسٹاک بھیڑ بکری سکیم	بھیڑ بکری وغیرہ	ایک لاکھ روپے
09	قرضہ برائے مستورات انجمن	برائے بیوٹی پارلر، ٹیوشن سنٹر، سلائی مشین، جنرل سٹور، بیکری، سکول کینٹین وغیرہ	دولاکھ روپے فی انجمن بحساب بیس ہزار روپے فی ممبر

(د) سال2006 تا 2008 کے دوران پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ضلع بہاولپور کی برانچوں میں4610 درخواستیں برائے قرضہ موصول ہوئیں جو کہ منظور کی گئیں کوئی بھی درخواست مسترد نہ ہوئی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) کے جواب میں قرضوں کی جو detail بتائی ہے۔ میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو قرضے دیئے گئے ہیں ان کی recovery کی کیا پوزیشن ہے، کیا ان میں سے کچھ قرضے معاف کئے گئے ہیں، اگر معاف کئے گئے ہیں تو وہ کس category کے تحت معاف کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ recovery کی پوزیشن اور معاف کئے گئے قرضوں کے بارے میں پوچھ رہی ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوئی قرضہ معاف نہیں کیا گیا۔ 156 لوگ default کر گئے ہیں جن میں 13 کیسوں کا فیصلہ ہو گیا ہے اور 143 کیس زیر سماعت ہیں۔ 21 ملین روپے کی وصولی ہو چکی ہے، بقایا وصولی کی جا رہی ہے اور کوئی قرضہ معاف نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: Question Hour ختم ہوتا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع گوجرانوالہ میں کوآپریٹو بنک کی شاخوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4624: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کوآپریٹو بنک کی شاخیں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(ب) ان بنکوں کی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان بنکوں سے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم بطور قرض کسانوں کو دی گئی؟

(د) یہ رقم کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ہ) اس وقت ان بنکوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخیں گوجرانوالہ ،وزیرآباد، علی پور چٹھہ، نوشہرہ ورکاں اور کامونکی کے مقام پر کام کر رہی ہیں۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ کی ان شاخوں کی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کی آمدن اور اخراجات کی سال وار تفصیل اس طرح ہے:

نام برانچ	سال	آمدن	اخراجات
گوجرانوالہ	2007-08	1,91,16,573/-	1,27,56,730/-
	2008-09	1,93,01,846/-	1,45,07,238/-
وزیرآباد	2007-08	85,99,831/-	20,77,656/-
	2008-09	1,01,48,504/-	24,02,842/-
علی پور چٹھہ	2007-08	67,55,371/-	14,78,570/-
	2008-09	70,59,826/-	18,19,383/-
نوشہرہ ورکاں	2007-08	76,68,107/-	20,68,250/-
	2008-09	85,84,120/-	25,23,465/-
کامونکی	2007-08	1,05,79,395/-	21,88,400/-
	2008-09	1,36,51,130/-	29,84,056/-

(ج) ضلع گوجرانوالہ کی ان شاخوں میں سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کسانوں کو دی گئی قرضہ کی رقم کی سال وار تفصیل اس طرح ہے:

نام برانچ	سال	تفصیل رقم جو بطور قرض دی گئی۔
گوجرانوالہ	2007-08	7,85,25,365/-
	2008-09	7,68,25,368/-
وزیرآباد	2007-08	4,95,25,365/-
	2008-09	4,89,32,657/-
علی پور چٹھہ	2007-08	4,30,25,698/-
	2008-09	4,25,36,987/-
نوشہرہ ورکاں	2007-08	4,70,25,365/-
	2008-09	4,65,23,589/-
کامونکی	2007-08	4,08,16,544/-
	2008-09	3,90,31,049/-

(د) یہ رقم قرضہ کسانوں کو برائے خرید زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات وغیرہ اور برائے خرید بھیڑ بکری فراہم کی گئی ہے۔

(ہ) اس وقت ان شاخوں میں ڈیفالٹرز کی کل تعداد 1290 ہے جس کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام برانچ	تعداد ڈیفالٹرز سوسائٹیز	تعداد ممبران ڈیفالٹرز سوسائٹیز	تعداد ڈیفالٹرز انفرادی قرضہ	کل تعداد ڈیفالٹرز
1	گوجرانوالہ	86	210	452	662
2	وزیرآباد	40	47	59	106
3	علی پور چٹھہ	20	61	64	125
4	نوشہرہ ورکاں	35	210	53	263
5	کامونکے	25	57	77	134
	میزان:	206	585	705	1290

ضلع گوجرانوالہ، کسانوں کو قرضہ جات فراہم کرنے کی تفصیلات

*4625: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب کوآپریٹو بنک کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان بنکوں سے سال08۔2007اور09۔2008کے دوران ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے کتنی گرانٹ بطور قرض کسانوں کو فراہم کی گئی؟

(ج) یہ گرانٹ کس شرح سود پر کسانوں کو فراہم کی گئی؟

(د) یہ گرانٹ کس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دی گئی؟

(ہ) برانچ منیجر کو کتنی گرانٹ بطور قرض دینے کا اختیار ہے؟

(و) ان بنکوں کے پاس کون کون سی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں میں تعینات انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ کی تفصیل اس طرح ہے:-

نمبر شمار	نام برانچ	نام انچارج	عہدہ	بنک گریڈ
01	گوجرانوالہ	سلیم حسن چیمہ	قائم مقام منیجر	5
02	وزیر آباد	خالد محمود وڑائچ	قائم مقام منیجر	5
03	علی پور چٹھہ	فاروق احمد فاروقی	قائم مقام منیجر	5
04	نوشہرہ ورکاں	محمد منشأ	قائم مقام منیجر	5
05	کاموئکی	سید مجاہد حسین شاہ	قائم مقام منیجر	5

(ب) بنک ہذا کی ان شاخوں میں سال08-2007اور09-2008کے دوران ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے فنڈز کی کمی کی وجہ سے کوئی قرضہ جاری نہیں کیا گیا۔

(ج) بنک ہذا نے سال08-2007اور 09-2008کے دوران خرید ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے کوئی قرضہ جاری نہیں کیا تاہم اس قرضہ کی موجودہ شرح مارک اپ 16 فیصد ہے۔

(د) جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ہ) برانچ منیجر کو انجمن ہائے کی منظور شدہ حد قرضہ برائے فصلی قرضہ جات و طلائی زیورات کی کفالت کے عوض مبلغ-/1,00,000روپے تک کا قرضہ جاری کرنے کا اختیار ہے۔

(و) ضلع گوجرانوالہ میں زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	تفصیل گاڑی	زیر استعمال	مقصد
01	ہنڈا سوک، ماڈل2006 رجسٹریشن نمبرLWH 8255	زونل چیف	برائے انسپکشن برانچز، وصولی قرضہ
02	سوزوکی جیپ پوٹھوہار، ماڈل2006، رجسٹریشن نمبرLWE 8805	برائے وصولی فیلڈ ڈیوٹی	برائے وصولی قرضہ

03	سوزوکی جیپ پوٹھوہار، ماڈل 2001، رجسٹریشن نمبر LXW 3216	ڈسٹرکٹ مینجر/کوآپریٹو فیلڈسٹاف	برائے اسپکشن برانچز ووصولی قرضہ

ضلع سرگودھا، کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4716: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھامیں امداد باہمی کے تحت کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں چل رہی ہیں؟

(ب) کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کے لئے کیاکیاrequirements ہیں؟

(ج) یکم جنوری2009 سے آج تک کس کس کوآپریٹو سوسائٹی کو رقم بطور قرض فراہم کی گئی ان کے نام وپتاجات اور قرض کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس ضلع میں کل کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاںdefaulter ہیں؟

(ہ) ڈیفالٹر سوسائٹیوں سے کتنی رقم وصول کرنی ہے؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھامیں امداد باہمی کے تحت 1027 سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں جن کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:-

نمبر شمار	نام برانچ	تعداد سوسائٹی
01	سرگودھا	441
02	شاہ پور	50
03	ساہیوال ضلع سرگودھا	69
04	بھلوال	160
05	کوٹ مومن	165
06	بھیرہ	142
	میزان	1027

(ب) کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کے سلسلہ میں کسی ایک موضع کے کم از کم 30 ممبران جن کا کاشتکاران/مالکان اراضی ہوناضروری ہے جن کی شمولیت سے انجمن تشکیل پاتی ہے-ان کی عمر18 سال سے کم نہ ہو اور وہ اس سے پہلے کسی دیگر انجمن کے ممبر نہ ہوں۔یہ تمام افراد مل کر ایک درخواست برائے تشکیل رجسٹریشن سوسائٹی بنام اسسٹنٹ رجسٹرار، کوآپریٹو سوسائٹیز(متعلقہ) کو دیتے ہیں جو اس سوسائٹی کو کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت رجسٹر کیاہے-

(ج) ضلع سرگودھا میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چھ برانچوں نے یکم جنوری 2009 سے آج تک مبلغ-/7,89,57,653 روپے قرضہ فراہم کیا ہے-جن کوآپریٹو سوسائٹیز کو رقم بطور قرض فراہم کی ان کے نام، پتاجات ورقم قرضہ کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) ضلع سرگودھا میں اس وقت ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 86 ہے جس کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:-

نمبر شمار	نام برانچ	تعداد ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز
1	سرگودھا	50
2	ساہیوال ضلع سرگودھا	4
3	بھلوال	9
4	کوٹ مومن	21
5	بھیرہ	3
	میزان	87

(ہ) ضلع سرگودھا میں ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز سے واجب الوصول رقم مبلغ-/1,16,09,593 روپے ہے جس کی برانچ وار تفصیل تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

تحصیل بھلوال میں کوآپریٹو بنکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4723: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان برانچز کے انچارج کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) ان برانچوں سے یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنے افراد کو کس کس مقصد کے لئے قرض جاری کیا گیا؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل بھلوال میں کوآپریٹو بنک کی دو برانچیں بھلوال اور بھیرہ کے مقام پر کام کر رہی ہیں-

(ب) تحصیل بھلوال کی ان برانچوں کی سال 2008-09 اور 2009-10 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل اس طرح ہے-

نمبر شمار	نام برانچ	سال	آمدنی	اخراجات
01	بھلوال	2008-09	5942366/-	2879077/-
	01۔07۔09to31۔12۔09	2009-10	2908824/-	1563984/-
02	بھیرہ	2008-09	3236823/-	2178800/-
03	01۔07۔09to31۔12۔09	2009۔10	20,10,422/۔	11,49,871/۔

(ج) تحصیل بھلوال کی ان برانچوں کے انچارج کے نام عہدہ، گریڈ کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	نام انچارج	عہدہ	بنک گریڈ
1	بھلوال	مسٹر حق نواز	منیجر	6
2	بھیرہ	مسٹر نصر اللہ خان	قائم مقام منیجر	5

(د) تحصیل بھلوال کی ان برانچوں نے یکم جنوری 2008 سے آج تک انفرادی مقروضان کو بھی قرضے جاری کئے ہیں اور انجمن ہائے کے ذریعے بھی جاری کئے ہیں جتنے قرضے جاری کئے ہیں ان کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	تفصیل قرضہ	تعداد مقروضان انفرادی قرضہ	تعداد مقروض انجمن ہائے	رقم قرضہ
1	بھلوال	1۔فصلی قرضہ	۔	266	4,93,89,210/۔
		2۔ریوالونگ فصلی قرضہ	۔	2	5,28,180/۔
		3۔لائیوسٹاک ریوالونگ	۔	2	2,00,700/۔
		4۔گولڈلون	615	۔	3,46,17,500/۔
		5۔قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری	34	۔	40,32,300/۔
			649	270	8,87,67,890/۔
2	بھیرہ	1۔فصلی قرضہ	۔	236	3,03,28,800/۔
		2۔ریوالونگ فصلی قرضہ	۔	22	31,87,907/۔
		3۔لائیوسٹاک ریوالونگ	۔	31	37,73,198/۔
		4۔گولڈلون	446	۔	98,08,146/۔
		5۔قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری	35	۔	3,16,800/۔
			481	289	4,74,14,851/۔

سال2009-10، کاشتکاروں کو قرضے جاری کرنے کی تفصیلات

*4789: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال2009-10 میں کاشتکاروں کے لئے کل کتنی رقم رکھی؟

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال 2009-10 کے دوران کاشتکاروں کو کن کن فصلوں کے لئے کتنے قرضے جاری کئے؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال 2009-10 میں کاشتکاروں کو قرضہ جات کی مد میں فراہم کرنے کے لئے مبلغ /-7000.000 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال 2009-10 کے دوران کاشتکاروں کو فصل خریف 2009 اور ربیع 2009-10 کے لئے قرضہ جات جاری کئے ہیں۔ فصل ربیع 2009-10 کے لئے قرضہ جات کا اجراء تاحال جاری ہے۔ فصل وار اجراء کی تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام فصل	رقم اجراء قرضہ
1	خریف 2009	/-2,35,64,67,302 روپے
2	ربیع 2009-10	/-1,49,62,94,231 روپے

ضلع فیصل آباد میں کوآپریٹو بنک کی شاخوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4984: چودھری ظہیرالدین خان: کیا وزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی کتنی شاخیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2008 سے آج تک ان برانچوں سے کسانوں اور عوام الناس کو کتنی مالیت کے قرضہ جات کن کن مقاصد کے لئے جاری کئے گئے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ان قرضہ جات کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 8 برانچیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	پتاجات
1	فیصل آباد	قیصری گیٹ، ریل بازار، فیصل آباد
2	چک جھمرہ	غلہ منڈی، چک جھمرہ
3	ڈجکوٹ	سمندری روڈ، ڈجکوٹ۔
4	جڑانوالہ	واٹر ورکس روڈ، جڑانوالہ
5	کھرڑیانوالہ	جڑانوالہ روڈ کھرڑیانوالہ

6	سمندری	غلہ منڈی، سمندری
7	تاندلیانوالہ	غلہ منڈی،تاندلیانوالہ
8	ماموں کانجن	بنک بازار، ماموں کانجن

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ضلع فیصل آباد کی ان برانچوں میں یکم جنوری سے 2008 سے آج تک مبلغ 81کروڑ66لاکھ 22ہزار5سو47روپے کسانوں کو فراہم کئے گئے جس کی برانچ وار، مدوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ضلع فیصل آباد کی برانچوں میں قرضہ جات کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام عہدہ اور گریڈ کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	نام قرضہ منظور کردہ افسر	عہدہ	گریڈ
1	فیصل آباد	ملک امیر افضل	منیجر	2
2	چک جھمرہ	نصرت عباس شاہ	قائم مقام منیجر	3
3	ڈجکوٹ	محمد انور بیگ	قائم مقام منیجر	3
4	جڑانوالہ	ارشاد احمد ملک	منیجر	2
5	کھرڑیانوالہ	محمد سلیم	منیجر	2
6	سمندری	عبدالمجید	قائم مقام منیجر	3
7	تاندلیانوالہ	لیاقت علی	قائم مقام منیجر	3
8	ماموں کانجن	محمد اقبال	قائم مقام منیجر	3

ضلع اوکاڑہ میں کی کوآپریٹو بنکوں کی برانچوں میں جعلی ناموں سے کھاتے کھول کر قرضے فراہم کرنے کی تفصیلات

*5276: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 تا2008 کے دوران ضلع اوکاڑہ میں قائم کوآپریٹو بنکوں کی تمام برانچوں میں جعلی ناموں سے کھاتے کھول کے قرضے دیئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ انسپکشن ٹیم نے انکوائری بھی کی لیکن تاحال اعلیٰ حکام نے ان پر کوئی کارروائی نہ کی، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں 2002 سے 2008 کے دوران سینکڑوں جعلی ناموں سے قرضے فراہم کئے گئے؟

(د) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران حویلی لکھا برانچ کا کتنی دفعہ آڈٹ کیا گیا، آڈٹ ٹیم میں کون کون سے آفیسران شامل تھے، ان کے نام و عہدوں سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا موجودہ ایم ڈی مذکورہ برانچ کا سپیشل آڈٹ کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ لاکھوں کروڑوں روپے کے گھپلوں کو سامنے لایا جاسکے ؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ برانچ میں لاکھوں کروڑوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف ہوا لیکن اس کے تاحال کوئی نتائج سامنے نہیں آئے متعلقہ انتظامیہ ایسا کیوں کر رہی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں ؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ 2002 تا2008 کے دوران ضلع اوکاڑہ میں قائم پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنکوں کی تمام برانچوں میں جعلی ناموں سے کھاتے کھول کر قرضہ جاری کئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ 2002 تا 2008 کے دوران نہ ہی جعلی ناموں سے کھاتے کھول کر قرضہ جاری کیا گیا اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی انکوائری ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ حویلی لکھا برانچ میں 2002تا2008 کے دوران سینکڑوں جعلی ناموں سے قرضے فراہم کئے گئے ہیں۔

(د) 2002تا2008 کے دوران دیگر برانچوں کی طرح حویلی لکھا برانچ کا ہر سال باقاعدہ آڈٹ ہوتا رہا ہے جس میں ہیڈ آفس کے سینئر آڈٹ افسران نے آڈٹ کیا جس کی تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ
1	محمد رفیق	منیجر آڈٹ
2	چودھری اعجاز احمد	سینئر منیجر آڈٹ
3	خالد رضا میر	سینئر منیجر آڈٹ سیل
4	چودھری عبدالمجید	سینئر منیجر آڈٹ سیل

(ہ) ضلع اوکاڑہ کی حویلی لکھا برانچ کا سپیشل آڈٹ از سال 2005،2009 مکمل ہو چکا ہے۔آڈٹ رپورٹ کے مطابق جن ملازمین نے ہیڈ آفس کی ہدایات کے برعکس غلطیاں کی ہیں ان کے خلاف قواعد وضوابط کے مطابق تادیبی کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

(و) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ حویلی لکھا برانچ میں 2002تا2008 کسی قسم کا گھپلا نہ ہوا ہے تاہم 2009 میں سابقاً کیشئر مظہر بشیر ڈولہ نے بجلی کے بلوں کی مد میں 4,10,910/-روپے کا فراڈ کیا تھا جس میں سے 3,50,749/-روپے کی رقم وصول کرلی

گئی ہے بقایا رقم۔/60,161 روپے مذکورہ کیشئر کے ذمہ ہے مذکورہ کیشئر کی غلطی کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے بنک انتظامیہ نے اس کو ملازمت سے برخاست کر دیا ہے۔

سال 09-2008، کسانوں کو قرضے فراہم کرنے کی تفصیلات

*5277: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 09-2008 کے دوران کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ ضلع اوکاڑہ نے کتنے کسانوں کو قرضے فراہم کئے، ان کے علیٰحدہ علیٰحدہ نام و پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ب) یہ قرضہ جات کتنے فیصد سود پر دیئے گئے اور یہ کس اتھارٹی کی اجازت سے فراہم کئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان قرضہ جات کی ادائیگی پر متعلقہ بنک انتظامیہ نے ہزاروں روپے اپنا کمیشن بھی وصول کیا؟

(د) 2009 کے دوران جن لوگوں کو قرضے فراہم کئے گئے کیا اعلیٰ حکام ان کو طلب کر کے انکوائری کرنے کو تیار ہیں تاکہ متعلقہ بنک انتظامیہ کی بے قاعدگیاں سامنے آسکیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ حویلی لکھا برانچ میں سال 2008 کے دوران مبلغ ۔/5,04,56,000 روپے کے قرضہ جات جاری کئے گئے جبکہ سال 2009 کے دوران مبلغ ۔/6,29,46,400 روپے کے قرضہ جات کسانوں کو فراہم کئے گئے۔ مجموعی طور پر دو سال میں مبلغ ۔/11,34,02,400 روپے کے قرضہ جات جاری کئے گئے جس کی سال وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران جن مدات میں جس شرح مارک اپ پر قرضہ جات جاری کئے گئے اس شرح مارک اپ کا تعین ایڈمنسٹریٹر بنک ہذا نے کیا ہے جنہیں بروئے بنک بائی لاز بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اختیارات حاصل ہیں اور بنک ہذا کے قرضہ جات پر شرح مارک اپ کے تعین کرنے کا اختیار بورڈ آف ڈائریکٹرز کو حاصل ہے تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	قسم قرضہ / سکیم قرضہ	شرح مارک اپ
1	گولڈ لون	16 فیصد
2	فصلی قرضہ جات	15 فیصد
3	لائیو سٹاک بھیڑ بکری	13 فیصد

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ بنک انتظامیہ نے قرضہ جات کے اجراء کے سلسلہ میں کسی قسم کا کمیشن حاصل نہ کیا ہے۔

(د) بنک کے قرضہ جات تمام تر جانچ پڑتال کے بعد پالیسی کے مطابق کوآپریٹو فیلڈ سٹاف کی سفارشات پر جاری کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی برانچ میں کسی قسم کی بے قاعدگی کی گئی ہو تو دوران آڈٹ ایسی بے قاعدگی خود بخود سامنے آ جاتی ہے جس پر متعلقہ ذمہ دار بنک افسران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے تاہم بے قاعدگی کو سامنے لانے کے لئے جن لوگوں نے قرضے حاصل کئے ہیں ان کو طلب کر کے انکوائری کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5463: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کس کس نام سے کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان سوسائٹیوں سے حکومت کو کیا فوائد حاصل ہیں، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) 2008-09 اور 2009-10 کے دوران ان سوسائٹیوں کی کارکردگی کیا رہی، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا مذکورہ عرصہ میں ان سوسائٹیوں کا آڈٹ ہوا اگر ہاں تو اس کی رپورٹ لف کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

ایگریکلچرل ان لمیٹڈ سوسائٹیز	1049
ایگریکلچرل لمیٹڈ سوسائٹیز	26
کوآپریٹو ولیج آرگنائزیشن برائے تحفظ خوراک و فروغ پیداوار لمیٹڈ سوسائٹیز	45
ضلعی فیڈریشن	01
میزان	1121

(ب)

1۔ امداد باہمی کی انجمن ہائے چھوٹے زمینداروں اور کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

2۔ جملہ چھوٹے زمینداروں / کاشتکاروں کو ان کی زرعی ضروریات از قسم کھاد، بیج، زرعی ادویات و دیگر آلات کی خرید کے لئے قرضہ جات جاری کئے جاتے ہیں۔

3۔ قرضہ جات محدود پیمانے پر اور زرعی ضروریات کے تحت نقد ادا کئے جاتے ہیں تاکہ یہ طبقہ نقد رقومات کی ادائیگی کے بعد معیاری زرعی اشیاء ارزاں نرخوں پر خرید کر سکیں۔ بصورت دیگر ادھار پر حاصل کردہ زرعی اشیاء غیر معیاری اور مہنگے داموں خرید کرنے کے لئے یہ طبقہ مجبور ہوتا ہے۔

4۔ علاوہ ازیں ٹریکٹرز و دیگر زرعی آلات کی خرید کے علاوہ ڈیری ڈویلپمنٹ کے طویل مدتی اور آسان اقساط پر قرضہ بھی اسی جذبہ کے تحت جاری کئے جاتے ہیں۔

5۔ حکومت کو بھی اس سے فوائد حاصل ہیں۔ ان قرضہ جات سے امداد باہمی کی انجمن ہائے کے ذریعے چھوٹے زمینداران اور کاشتکاران کو معاشی استحصال سے بچایا جاتا ہے جس کی وجہ سے امداد باہمی کی یہ انجمن ہائے زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

6۔ ان انجمن ہائے کے ذریعہ کسان اپنے معاشرتی و مالی مسائل اپنی مدد آپ کے تحت خود حل کر رہے ہیں جو کہ اسلام کی اصل روح ہے۔

(ج) تفصیل چلت قرضہ برائے سال 09-2008

رقم چلت قرضہ (in lac)	تعداد انجمن ہائے	تعداد مقروضان
1684.99	785	7117

برائے سال 10-2009

رقم چلت قرضہ (in lac)	تعداد انجمن ہائے	تعداد مقروضان
1589.63	753	7114

تفصیلی وصولی قرضہ برائے سال 09-2008

رقم وصولی قرضہ (in Lac)

1682.99

برائے سال 10-2009

رقم وصولی قرضہ (in Lac)

1585.63

(د) آڈٹ پوزیشن آف سوسائٹیز ضلع رحیم یار خان:

سال 09-2008

آڈٹ واجب	آڈٹ کئے گئے	آڈٹ بقایا
1121	1121	NIL

سال 10-2009

آڈٹ واجب	آڈٹ کئے گئے	آڈٹ بقایا
992	882	110

نوٹ: کوآپریٹو سوسائٹیز کے بقایا110آڈٹ مورخہ 2010۔06۔03 تک مکمل ہوں گے۔

فیصل آباد میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5711: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ امداد باہمی کے تحت کوآپریٹو سوسائٹیز کتنی ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2009 سے آج تک ان سوسائٹیز کو کتنا قرض دیا گیا؟

(ج) یہ قرض کس کس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا؟

(د) یہ قرض کس شرح سود پر دیا گیا؟

(ہ) اس ضلع میں کون کون سی سوسائٹیز ڈیفالٹر ہیں اور ان کے ذمہ کتنا قرض ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فیصل آباد میں محکمہ امداد باہمی کے تحت کام کرنے والی کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 2151 ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ان کوآپریٹو سوسائٹیز کو مبلغ 42 کروڑ 34 لاکھ 24 ہزار 758 روپے کا قرض دیا گیا۔

(ج) یہ قرضہ برائے خرید زرعی مداخل کھاد بیج، زرعی ادویات وغیرہ، برائے مال مویشی و دودھیلے جانور و صنعت کاری کی ترقی کے لئے دیا گیا۔

(د) یہ قرضہ برائے خرید زرعی مداخل کھاد بیج، زرعی ادویات وغیرہ 16 فیصد، برائے مال مویشی و دودھیلے جانور 13 فیصد و صنعتکاری کی ترقی کے لئے 16 فیصد مارک اپ پر دیا گیا۔

(ہ) ضلع فیصل آباد میں ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 472 ہے جن کے ذمہ قرضہ مبلغ 9 کروڑ 17 لاکھ 29 ہزار 805 روپے بقایا ہے جس کی سوسائٹی اور برانچ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد۔محکمہ امداد باہمی کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5712: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ امداد باہمی کے کتنے دفاتر کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) فیصل آباد محکمہ امداد باہمی کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

1۔ ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز بمقام جیل روڈ بالمقابل الائیڈ ہسپتال فیصل آباد۔
2۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز بمقام جیل روڈ بالمقابل الائیڈ ہسپتال فیصل آباد
3۔ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد --ایضاً--
4۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد صدر --ایضاً--
5۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز نشاط آباد فیصل آباد --ایضاً--
6۔ انڈسٹریل اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد --ایضاً--
7۔ انڈسٹریل انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد I --ایضاً--
8۔ انڈسٹریل انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد II --ایضاً--
9۔ کوآپریٹو ٹریننگ کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد
10۔ لیڈی انسپکٹریس کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد بمقام مکان نمبر 180 گلبرگ۔اے فیصل آباد
11۔ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز سمندری بمقام فارم سروس سنٹر تاندلیانوالہ روڈ سمندری
12۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز سمندری بمقام فارم سروس سنٹر تاندلیانوالہ روڈ سمندری۔
13۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز تاندلیانوالہ بمقام غلہ منڈی تاندلیانوالہ
14۔ انسپکٹر کوکوآپریٹو سوسائٹیز مرکز بالک بمقام غلہ منڈی تاندلیانوالہ
15۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ماموں کانجن
16۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز گڑھ
17۔ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز جڑانوالہ بمقام چک نمبر 240 موڑ جڑانوالہ
18۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز جڑانوالہ --ایضاً--
19۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز لنڈیانوالہ تحصیل جڑانوالہ
20۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز کھڑیانوالہ تحصیل جڑانوالہ
21۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ستیانہ تحصیل جڑانوالہ

22۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز چک جھمرہ بمقام غلہ منڈی چک جھمرہ۔
23۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ڈجکوٹ اڈا تحصیل فیصل آباد
24۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ٹھیکریوالہ تحصیل فیصل آباد

(ب)

سال 09۔2008	سال 10۔2009	میزان
19808761/۔	21469514/۔	41278275/۔

(ج) کوئی نہیں۔

(د)

سال 09۔2008	سال 10۔2009	میزان
19484715/۔	19217423/۔	38702138/۔

(ہ) اس ضلع میں 2151 کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں جن کی تفصیل تحصیل وار درج ذیل ہے۔

نام تحصیل	تعداد کوآپریٹو سوسائٹیز
1۔ فیصل آباد بشمول چک جھمرہ	655
2۔ سمندری بشمول تاندلیانوالہ	837
3۔ جڑانوالہ	659
میزان	2151

اس کے علاوہ ضلع ہذا میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کا زونل آفس اور برانچز موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ زونل آفس دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فیصل آباد بمقام ریل بازار فیصل آباد۔
2۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فیصل آباد برانچ ---ایضاً---
3۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ڈجکوٹ برانچ
4۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ سمندری برانچ۔
5۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ تاندلیانوالہ برانچ۔
6۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ماموں کانجن برانچ۔
7۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ گڑھ برانچ
8۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ جڑانوالہ برانچ۔
9۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کھرڑیانوالہ برانچ۔

پنجاب لیکویڈیشن بورڈ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6184: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب لیکویڈیشن بورڈ میں کام کرنے والے عملے کی تعداد، نام، عہدہ، گریڈ اور حاصل کی جانے والی تنخواہ و دیگر مراعات کی مکمل تفصیلات بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ بورڈ کی کل کتنی پراپرٹی راولپنڈی، اسلام آباد اور لاہور میں موجود ہے، جس پر ناجائز قابضین موجود ہیں، مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے، قابضین کے نام کب سے قابض ہیں اور ان کے خلاف کی گئی کارروائی سے مطلع کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ساہیوال، ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو کا دفتر قائم کرنے کی تفصیلات

*6789: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کا درجہ دیا جا چکا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ساہیوال میں ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو کا دفتر ابھی تک قائم نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز مذکورہ دفتر کب تک قائم کر دیا جائے گا؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ساہیوال کو حکومت پنجاب کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر 1002-2008/334/DIR/RD مورخہ 05-11-2008 کے تحت ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کا درجہ دیا جا چکا ہے۔

(ب) ساہیوال میں ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹوز کا دفتر قائم کرنے کے لئے، ڈسٹرکٹ آفیسر / ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹوز ساہیوال ڈویژن ساہیوال مع ماتحت عملہ کی اسامیوں کی منظوری کے لئے محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبر E&A (COOP)3-20-2009 مورخہ 18-02-2010 تحریر کیا جا چکا ہے۔ جونہی محکمہ خزانہ کی طرف سے منظوری ہو جائے گی ساہیوال میں ڈسٹرکٹ آفیسر / ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹوز کا دفتر قائم کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ شیخ علاؤالدین صاحب سے بھی coordinate کر لیں، آپ کو کوئی فائدے کی بات بتادیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کے پاس درانی صاحب جیسا بندہ اب ہے، یہ اسی سے استفادہ کر لیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ محمد شفیق خان کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 510 ہے، کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے خاندان میں کوئی فوتیدگی ہو گئی تھی۔ اگر رولز اجازت دیتے ہیں تو آپ اسے pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کوئی ان کے behalf پر اس توجہ دلاؤ نوٹس کو take up کرنا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پھر اس کو dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے، وہ بھی تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ رانا ارشد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 28 کا جواب آنا تھا۔ رانا ارشد صاحب ابھی یہاں تھے لیکن اب موجود نہیں ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 29 چودھری محمد اویس اسلم مڈہانہ صاحب کی ہے، وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ دونوں صاحبان موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحاریک استحقاق pending کر لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی دو تحاریک التوائے کار ہیں ایک کا نمبر 488 اور دوسری کا 490 ہے، ان کے جواب آنے تھے۔

شیخ علاؤالدین: یہ pending ہیں، ان کا جواب آنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلائے جانے سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب محکمہ کی طرف سے موصول ہوا ہے اس کے مطابق سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ کرسچئین سوسائٹی کے زیر اہتمام چل رہا ہے، اس سکول کا محکمہ تعلیم راولپنڈی سے کوئی تعلق نہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہی سکول ہے جس کے بارے میں، میں نے عرض کیا تھا۔ لاء منسٹر صاحب جیسے کہہ رہے ہیں کہ اس سکول کا تعلق محکمہ تعلیم سے نہیں ہے لیکن یہ حکومت پنجاب کی jurisdiction میں ہے جیسا کہ آپ سے میں نے عرض کیا تھا کہ یہ ساڑھے تین سو کنال زمین کا معاملہ ہے۔ اب آپ جو مناسب سمجھتے ہیں وہ فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک تو محکمہ تعلیم پنجاب حکومت کا معاملہ ہے تو یہ ادارہ محکمہ تعلیم کے ماتحت نہیں ہے۔ میرے خیال میں آپ رانا صاحب سے علیحدہ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں تو بہتر رہے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 490 بھی شیخ صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ منرل واٹر کے بارے میں تھی۔ اس کو آپ دیکھ لیجئے کیونکہ اس پر کل بھی اخباروں میں خبریں شائع ہوئی تھیں کہ منرل واٹر کا قوم سے فراڈ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 490 کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو اگلے ہفتے تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 2010/565 حاجی میاں محمد اعظم چیلہ صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2010/566 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

حکومت کی جانب سے بادشاہی مسجد لاہور سے چوری ہونے والے نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے ٹھوس اقدامات نہ اٹھانا

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 10-07-19 کی خبر کے مطابق صوبہ پنجاب کے شہر لاہور میں واقعہ بادشاہی مسجد سے چوری ہونے والے نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے حکومت نے اب تک کوئی مؤثر اقدامات نہیں اٹھائے بلکہ کیس کو داخل دفتر کر دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق نعلین مبارک کی تفتیش کا بنیادی نکتہ محکمہ اوقاف کے حکام بالا سے ہے کیونکہ نعلین مبارک محکمہ اوقاف کی تحویل سے چوری ہوئے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ نعلین پاک کو چوری ہوئے آٹھ سال کا طویل عرصہ گزر گیا مگر آج تک کوئی مؤثر پیشرفت نہیں ہوئی لیکن قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کوئی عملی اقدامات نہ اٹھائے جس سے ہر کلمہ گو کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے کیونکہ نبی ﷺ کے تبرکات ملت اسلامیہ کے لئے عقیدت و محبت اور وابستگی کی علامت ہیں اس لئے پاکستان اور صوبہ پنجاب کے مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس افسوسناک واقعہ جس کی نشاندہی اس تحریک التوائے کار میں کی گئی ہے اس مقصد کے لئے دو تفتیشی ٹیمیں حکومت پنجاب اور محکمہ داخلہ کے

تحت بنائی گئی ہیں جس میں جناب نوید الٰہی، ڈپٹی ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو پنجاب، جناب افتخار حسین شاہ، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایف آئی اے کرائم سرکل اور محمد عمر ورک، ڈی ایس پی پر مشتمل ایک joint investigation team بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ Deputy Inspector General Police Investigation Lahore نے بھی ایک ٹیم تشکیل دی ہے جس میں چودھری مسعود عزیز S.P Organized Crime محمد عمر ورک، انسپکٹر خالد اور اس طرح سے تقریباً آٹھ کے قریب سینئر اور تجربہ کار پولیس افسران شامل ہیں۔ یہ دونوں تفتیشی ٹیمیں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس واقعہ کی تفتیش کر رہی ہیں لیکن سردست اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ اس طرح کا issue ہے کہ جن لوگوں کی موجودگی میں یہ چوری ہوئی تھی کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں تمام لوگوں کو interrogate کیا گیا ہے یعنی investigation کے تمام circles میں جو لوگ بادشاہی مسجد اور اس محکمے سے متعلقہ ہیں لیکن اس کا سرِدست کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح لاء منسٹر صاحب بتا رہے ہیں تو میرے خیال میں کوشش ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کا یہ دینی فریضہ بھی ہے تو اس بات پر اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بس یہی گزارش کرنی چاہوں گی کہ اس میں جو لوگ بھی قصوروار ہیں ان کو کڑی سے کڑی سزا دینی چاہئے کیونکہ اس سے تمام مسلمانوں کو عقیدت و احترام ہے اور ان سب کے جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 574/10 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 575/10 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ جی، سردار صاحب!

چک عمر سکھا لادھوکا (دیپالپور) میں تعینات نہری پٹواری کا پانی کی وارابندی میں من مانی سے چھوٹے کاشتکاروں کو مشکلات کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس

وقت صوبہ بھر میں دھان کی فصل کچھ کاشت ہو چکی ہے اور کچھ ہو رہی ہے اور دھان کی فصل کی کاشت کے وقت اور بعد میں پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسان/کاشتکار کو پانی فراہم نہ کیا جائے تو نہ صرف دھان کی فصل کو ہی نقصان ہوتا ہے بلکہ کسان کے لئے ایک خودکشی سے کم نہ ہے جس سے کسان نہ صرف پریشان ہوتا ہے بلکہ فصل نہ ہونے کے باعث وہ سارا سال فاقہ کشی کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایسی صورتحال نہری پٹواری اپنی من مانیاں کر کے ایسے کسانوں/کاشتکاروں کے لئے پیدا کر دیتے ہیں جو پیسے نہیں دیتے جیسا کہ چک عمر سکھالادھو کا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ اور اس کے دیگر و نواح مواضعات میں مسٹر اکبر ڈوگر نامی نہری پٹواری نے کی ہوئی ہے۔ موصوف پٹواری کے خلاف اہل دیہہ کے کسانوں/کاشتکاروں نے اعلیٰ حکام کو شکایت بھی کی، مذکورہ پٹواری اپنی مرضی سے امیر کاشتکاروں کو پانی دیتا ہے اور ان کی فصلات کو پانی لگانے کا وقت بھی اپنی مرضی سے دیتا ہے، اگر غریب کاشتکار کا اپنی فصل کو پانی لگانے کا وقت دن کے وقت مقرر ہے تو اس کو رات کے دوسرے حصہ کا یا آخری حصہ کا پانی دیتا ہے۔ اگر وہ کاشتکار احتجاج کرے تو اس کو کہتا ہے کہ میں اپنی مرضی کروں گا بلکہ اس کاشتکار کو پانی نہیں لگانے دیتا اور یہ بات بھی علم میں آئی ہے کہ مذکورہ پٹواری دو سے اڑھائی لاکھ روپے کے عوض امیر کاشتکاروں کی وارابندی کر دیتا ہے ان کو کئی گھنٹوں تک پانی مقررہ وقت سے کئی گنا زیادہ لگانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ اس ناانصافی کے بارے میں اہل دیہہ اور دیگر مواضعات کے کسانوں/کاشتکاروں نے محکمہ آبپاشی کے اعلیٰ افسران کے علم میں لائے لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی ہے۔ یہ صورتحال اس قدر سنگین ہے کہ اسمبلی دخل اندازی کرے تاکہ یہ معاملہ حل ہو سکے اور اس پٹواری کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق محمد اکبر نہری پٹواری حلقہ وٹو آنہ کنگن پور سب ڈویژن میں تعینات ہے اس کے خلاف ایک شکایت منجانب ظفر اقبال وٹو اور حصہ دار موگہ برجی نمبر 5210/R راجباہ لالو دیپالپور ضلع اوکاڑہ موصول ہوئی اور ضلع دار نے ابتدائی تحقیقات کی۔ ضلع دار کے رُوبرُو شکایت کنندہ ظفر اقبال وٹو و دیگر حصہ داران موگہ نے اپنا بیان دیا کہ پٹواری مذکورہ کے خلاف درخواست غلط فہمی کی بناء پر مخالفین کے اُکسانے پر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یقیناً معزز ممبر نے اس تحریک التوائے کار میں جس مسئلے کو identify کیا ہے یہ درست ہو گا لیکن بعد میں جب اس کی شکایت کی گئی تو اس نے manage کر لیا اور اس آدمی نے آ کر بیان دے دیا۔ میرا خیال ہے کہ معزز ممبر آج کے اجلاس کے بعد میرے پاس آ جائیں تو ان کی شکایت کے حوالے سے میں یہ کوشش کروں گا کہ اس معاملے کو resolve کروا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، میں مل لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 577/10 ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر فائزہ اصغر، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان اور محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔

میو ہسپتال لاہور کی طرح لاہور اور صوبہ کے دوسرے سرکاری ہسپتالوں میں بھی کمپیوٹر سافٹ ویئر لگانے کا مطالبہ

جناب شیر علی خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں جدید ترین کمپیوٹرائزڈ سافٹ ویئر کے منصوبوں پر عملدرآمد ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کی ایمرجنسیوں میں لائے جانے والے مریضوں کا ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ ہسپتالوں کی ایمرجنسیوں میں آنے والے روزانہ 4 لاکھ مریضوں کا ریکارڈ ایک دن میں ہی ضائع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پنجاب میں بیماریوں کی شرح کو کم کرنے کے لئے کوئی بھی حتمی منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ تفصیل کے مطابق دنیا بھر میں سرکاری ہسپتالوں میں لائے جانے والے مریضوں کا ریکارڈ کئی برسوں بعد بھی چیک کیا جا سکتا ہے مگر پنجاب کی 9 کروڑ آبادی کے 352 سرکاری ہسپتال بغیر کسی کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کے ہی چل رہے ہیں۔ سابقہ دور حکومت کے لاہور کے میو ہسپتال میں دو بار سافٹ ویئر لگانے کی منصوبہ بندی کی گئی جس کے لئے سوا کروڑ روپے کے کمپیوٹر اور سافٹ ویئر بھی خریدے گئے مگر ان کو نصب کرنے کے باجود سافٹ ویئر نہ چل سکا کیونکہ اس بارے میں ڈاکٹروں کے ساتھ مشاورت نہیں کی گئی تھی۔ یہی کمپیوٹر آج بھی جنرل ہسپتال کی ایمرجنسی کے فرسٹ فلور کے ایک روم میں پڑے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے ڈاکٹر زاہد پرویز کو بلا معاوضہ فراہم کیا ہے جس کی وجہ سے میو ہسپتال میں مریضوں کی رجسٹریشن اور ان کے کوائف کو اکٹھا کرنے کے

لئے کمپیوٹرائزڈ سافٹ ویئر قائم کر دیا گیا اور دو ماہ سے یہ سافٹ ویئر کام کر رہا ہے۔ جناح ہسپتال میں بھی سافٹ ویئر لگایا ہوا ہے مگر اس کا انٹرنیٹ سے کنکشن نہیں ہے۔ گنگا رام ہسپتال، جنرل ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، لیڈی ایچی سن ہسپتال اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال سمیت پنجاب کے باقی شہروں کے ہسپتال اس سہولت کے بغیر ہی چل رہے ہیں۔ اس قسم کے سافٹ ویئر کو ایمرجنسی میں لگایا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ آنے والے ایمرجنسی کے مریضوں کے کوائف اکٹھے کئے جا سکیں اور ادویات کی چوری کو روکا جا سکے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھنے سے پہلے میں آپ کے اور یہاں پر موجود معزز ممبران کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کل یہاں پر شوگر ملز کی ادائیگی سے متعلق معاملات جو کسانوں کو درپیش ہیں ان پر بات ہوئی تھی۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ کین کمشنر اور سیکرٹری خوراک کو کل بلایا جائے اور وہ ممبران کے ساتھ بیٹھ کر اس سارے معاملے کو discuss کر کے ممبران کی بہتر تجاویز کے مطابق اس معاملے کو حل کیا جائے۔ کل اس معاملے پر کچھ دوستوں نے ہاؤس میں بات کی تھی تو لغاری صاحب نے بھی کی تھی لیکن ان کے علاوہ اس وقت مجھے باقی دوست نظر نہیں آ رہے اس لئے اگر آپ اس کو announce فرما دیں تو ایک بجے کمیٹی روم (اے) میں سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر موجود ہوں گے لہذا جو صاحبان وہاں پر جا کر تجاویز دینا چاہیں یا ان سے inquire کرنا چاہیں تو اس کے مطابق یہ میٹنگ ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بات تو کر دی ہے بہر حال ایک بجے کمیٹی کی میٹنگ میں جو ممبران جانا چاہیں وہ چلے جائیں اور جو بات یہاں پر on the floor of the House ہوئی تھی اس کو کمیٹی میں discuss کریں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! پوائنٹ آف آرڈر تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے کے بعد ہو گا۔ رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 577 کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے نے جواب تو کافی detail میں دیا ہے لیکن اس کا relevant portion یہی ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں جدید سافٹ ویئر نصب کر دیا گیا ہے اور تمام ضروری معلومات کو محفوظ کیا جا رہا ہے۔ اسی طریق پر لاہور کے تمام بڑے ہسپتال بشمول جناح ہسپتال، گنگا رام ہسپتال، جنرل ہسپتال اور سروسز ہسپتال کو computerize data storage کے لئے upgrade کیا جا رہا ہے تاکہ ان تمام ہسپتالوں کے مریضوں کے متعلق ضروری معلومات محفوظ کی جا سکیں اور بوقت ضرورت اس کو استعمال میں لایا جا سکے۔ محکمہ صحت کے ٹیچنگ ہسپتالوں میں data base computer software pilot project launch کیا گیا ہے جس کے تحت مختلف مرحلہ وار پروگرام کے تحت تمام ہسپتالوں کو کمپیوٹرائز کرنے کا عمل جاری ہے۔ اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے عنقریب کہا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اگر عنقریب کو define کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Within this financial year یہ complete ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Within this financial year یہ تحریک بھی dispose of کی جاتی ہے on the assurance of Law Minister. اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 584/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پنجاب میں جنگلات حکومتی عدم توجہ کی بناء پر بُری طرح متاثر اور جنگلات کی زمینوں پر غارت گروں کا قبضہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایوان کے ہر معزز ممبر کے علم میں ہے کہ پنجاب میں جنگلات بُری طرح تباہ ہو چکے ہیں بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ دانستہ ختم کر دیئے گئے ہیں اور آج حالت یہ ہے کہ اب جنگلات کی زمین بھی غارت گروں اور قبضہ گروپوں سے محفوظ نہ ہے۔ یہ المیہ نہیں تو کیا ہے کہ آج حقیقتاً جنگل نام کی کوئی چیز صرف کاغذات ہی میں رہ گئی ہے۔ چین میں جنگلات پر ہونے والی ایک جدید ریسرچ کی بنیاد پر چائنیز حکومت نے بہت

سے علاقوں پر ہوائی جہاز کے ذریعے مختلف درختوں کے بیج سپرے کئے ہیں اور خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں پچھلے پانچ سال میں سیلاب آئے ہیں۔ علاقے کی آب و ہوا اور زمین کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑی تعداد میں نیم کے درختوں کا بیج بھرپور انداز میں سپرے کیا ہے۔ حکیم جالینیوس نے کہا تھا کہ جس گھر میں نیم کے چند پتے ہیں تو مجھے تعجب ہے کہ وہاں کوئی بیمار ہے۔ قطع نظر اس عظیم فرمان کے ایسے تمام درختوں کی اقسام جن میں جامن اور کھجور شامل ہیں تحقیق کے مطابق قدرت کا انمول تحفہ ہیں اور اس طرح ان کے بیج کو پورے پنجاب میں جنگی بنیادوں پر سپرے کیا جانا چاہئے اور خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں سیلاب نے تباہی مچائی ہے۔ چائنیز حکومت کی مشاورت سے ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کی حکمت عملی اپنائی جائے اور جنگلات کی تعداد جو حقیقتاً قوم کی صحت کا ضامن ہیں کو جنگی بنیادوں پر بڑھایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے next week کے لئے pending فرمادیں اور ویسے میری یہ بھی گزارش ہوگی کیونکہ سیلاب پر عام بحث ہو رہی ہے اور یہ تجویز بھی اسی سے متعلقہ ہے تو اگر اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی یہ تجویز اور دوسری تجاویز کو بھی نوٹ کروالیں تو یہ بھی بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک روز قبل حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب ایم پی اے پی پی۔79 کے ایک پوائنٹ آف آرڈر کو in order فرمایا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ایک ڈاکو منصب علی ولد بشیر احمد کو جدید اسلحہ سمیت پکڑ کر ایس ایچ او تھانہ شور کوٹ کینٹ کے حوالے کیا۔ ایس ایچ او نے تین دن تک اس ڈاکو کو تھانے میں بند رکھا اور تین دن کے بعد بھاری رشوت لے کر اسلحہ اپنے پاس رکھ کر ڈاکو کو چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر! اس پر رپورٹ اور جواب طلب کیا تھا جو کہ اس طرح سے ہے کہ مورخہ 27-09-2010 کو ایک مشکوک شخص جس کا نام بعد میں انصر عباس عرف گوگا ولد بشیر احمد قوم قریشی سکنہ تحصیل چوک گلی نمبر 4 شور کوٹ سٹی معلوم ہوا کو گرفتار کیا گیا جس کے قبضہ سے ایک پسٹل 30 بور،

رنگ سیاہ پاک میڈ دستہ برآمد ہوا جس کا مذکورہ کوئی لائسنس یا اجازت نامہ پیش نہ کر سکا جس پر اسلحہ ناجائز پسٹل 30 بور بذریعہ فرد قبضہ پولیس میں لیا گیا اور ملزم کے خلاف مقدمہ نمبر 224 مورخہ 28-9-2010 بجرم 13/20/65 آرمز آرڈیننس درج کر کے چالان مرتب کیا گیا اور مقدمہ مذکورہ کو زیر سماعت عدالت مجاز چالان بھجوایا جا رہا ہے۔ اس کی کاپی اپوزیشن لیڈر تو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں لہذا میں محسن لغاری صاحب کو بھجوا دیتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قذافی سٹیڈیم لاہور میں ٹونٹی ٹونٹی کرکٹ ٹورنامنٹ کے لئے گیٹ بند کرنے سے ہزاروں لوگوں کا روزگار متاثر ہونے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے notice میں ایک چیز لاؤں گا کہ قذافی سٹیڈیم کے اندر ایک بہت بڑا کمرشل کمپلیکس بھی ہے جہاں ہزاروں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔ ابھی لوکل ڈومیسٹک کرکٹ کا ایک ٹونٹی ٹونٹی کرکٹ ٹورنامنٹ ہو رہا ہے جس کی تفصیل آج کے اخبار میں ہے کہ دس پندرہ دن جب وہ ٹورنامنٹ رہے گا تو فیروزپور روڈ اور لبرٹی والے دونوں گیٹ بند کر دیئے جائیں گے۔ وہاں پر ہوٹل، دکانیں، بک شاپس اور گیلریز وغیرہ سے وابستہ لوگوں کا روزگار اتنے دن تک متاثر ہو جائے گا۔ سکیورٹی بالکل ضروری چیز ہے مگر سٹیڈیم چونکہ بہت بڑا ہے تو اس کے اندر جانے والوں کے لئے تو ضرور ہو لیکن اگر وہ بند کر دیا جائے گا تو دس پندرہ ہزار لوگوں کا روزگار بند ہو جائے گا۔ مہربانی کر کے اس سلسلے میں CCPO صاحب سے discuss کریں۔ سکیورٹی پلان ضرور بنیں لیکن ان دس پندرہ ہزار لوگوں کا روزگار متاثر نہ کریں کیونکہ کرکٹ ٹورنامنٹ تو لوکل ہر وقت ہوتے رہیں گے اور قذافی سٹیڈیم استعمال ہوتا رہے گا لیکن ان لوگوں کا روزگار متاثر نہ ہو لہذا میری گزارش ہے کہ اس چیز پر غور کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر لغاری صاحب اپنا قیمتی وقت تھوڑا سا spare کریں تو میں CCPO لاہور سے کہتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس سکیورٹی پلان میں اگر یہ کچھ input دیں اور ان کی advice اور رہنمائی سے اس میں کوئی ایسی بہتر improvement

ہو سکے جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں ان لوگوں کا نقصان نہ ہو اور اگر اس میں کوئی تبدیلی لائی جا سکتی ہو کیونکہ کرکٹ میچوں اور دیگر میچوں میں سکیورٹی concern اس وقت قدرے زیادہ ہے تو اگر یہ اس سلسلے میں مقامی سول ایڈمنسٹریشن کی رہنمائی کریں تو ہمیں اس پر بڑی خوشی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! فورٹریس سٹیڈیم اس سے بڑا کمرشل ایریا ہے اور وہاں پر لوگ زیادہ اکٹھے ہوتے ہیں لیکن وہاں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کرکٹ ٹورنامنٹ کے میچ دیکھنے کے لئے آج کل اتنے لوگ آتے ہی نہیں اور اگر کوئی انٹرنیشنل میچ ہوتا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک فورٹریس سٹیڈیم کی بات ہے تو اگر آپ کو کہیں شام کے وقت جانا ہو تو وہاں پر سکیورٹی بہت زیادہ سخت ہے اور وہاں پر تو اتنی زیادہ search کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ شاید more than necessity ہوتی ہے بہر حال آپ آئیں اور بیٹھیں اور اگر آپ اس میں contribute کریں تو ہمیں خوشی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! واقعی یہ بہت بڑا issue ہے۔ سکیورٹی ضرور کریں مگر گیٹ کے اندر entry بند نہ کریں اور لغاری صاحب کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوکل ایم این اے اور ایم پی ایز کو بھی بلائیں تاکہ ان کی طرف سے input آ جائے اور آپ ٹائم بھی بتا دیں تاکہ اس وقت بیٹھ کر یہ معاملہ sort out ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس علاقے کے ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان نے بھی ساتھ بیٹھنا ہے تو کل پھر CCPO صاحب کو ادھر بلا لیں گے۔ ابھی اجلاس ختم ہونے کے بعد میرے چیمبر میں لغاری صاحب تشریف لے آئیں تو کل کا ٹائم رکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب سے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی تو میں اس وقت مداخلت نہیں کر سکا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مداخلت بنتی بھی نہیں تھی۔

جناب پرویز رفیق: سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول مری میں کشمیر پوائنٹ پر جواب تھا کہ محکمہ تعلیم میں یہ نہیں آتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آئین پاکستان تمام شہریوں کی جان ومال اور املاک کے تحفظ کی یقین دہانی کرواتا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ وضاحت لینا چاہتا ہوں کہ آیا Law & Order کی ذمہ داری براہ راست ہم پر آتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ واقعہ ہوا ہے جس کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے، اس پر ایف آئی آر درج ہوئی، حکومت نے کوئی action لیا، کوئی investigation ہوئی اور آگے اس کی کیا صورتحال ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا تو تحریک التوائے کار میں جواب آگیا ہو گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! نہیں آیا۔ انہوں نے جو جواب دیا اس میں انہوں نے کہا کہ یہ مشنری سکول تھا، یہ کرسچئین سکول تھا، یہ ایجوکیشن کے محکمے میں نہیں آتا۔ اس پر سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ ان سے بند کمرے میں مل لیں۔ میں صرف یہ وضاحت چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرویز رفیق صاحب! میری بات سنیں۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں اور اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے تو پھر ہاؤس کے سامنے لے آئیں۔ جب سپیکر صاحب اس وقت اپنی observation دے چکے ہیں تو پھر آپ ان سے مل لیں۔ ملنے کے بعد بھی اگر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو پھر آپ on the floor of the House لے کر آئیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار کے حوالے سے نہیں، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس سے related ہی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! Minorities کی یا ہر شہری کے protection کی ذمہ داری کیا گورنمنٹ کی نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو اس وقت point out کرنا چاہئے تھا۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہو گیا اور وہ تحریک بھی چلی گئی اس لئے اب آپ ان سے مل کر پھر بتائیے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب وضاحت کر دیں تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس طرح وضاحتیں نہیں ہوتیں۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ میں ایک تحریک التوائے کار out of turn پیش کرنے کی اجازت طلب کرنا چاہتی ہوں۔ تقریباً چھبیس کالجوں پر حکومت کی طرف سے بورڈ آف گورنرز مقرر کئے گئے ہیں اس پر اساتذہ کو بہت زیادہ تحفظات ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے احتجاجی جلوس بھی نکالے جس کے نتیجے میں ان کے ٹرانسفر بھی کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ سارا کچھ ٹھیک ہے، اخباروں میں بھی آرہا ہے اور اس پر مذاکرات بھی ہو رہے ہیں۔ آپ منسٹر ایجوکیشن سے مل لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان لوگوں میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے اس حوالے سے میں نے یہ تحریک جمع کروائی ہے اس کو out of turn پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلکہ آپ کی بات سے مجھے یاد آیا۔ ابھی مجھے کامران مائیکل صاحب کی چٹ بھی آئی ہے لہذا اب کامران مائیکل صاحب، محترمہ آمنہ الفت اور سوہنا صاحب، آپ لوگ باہر جاکر سٹوڈنٹس سے بات کریں کیونکہ وہ بورڈ آف گورنرز کے خلاف اپنے کچھ مطالبات لے کر آئے ہوئے ہیں۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر تعلیم کو بھی بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر ایجوکیشن موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ موجود ہی نہیں ہوتے۔

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں تو مظاہرین کے مؤقف کا حمایتی ہوں، مجھے آپ نہ بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے۔ اچھی بات ہے، جو بھی چیز ہے وہ یہاں لے کر آئیں۔ کامران مائیکل صاحب، گاڈی صاحب اور آمنہ الفت صاحبہ جاکر ان سے مذاکرات کر کے ہاؤس کو بتائیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! کچھ بچے کھڑے ہیں اور آپ نے کل ان سے متعلق کچھ کمیٹی بنانے کی commitment کی تھی۔ اس وقت احتجاج تو نہیں ہو رہا ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، مجھے ابھی چٹ آئی ہے لہذا یہ تینوں جاکر ان سے مذاکرات کریں اور ہاؤس کو بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے ایجوکیشن منسٹر کی تو یہاں حاضری ensure کروائیں۔ ابھی ہم flood پر بحث کر رہے ہیں اور اس پر محکمہ آبپاشی کا بہت اہم role ہے لیکن وہ بھی یہاں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس طرف بھی آتے ہیں، ڈاکٹر صاحبہ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب باہر چلے گئے ہیں یہ ان سے related تھا۔ اگر کوئی منسٹر اس کی ذمہ داری لے یا آپ کسی منسٹر کو bound کریں کہ وہ میری اس بات کو نوٹ کر لیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر چودھری عفور صاحب بیٹھے ہیں۔۔۔

حکومتی چیک کیش نہ ہونے کی وجہ سے ٹھیکیداروں کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ مجھے چودھری عفور صاحب پر اعتماد ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ City 42 پر نجم ولی صاحب شام کو ایک پروگرام کرتے ہیں۔ اس پروگرام کی وساطت سے بھی اور ٹیلیفون پر بھی کچھ contractors نے مجھ سے contact کیا ہے۔ انہیں کے قریب contractors جیل میں ہیں اور کئی contractors ایسے ہیں جو اپنے گھروں سے باہر چھپتے پھر رہے ہیں کیونکہ ان کے خلاف ایف آئی آر کٹی ہے۔ بات اس طرح سے ہے کہ حکومت کے cheques bounce ہو رہے ہیں۔ یہ رقم جو bounce ہو رہی ہے وہ 30 یا 31۔ ارب روپے کے لگ بھگ بتائی گئی ہے۔ ان لوگوں نے میڈیا پر آ کر یہ خود بھی بتائی ہے اور میں بڑی ذمہ داری سے بتا رہی ہوں۔ اگر کسی کا چیک dishonor ہوتا ہے تو اس کے خلاف ایف آئی آر بھی کٹ جاتی ہے اور وہ جیل میں بھی چلا جاتا ہے لیکن جب گورنمنٹ کا چیک bounce ہو تو گورنمنٹ کو پوچھنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ یقین کریں کہ یہ ایکسیئن اور پنجاب کے DCOs وغیرہ سارا procedure follow کر رہے ہیں، contractors سے کام لیا جاتا ہے اور ان کو چیک دیئے جاتے ہیں۔ Proper procedure follow کرنے کے بعد بھی جب contractor اس چیک کو لے کر بنک میں جاتا ہے تو وہ چیک bounce ہو جاتا ہے۔ اس کو چیک اینڈ بیلنس کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ انتہا یہ ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ایک سپیشل ایڈیشنل سیکرٹری

رکھا گیا ہے اگر اس کا ٹیلیفون جائے تو وہ چیک کیش ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا۔ یہ 30۔ارب روپے اور تقریباً 15 ہزار contractors کی بات ہے، ان کی فیملی کی بات ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے لیکن بہت لمبی بات ہو گئی ہے۔ اس پر چودھری غفور صاحب گورنمنٹ کا point of view لے کر ہاؤس کو بتائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کب جواب دیں گے؟ یہاں commitment کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل ہی ہاؤس میں جواب دیں گے۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے سوال تھے اور honourable منسٹر صاحب نے بھی ایک commitment کی تھی کہ ابھی تھوڑی دیر میں، میں جواب دیتا ہوں۔ آج پورا ایک دن گزر جانے کے بعد بھی وہ تھوڑی دیر پوری نہیں ہوئی۔ hope I کہ منسٹر صاحب اس کا جواب جلدی دے دیں گے، recently ہماری اسمبلی نے ہیلتھ کا بل پاس کیا ہے۔ یہاں پر ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب بھی تشریف فرما تھے وہ بھی چلے گئے۔ یہ جتنا important department ہے اتنی ہی important بات یہ ہے کہ اس کا کوئی منسٹر نہیں ہے۔ چیف منسٹر صاحب خود اس کو دیکھتے ہیں۔ ہمارے best brains تقریباً بارہ سو ڈاکٹروں کا ملک چھوڑ کر چلے جانا اس ہیلتھ کیئر بل کی میں سمجھتی ہوں کہ سب سے بڑی ناکامی ہے۔ جس طرح بارہ سو ڈاکٹروں پر مشتمل یہ گروپ سعودی عرب چلا گیا ہے اس طرح ان کو دیکھتے ہوئے اور ڈاکٹر بھی جائیں گے۔ اس پر ہم ڈاکٹروں کو blame نہیں کر سکتے کیونکہ ہسپتال سے میرا پچھلے ڈیڑھ مہینے سے بہت زیادہ واسطہ پڑا ہوا ہے۔ وہاں پر جس طرح کا سلوک مریضوں کے ساتھ ہوتا ہے اس پر میں ڈاکٹروں کو ذمہ دار نہیں ٹھہرانا چاہتی کیونکہ جس طرح سے وہ victimize ہو رہے ہیں، بارہ گھنٹے، چھتیس گھنٹے تک تو وہ duties کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک بات ہے آپ بالکل valid بات کر رہی ہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر you have to be very precise۔ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! point یہ ہے کہ ultimately مریض suffer کر رہے ہیں۔ یہاں پر ڈاکٹرز باہر چلے جائیں گے، لوگوں کو ڈاکٹر نہیں ملے گا تو ہماری اس legislation کا کیا فائدہ، اس ہیلتھ کیئر بل کا کیا فائدہ جو ڈاکٹروں کی problem کو sort out نہیں کر رہے ہیں؟ ہسپتال میں حال یہ ہے

کہ ICU کے مریض کی call کسی ڈیپارٹمنٹ، ایکسرے یا الٹرا ساؤنڈ کے لئے تین تین دن تک attend نہیں ہوتی۔ حالانکہ ICU میں وہ مریض ہوتے ہیں جس کو ہر چیز ایمرجنسی میں required ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پھر اس ہیلتھ کیئر بل کا کیا فائدہ؟ جب مریض کے ساتھ یہ ہو رہا ہے، ڈاکٹروں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے اور جو main stakeholders ہیں ان کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس پر نظر ثانی کی جانی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک یہ عرض کرنا تھی کہ ابھی ہماری فاضل ممبر نے جو چیک کے بارے میں کہا ہے میں اس میں صرف ایک چیز کی addition چاہتا ہوں۔ آپ ان کو یہ بھی کہہ دیں کہ جو چیکس bounce ہوئے ہیں ان کے ساتھ بنک جو objection slip لگاتا ہے وہ بھی منسٹر صاحب کو دیں کیونکہ وہ case to case vary کرتا ہے تاکہ وہ صحیح جواب دے سکیں۔ یہ ضروری بات ہے default پر فیصلہ کرنے سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ اگر beneficiary کا fault ہے تو اس میں حکومت کو کہا جائے تو زیادتی ہوگی۔ ایک تو اس کی default slip دے دیں۔ اس کے علاوہ جو دوسری بات ہماری محترمہ نے ڈاکٹروں کے بارے میں کہی ہے میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے علم میں بھی ہے کہ یہ والا معاملہ میں نے بہت دفعہ اٹھایا ہے۔ 93-1992 کی سپریم کورٹ کی judgement ہے جس کے تحت خواتین کو یہ کہا گیا تھا کہ ان کو میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے تحت داخلہ دیا جائے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے tenure میں بھی میں نے یہ مسئلہ اٹھایا اور اب بھی اٹھایا اور میرا آج بھی یہی مؤقف ہے کہ 65 فیصد گریجویٹس ایم بی بی ایس خواتین شادی کے بعد کام نہیں کرتیں جس کی وجہ سے بہت بڑا gape آیا۔ محترمہ نے یہ بالکل ٹھیک کہا کہ بارہ سو ڈاکٹروں کو محکمہ صحت نے NOC دیا ہے۔ ایک طرف ہمارے male ڈاکٹروں کو NOC مل رہا ہے، وہ باہر جا رہے ہیں اور female ڈاکٹر کام نہیں کر رہی ہیں۔ آج حالت یہ ہے کہ بارہ سو ڈاکٹر جو اس وقت کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پڑھ رہے ہیں اور ان کا badge ابھی نکلے گا۔ اس badge میں 670 لڑکیاں ہیں اور میں

دعوے سے کہتا ہوں کہ ان 670 میں سے 600 کی شادیاں ہو رہی ہیں یا ہو چکی ہیں اور انہوں نے کام نہیں کرنا ہے۔ جب انہوں نے کام نہیں کرنا اور آپ کو یاد ہو گا پچھلے tenure میں بھی آپ یہاں تشریف فرما تھے اس وقت بھی خواتین نے اس پر بڑا شور مچایا تھا۔ آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مہربانی کریں یا اس petition کو review کریں جو سپریم کورٹ کا آرڈر ہے اور جو قوم کے لئے سخت نقصان دہ ہے یا پھر وفاقی حکومت کو کہیں کہ اس پر law amend کریں تاکہ جو لڑکے ایک ایک، دو دو نمبروں سے رہ کر ساری عمر کلرکی کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے یہ بے چارے کرغزستان جا کر فراڈ ڈگریوں کے لئے قتل ہو رہے ہیں اور ڈاکٹر available ہیں اور نہ ہی ہوں گے کیونکہ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ کچھ خواتین کے علاوہ باقیوں نے کام نہیں کرنا جب ان کی سیٹیں ان کو مل جاتی ہیں اور یہ پھر اس کو بھول جاتی ہیں۔ آج میں بہت خوش ہوں کہ ایک خاتون نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ ڈاکٹر short ہیں۔ اب یہ سمجھ رہی ہیں کہ کیا ہو رہا ہے لیکن جب میں نے چار سال پہلے کہا تھا کہ اس کا review کر لیں یا lost پر لے آئیں یا review petition دائر کر دیں تو یہ سب میرے خلاف تھے۔ آج آپ اس پر کچھ کریں تاکہ لوگوں کو ڈاکٹر ملیں ورنہ ڈاکٹر نہیں ملیں گے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین کی شکر گزار ہوں کہ وہ ہمیشہ بہت interesting logical گفتگو کرتے ہیں۔ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ میرا بھی یہی پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ جو کچھ بھی requirements پوری کر کے ان چیکوں کو چیک کرنا ہے۔ گورنمنٹ پر check and balance کون کرے گا؟ یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ اس کی requirements اور اتھارٹی بھی پوری کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے وہ تو ہو گیا اور اگلا point کیا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! دوسری بات جو انہوں نے لڑکیوں کے in balance کی کہی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ لڑکیاں ہیں ہی زیادہ لائق اور یہ تو ان کی لیاقت ہے کہ وہ ہر فیلڈ میں مردوں سے آگے بڑھ چکی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ایک منٹ میری بات بھی سن لیں، میں نے آپ کی بات سنی ہے۔ بات یہ ہے کہ سیمل کامران نے یہ کہا ہے کہ باہر contract پر جانے والے جو لوگ ہیں وہ لڑکے ہیں اور لڑکوں کو روکیں۔ لڑکیاں تو پھر بھی شادی کرنے کے بعد بھی میٹرنٹی ہوم اور جنرل ہسپتال میں کام کر رہی ہیں۔ مجھ سے figures لے لیں اور میں آپ کو 125000GP addresses اور پنجاب کے 40000GP کے ہسپتال کے نام دے سکتی ہوں جن کو لڑکیاں چلا رہی ہیں اور کسی نہ کسی form میں کام کر رہی ہیں لیکن لڑکے ملک کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ اس کے check and balance پر بھی بات کی جائے کہ male doctors کو بھی کوئی روکنے کا طریقہ ہونا چاہئے اور صرف خواتین پر بات کر کے اپنی کمزوری کو ظاہر مت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! ایک منٹ میں آپ کو floor دیتا ہوں چونکہ میں ہاؤس کو اوپر سے بیٹھ کر دیکھ رہا ہوں کہ کس نے کس وقت ٹائم مانگا تھا۔ let me do that اب آپ نے کیا ہے اور میں آپ کو بھی floor دوں گا۔ اس پر میری ذرا بات سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اس کی بات کا جواب تو دینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس پر ذرا بات کر لیں اور اس کے بعد میں صرف یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم issue ہے۔ اگر یہ ہمارے male doctors بھی جا رہے ہیں اور اگر female doctors بھی کسی وجہ سے کام نہیں کر رہی ہیں تو اس پر basically جو حکومت کا اتنا پیسا لگتا ہے اور اتنے سال لگتے ہیں اگر ان لوگوں سے پاکستان کو فائدہ نہیں ہو رہا یعنی ہماری عوام کو فائدہ نہیں ہو رہا تو واقعی اس پر ایک جامع پالیسی آنی چاہئے۔ Basic crux of the matter یہ ہے کہ اس پر ایک پالیسی بننی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جہاں تک ڈاکٹر سامیہ امجد نے قابلیت کا کہا ہے تو میں مانتا ہوں کہ ڈاکٹر سامیہ امجد بالکل قابل ہیں لیکن across the board یہ کہہ دینا کہ ہمارے لڑکے یا مرد ڈاکٹر حضرات جو ہیں وہ ان کے مقابلے میں قابل نہیں ہیں یہ بڑی زیادتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! .no cross talk پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا جو آئین ہے ہمارے اس آئین کے اندر کوئی discrimination نہیں ہے۔ Article(25) sub clause(2) جو کہتی ہے کہ:

There will be no discrimination between sexes.

اب اس پر ہم یہ بات کہیں کہ فلاں یہ ہے، فلاں وہ ہے۔ اس topic کو ہمیں کم از کم اسمبلی کے floor پر discourage کرنا چاہئے۔ ہمیں صرف یہ کرنا ہے کہ ہم ایک پالیسی بنائیں۔ ہم لوگ ماشاءاللہ Constituent Assembly کے ممبر ہیں اور اس ہاؤس کے پاس اختیار ہے اور قانون ساز ادارہ ہے۔ آپ ایسی پالیسی اور ایسا قانون بنائیں جس سے ملک کے جو مسائل ہیں ان کا حل ہو۔ اس پر میں مزید بحث کی اجازت نہیں دوں گا کیونکہ اب اس کے اوپر اگر سارے ممبران بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ آپس میں بات کر کے اس پر ایک دن رکھ لیں تاکہ اس پر بات کریں اور اس کے مطابق اس پر قانون لے کر آئیں۔ اب جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سیلاب متاثرین کی مدد اور بحالی پر عام بحث کا آغاز کل مورخہ 6۔اکتوبر 2010 کو ہوا تھا اور بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے ہوا تھا۔ مورخہ 7۔اکتوبر 2010 کی مرتب کردہ لسٹ میں اٹھارہ ممبران کے نام موجود ہیں۔ پہلے اس ترتیب سے نام پکارے جائیں گے تاہم اگر ان کے علاوہ کوئی بھی معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اپنا نام مجھے بھجوا دے۔ شکریہ

اب بحث کا آغاز محسن لغاری صاحب کریں گے بلکہ ایک منٹ آپ بُرا نہ مانیں اور ایک منٹ تشریف رکھئے گا کیونکہ تھوڑا سا بزنس آف ہاؤس بھی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ساجدہ میر صاحبہ کی بات ضرور سن لیں وہ خواتین کے بارے میں ہمیشہ اچھی بات کہتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس ہاؤس کو سفارش کی بنیاد پر نہیں چلایا جاتا۔ ساجدہ میر صاحبہ! میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

(اذان ظہر)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! میں نے آپ کو پہلے کہا تھا تو آپ بات کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! میاں صاحب! ان کی بات ہو جائے پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اسی موضوع پر بات کرنی ہے جس کی اب میٹنگ شروع ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس پر بات کرنی ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جس میٹنگ کا اعلان وزیر قانون صاحب کر کے گئے ہیں وہ گنے کی قیمت کی وصولی کے بارے میں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس میٹنگ میں جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں کیسے جاؤں گا؟ میں نے تو یہاں بھی بولنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ابھی بعد میں آئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کم از کم اس میٹنگ کا وقت آج کا نہیں رکھنا چاہئے تھا کیونکہ آج عام بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن ممبران نے اس میٹنگ میں جانا ہے وہ جا چکے ہوئے ہیں اور اپنی باری پر آ بھی جائیں گے اگر آپ بھی جانا چاہتے ہیں تو آپ بھی چلے جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں نہیں بولنا تھا اور مجھے صرف ریکارڈ پر اتنی ہی بات لے آنے دیں کہ ایک قانون موجود ہے جس کے ذریعے سے یہ شوگر ملز والوں سے گنے کی قیمت مع سود وصول کی جا سکتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس سے کوئی مدد حاصل کرتا ہے اور نہ ہی کوئی اس قانون کو عمل میں لا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میاں صاحب! اب بات یہ ہے کیونکہ ہاؤس کا ٹائم بڑا قیمتی ہے اور کمیٹی بیٹھ چکی ہوئی ہے۔ آپ نے وہاں پر بات کرنی ہے تو جائیں کر لیں اور ہمیں ہاؤس چلانے دیں۔ جی، محترمہ! آپ نے جو بات کرنی ہے جلدی سے wind up کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ خواتین کام کم کرتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کی protection کے بارے میں بھی ذرا سوچیں کہ تحصیل کی سطح پر جو ڈاکٹر ہیں اور وہ وہاں جاتی ہیں تو ان کی protection کا حکومت کیا کرتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر medico legal کا مسئلہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ کسی کے ساتھ violence ہوتا ہے یا کوئی عورت کا قتل ہوتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ تحصیل کی سطح پر ہمارے پاس وہ medico legal کا طریق کار ہی نہیں ہے، ہمارے پاس

عورتیں کام کرنا چاہتی ہیں پھر انہوں نے جو بات کی ہے کہ ٹُبک ہیں تو ان کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کہاں پر ٹُبک ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، بالکل ٹھیک ہے۔ ملک فیاض احمد صاحب مجلس قائمہ برائے محنت و انسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، ملک فیاض احمد صاحب!

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

مسودہ قانون انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت و انسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک فیاض احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Industrial Relation Bill 2010. (Bill No. 18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Industrial Relation Bill 2010. (Bill No. 18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Industrial Relation Bill 2010. (Bill No. 18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب پرویز رفیق مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔ جی، پرویز رفیق صاحب!

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Notice of the motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 244(a) of the said rules

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

اب جناب شاہ رخ ملک مجلس قائمہ برائے ہوم افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔ جی، جناب شاہ رخ ملک!

تحریک التوائے کار نمبر 117/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب شاہ رُخ ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Adjournment Motion No. 117/09 moved by Sheikh-Ala-ud-Din MPA pp-181.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہوم افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سرکاری کارروائی

بحث

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں اس کو بہت زیادہ brief رکھنے کی کوشش کروں گا۔ پہلے میں اپنی خواہش کا اظہار کر دوں کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میں تمام ممبران کو بتا دوں کہ پانچ منٹ کا ٹائم ہے اور آپ نے پانچ منٹ میں wind up کرنا ہے۔ یہ آپ ٹائم نوٹ کرنا شروع کر دیں۔ ان کا ٹائم اب سے نوٹ کیجئے گا۔ جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پہلے تو میں اپنی خواہش کا اظہار کر دوں کہ کاش! Concern ministers یہاں بیٹھے ہوتے۔ ہمارے ministers کے interest level کا یہاں سے پتا لگتا ہے کہ یہ کتنے interested ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ دیکھیں کہ کل آپ نے جو بات کی تھی تو آج اس وقت سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، سیکرٹری اریگیشن اور باقی تمام لوگ آپ کی بات سُننے کے لئے یہاں پر موجود ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو ہم نے یہ بات طے کر لی کہ جو بیوروکریسی ہے وہ تو اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے آ گئی لیکن ہمارے جو بھائی ہیں، جو ہماری پیٹی برادری ہے ان کو اس میں interest نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے سامنے ابھی رانا ثناء اللہ صاحب اس کمیٹی کے اندر گئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اریگیشن منسٹر صاحب کہاں ہیں؟ یہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا سب سے بڑا failure ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہم note points کرنے کے لئے یہاں پر موجود ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ لغاری صاحب! اب آپ points کی طرف آ جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے پہل تو یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہے اس کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے failures کہاں پر ہوئے ہیں اور ان کو ہم نے آگے address کیسے کرنا ہے؟ میں سب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ 21۔جون 2010 کو Pakistan Meteorological Department نے وارننگ دی تھی کہ جولائی اور ستمبر کے دوران flash floods آنے کا اندیشہ ہے کیونکہ سائنس اتنی ترقی کر گئی ہے کہ موسمی حالات کو دیکھتے ہوئے ہم آگے predictions کر سکتے ہیں تو 21۔جون کی جو Meteorological Department کی وارننگ تھی اور اگر آپ کو یاد ہو تو جولائی کے آخری ہفتے اور اگست میں floods آئے ہیں۔ ہمارے پاس جون سے لے کر جولائی تک کا پورا ایک مہینہ تھا اس میں ہماری وفاقی حکومت ہو، ہماری صوبائی حکومت ہو کسی نے بھی اس سلسلے میں کوئی اقدامات نہیں کئے اور نہ public at large کو یہ بتایا گیا کہ یہ چیز ہونے والی ہے۔ دریاؤں کے کچے کے علاقے میں جو لوگ رہتے تھے پانی نہ آنے کی وجہ سے اب وہاں permanent residences بنتی گئی تھیں ان کو وہاں سے ہٹانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی آخر کوئی تو اس کا ذمہ دار ہے، کسی کو تو اس کی ذمہ داری لینی چاہئے تھی۔ ہم نے اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کیا، اب یہ وقت اس بات کا ہے کہ ہم یہ چیز determine کریں کہ کون لوگ اس کے ذمہ دار تھے۔ کس کی یہ ذمہ داری تھی کہ یہ اتنے بڑے سانحے کو آگے لے کر چلتا۔ اتنے بڑے سانحے کا، اتنے بڑے مالی نقصان کا، کسی نہ کسی کو جب تک ہم اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرائیں گے اور کسی کو اس پر reprimand نہیں کیا جائے گا یہ چیزیں چلتی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ جس نے ہم انسانوں کو بنایا ہے اس نے بھی ہمارے لئے سزا اور جزا کا concept رکھا ہے۔ جنت اور جہنم، آپ اگر اچھا کام کرو گے تو آپ کو جنت ملے گی، آپ اگر بُرا کام کرو گے تو آپ کو جہنم میں جانا پڑے گا۔ اس مالک نے جو ہماری فطرت جانتا ہے، جس نے ہماری فطرت بنائی ہے اس نے بھی ہماری سزا اور جزاء کا ایک نظام رکھا ہے۔ جب floods آنا شروع ہوئے تو پنجاب والوں کو تو تقریباً ایک ہفتہ مزید وارننگ

مل گئی کیونکہ جب اوپر سے دریاؤں میں پانی آنا شروع ہوا تو اس کے تقریباً ہفتہ بعد ہمارے تک پہنچا۔اس ایک ہفتہ کے اندر بھی ہم نے کچے کے علاقے میں سے لوگوں کو نہیں نکالا۔ ہم نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا۔ میں آپ کو اپنی constituency کی مثال دوں۔ میری ڈیرہ غازی خان کی constituency پی پی۔245 ہے، میں دریا سے تھوڑا دور ہو جاتا ہوں، ہمارے یہاں دریا کا نہیں hill torrents کا flood آیا۔پہاڑی بارشوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ بلوچستان میں بارشوں کا سلسلہ بارکھاں اور رکنی سے شروع ہوا۔ نالائقی کی انتہا، معذرت کے ساتھ میرا یہ لفظ سخت ہے، نالائقی کی انتہا یہ کہ کسی نے geography نہیں دیکھی، کسی کو اس چیز کا علم نہیں کہ یہ جو بلوچستان کے پہاڑوں میں بارشیں ہو رہی ہیں اس پانی نے تین چار روز میں نیچے آکر ڈیرہ غازی خان اور شیر علی خان یہاں بیٹھے ہیں ان کے حلقے اور میرے حلقے کو آکر لگنا ہے، لاہور سے یہ حکم صادر ہوا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے اندر ضلع کی ریلیف کا جو سامان رکھا ہوا ہے اس کو بلوچستان بھیج دیا جائے۔ بینرز لگائے گئے، تصویریں کھینچی گئیں کہ پنجاب کے وزیراعلیٰ کی طرف سے بلوچستان کے بھائیوں کے لئے تحفہ اور ہوا یہ کہ جب تین چار دِنوں کے بعد وہ پانی ہمارے یہاں پہنچا تو ہمارے ضلعوں کے اندر ریلیف کی کوئی چیز نہیں تھی کیونکہ وہ ٹرکوں میں بھر کر ہم نے بلوچستان بھجوا دی تھی۔ بہت اچھی بات ہے، ہمیں اپنے بھائیوں کا خیال رکھنا چاہئے لیکن اپنا جغرافیہ دیکھتے ہوئے، اپنے زمینی حقائق دیکھتے ہوئے، ہمیں اپنے ضلع کے لوگوں کے لئے بھی اور اپنوں کے لئے بھی رکھنا چاہئے تھا۔ یہ جو مصیبت آئی ہے اس میں سب سے زیادہ small farmer affected ہوا ہے۔ جس کو زرعی ترقیاتی بنک سے قرضہ لینے میں مشکل پیش آتی ہے۔ حکومت اعلان کر رہی ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک قرضے معاف کر دے گا، وہ سود معاف کر دے لیکن زرعی ترقیاتی بنک سے کم از کم بیس گنا، پچاس گنا زیادہ ایک مارکیٹ ہے جو informal lending کے اوپر چل رہی ہے۔ جو آڑھتی سے اُدھار لے کر اور بہت زیادہ interest rates کے اوپر اور مڈل مین جو pesticide کا ڈیلر ہے، جو کھاد کا ڈیلر ہے اس سے -/800 روپے کھاد کی بوری -/1400 روپے کی ملتی ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ فصل پر پیسے میں دوں گا۔ ساری rural economy اس بات پر چلتی ہے کہ informal sector کے اندر lending ہوتی ہے اور بہت زیادہ interest rate پر ہوتی ہے جو کہ ہماری حکومت پنجاب کے Money Lending Act, 2007 کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا جو چھوٹا فارمر ہے وہ سب سے زیادہ affected ہے اس کے لئے کچھ کرنے کی ہمیں بہت سخت ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جلدی کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ابھی تو بات شروع بھی نہیں ہوئی تھی اتنا important issue ہے۔ اٹھارہ لوگ ہیں، میرے خیال میں یہ بہت سارے لوگ ہیں اور یہ بیٹھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک وقت مقرر کیا ہے، اس طرح disparity ہو جائے گی۔ آپ kindly اس کو wind up کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بس میں دو منٹ لوں گا۔ میں اپنے لاہور والے بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمارے اس مشکل وقت میں وہ ہمارے علاقوں میں آئے اور انہوں نے آکر ہمارے ساتھ ٹائم گزارا اور ہمارے لوگوں کے پاس گئے۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں بھی لوگ آئے، راجن پور میں بھی آئے، مظفر گڑھ میں بھی آئے۔ I am really grateful to them. لیکن میری پھر ایک چھوٹی سی گزارش تھی کہ اگر آپ آئے ہیں تو لوکل آدمی آپ کو زیادہ بہتر بتا سکتا تھا۔ اگر ڈیرہ غازی خان میں آئے ہیں، اگر میرے حلقے میں سیلاب آیا ہوا ہے ویسے تو میرے حلقے کے ساتھ حکومت کی خاص مہربانی تھی کہ کچھ نہیں کیا گیا شاید میں اپوزیشن میں ہوں اس لئے لیکن اگر آئے تھے تو مجھے ساتھ لے کر جاتے تو میں زیادہ بہتر بتا سکتا تھا کہ یہاں پر زیادہ نقصان ہوا ہے، یہ genuine flood کے ڈوبے ہوئے لوگ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہ flood کا سُن کر roads کے اوپر آ گئے ہیں اور یہ امداد اصل affectees تک نہیں پہنچ رہی۔ مقامی گائیڈز کی بڑی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے جذبے کو سلام، بہت اچھا انہوں نے کام کیا۔ ہمارے شہروں میں فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ، پنڈی ہر جگہ سے تاجروں نے بہت زیادہ امداد بھیجی لیکن ان کی disbursement کے لئے مقامی آدمی کا ان کے ساتھ ہونا بہت سخت ضروری تھا تاکہ وہ ان کو guide appropriately کر سکے۔ ابھی ایک وفاقی حکومت کی طرف سے flood tax کی بات ہوئی اور ہماری حکومت پنجاب نے، وزیراعلیٰ صاحب نے یکسر اس کو reject کر دیا یہ ایوان اور کابینہ مل کر اس چیز کے اوپر فیصلہ کریں کہ یہ ٹیکس کس قسم کا ہو گا۔ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے یہ one time tax ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جمہوریت کی روح کے مطابق یہ ایوان اور کابینہ مل کر اس پر کوئی فیصلہ کریں کہ یہ ٹیکس کس قسم کا ہو گا کیونکہ یہ one time tax ہے امیر لوگوں پر ٹیکس ہے جس کا چار کنال کا گھر ہے، مرسیڈیز گاڑی ہے ان لوگوں پر ٹیکس ہے۔ لگژری ٹیکس بھی تو ہم نے لگایا تھا، اسی حکومت نے گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگایا تھا اور وہ بھی اس سوچ کے ساتھ لگایا تھا کہ جو لوگ استعداد رکھتے ہیں، جن کے پاس پیسے ہیں وہ ان لوگوں کے لئے ٹیکس دیں جن کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اسی طرح اس one time flood tax کو ہم یکسر reject کر دیں، اس

پر یہاں debate کر لیں، ہم کابینہ میں اس کو discuss کر لیں اور ان چیزوں کو آگے لے کر چلیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری میری ایک اور گزارش ہے اور I will be very grateful کہ اگر سب لوگوں کو زیادہ ٹائم دیا جائے کیونکہ یہ issues بہت اہم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اب wind up کر لیں۔آپ کی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ سیلاب دوبارہ بھی آ سکتا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ میں ہماری ایک National Disaster Management Authority بنی ہے اور اسی طرح صوبے میں بھی بنی ہے لیکن ان کو کوئی legal cover نہیں ہے۔وہ جنرل پرویز مشرف کے آرڈر پر ہی قائم ہوئی تھی اور اب ہم اس غلط بحث میں نہیں پڑتے۔اس قسم کی bodies کی ضرورت ہے۔قومی سطح پر ہو، صوبائی سطح پر ہو اور ڈسٹرکٹ سطح پر ہو کیونکہ ناگہانی مصیبتیں آتی رہتی ہیں اس کے لئے ہم نے اپنے آپ کو plan کر کے رکھنا ہے۔دوسری میری ایک گزارش یہ تھی کہ coordination کے ساتھ ہی relief efforts ہوں، haphazard طریقے سے ہو رہا ہے۔Model villages بنائے جانے کی بات کی جا رہی ہے، ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ کہیں پر بھی بڑی آبادی نہیں ہوتی بلکہ آبادی کا cluster ہوتا ہے۔ان لوگوں کے لئے اگر آپ model village بنا دیں گے تو وہ قبول نہیں کریں گے۔ہر قسم کے life style کے ساتھ ان کی مدد کرنی چاہئے۔مدد کرنے کا جذبہ بہت زیادہ ہے لیکن اس میں coordination ہونی چاہئے اور سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔اپوزیشن اور حکومت کی ذہنیت سے خدارا باہر نکل کر سوچیں اور جو بھی اس سلسلے میں contribute کر سکتا ہے اس کو ساتھ لے کر چلیں اور مقامی آدمی اس سلسلے میں بہتر contribute کر سکتی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ان کو ساتھ لے کر چلا جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔No point of order. جی، وزیر قانون!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لغاری صاحب نے جو کہا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب کھڑے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک تو یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ میری ابھی تھوڑی دیر پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات ہوئی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر آج اس قسم کا ماحول ہے کہ زیادہ دوست بات کرنا چاہتے ہیں اور وقت کی قلت کی وجہ سے اگر وہ بات نہ کر پائیں تو بے شک آپ اس کو دو دن کی بجائے تین دن پر لے جائیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایک بڑا بنیادی issue ہے اور اس پر تمام ممبر جو بات کرنا چاہتے ہیں ان کو ایک تو ٹائم ملنا چاہئے اور دوسری جو لغاری صاحب نے بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے اب میڈیا سے متاثر ہو کر اس بات کو چلتے چلتے touch کر دیا ہے۔ اس پر بے شک یہ آج بات کر لیں یا کل کر لیں۔ اس پر حکومت چاہے گی کہ یہ clear cut guidance دیں۔ حکومتی پارٹی کے ممبران بھی اور اپوزیشن کے ممبران بھی اس پر بات کریں پھر اس کے بعد جو ایک سوچ بنے اور ایک ایسا ماحول بنے جس سے یہ ٹیکس لگایا جائے اگر یہ ٹیکس لگانا ہے تو اس کے لئے ایک خاص ماحول کی بھی ضرورت ہے کیونکہ پھر اس پر مختلف انداز میں criticism آنا شروع ہو جاتا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ لغاری صاحب نے جو بات کی ہے اس particular معاملے پر آج یا کل ایک گھنٹہ کا ٹائم مختص کر دیں اور اس پر پورا House تمام پارلیمانی پارٹیاں جو موجود ہیں ان کی طرف سے ایک clear cut رائے آ جائے تاکہ اس کے مطابق گورنمنٹ آگے کوئی step اٹھا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جمہوریت کی روح یہی ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں، فیصلے مشترکہ ہونے چاہئیں، سب کو مل کر یہ فیصلے کرنے چاہئیں۔
I am grateful to you.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ وزیر قانون کا جو point آیا ہے اس کو آج یا کل فائنل کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل چونکہ جمعہ ہے اور کل وقت کم ہو گا۔ یا تو یہ ہے کہ کل صبح دس بجے اجلاس شروع ہو جائے پھر تو میرا خیال ہے کہ کوئی ایک گھنٹہ مل جائے گا کیونکہ کل ٹائم کم ہے اس لئے کل کا دن بھی ہم سیلاب کی بحث میں لے جائیں اور کل جو ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ ملے تو specific بات پر کہ کیا flood tax لگنا چاہئے یا نہیں لگنا چاہئے؟ اس پر House کی رائے آ جائے تو پھر وزیر اعلیٰ اپنی policy statement یا wind up speech اگلے ہفتے کر دیں۔

وزیر انسانی حقوق، اقلیتی امور، ترقی خواتین اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر ابھی ایک کمیٹی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کامران مائیکل صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں پہلے ہم اس کو فائنل کر لیں اس کے بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ کل بھی ہم اس discussion کو carry forward کریں گے اور جو ممبران اس میں بات کرنا چاہیں وہ flood tax کے حوالے سے تیار ہو کر آئیں کہ وہ ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ کامران مائیکل صاحب! اب آپ کمیٹی کے بارے میں بتادیں۔

وزیر انسانی حقوق، اقلیتی امور، ترقی خواتین اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر جو کمیٹی ان طالب علموں کو ملی ہے ان کے کچھ تحفظات تھے اور وہ بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے تھے کہ اگر یہ کالجوں کے حوالے سے بورڈ آف گورنرز بنتا ہے تو اس سے فیسیں بڑھ جائیں گی اور جو غریب طبقہ سے طالب علم ہیں وہ پڑھ نہیں سکیں گے۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ ہمارے ساتھ کسی نے negotiation نہیں کی، table talk نہیں کی تاکہ اس کا کوئی مثبت حل نکل سکے۔ ہم نے ان کو ایک assurance دی تھی کہ ہم آپ کی ایک باضابطہ میٹنگ کروائیں گے جس میں ہمارے متعلقہ وزیر صاحب ہوں گے اور سیکرٹری ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری ابھی تک کسی نے بات سنی نہیں۔ بات سن لیں تاکہ ہمارے تحفظات دور کئے جا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس سلسلے میں سوموار کو میٹنگ رکھ لیں۔ وزیر قانون صاحب متعلقہ سیکرٹری اور وزیر موصوف کی ان سے میٹنگ arrange کروادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں پہلے تو اس بات کا تعین ہو کہ ان کی طرف سے نمائندگی کون کرے گا؟ اب ہر آدمی، سو لوگوں کو اکٹھا کر کے جلوس لے کر آ جائے اور کہہ دے کہ میرے ساتھ بیٹھیں اور negotiation کریں اس طرح تو پھر negotiation ہی چلتی رہے گی۔ وہ اپنی طرف سے کوئی نمائندہ باڈی یا وہ ٹیچرز یا وہ لیکچراران کو جو force کر کے بھیجتے ہیں کہ جائیں آپ وہاں جا کر protest کریں یا پھر جو کمیٹی آج بات کرنے گئی تھی آج بات کر لے، کل بات کر لے، ان لوگوں کا تعین کر دے جو نمائندہ حیثیت میں بیٹھ کر گورنمنٹ کے ساتھ negotiation کر سکیں۔ سیکرٹری ایجوکیشن ہیں، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے پاس محکمہ تعلیم کا چارج ہے وہ بیٹھ جائیں۔

میں بیٹھ جاؤں گا،آپ اس میں بیٹھ جائیں اوران کی جو یہ غلط فہمی ہے،ان کی جو یہ دلیل ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے وہ سارے لوگ جو اس معاملے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ باقاعدہ politically motivated ہیں اوراس میں قطعی طور پر ایسا معاملہ نہیں ہے۔ تعلیم کا معیار بہتر بنانا ہے اس کوشش کا اصل مقصد ہے اور کوئی فیسیں بڑھنے والی بات نہیں ہے۔اگر وہ بیٹھ کر اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں اور اگر وہ لوگ موجود ہیں تو یہ جاکر ان کے نمائندہ لوگوں کے نام لے لیں کیونکہ پانچ دس لوگوں سے یا بارہ تیرہ لوگوں سے تو مذاکرات ہو سکتے ہیں،ڈیڑھ دو سو لوگوں سے مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ یہ ان سے ٹائم لے لیں اس کے مطابق پھر arrange کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ ان کے نمائندوں سے بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا!میں بھی اسی سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ان کا ایک مطالبہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر قانون کی بات بھی ٹھیک ہے،آپ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہیں،آپ بھی ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور ان کے جو اصل نمائندے ہیں اور ان کو بلائیں،ان کی میٹنگ ہم کروا دیتے ہیں۔ جب ان کے نمائندے یہاں موجود نہیں ہیں تو floor of the House اس کو discuss کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ کامران مائیکل سے مل کر ان سے بات کر کے House کو بتا دیں کہ ان کے نمائندے کون ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا!ان کے کچھ مطالبات۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ!آپ ان کے ساتھ جاکر بات کر لیں۔ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): شکریہ۔جناب سپیکر!جیسا کہ سب دوستوں نے بات کی کہ یہ سیلاب ناگہانی آفت اور لوگوں کی بے بسی یہ ساری چیزیں discuss ہو چکی ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ technically ہمارے اداروں نے بڑا اچھا کام کیا لیکن یہ ساری چیزیں unexpected تھیں۔بارشیں جو ایک سال میں ہوتی تھیں وہ مقدار چھ دنوں میں پوری ہو گئی۔اس کے علاوہ افغانستان میں بھی ان دنوں بارشوں کا سیزن نہیں تھا وہاں پر بھی بہت بارشیں ہوئیں اور all of a sudden یہ ساری ایمرجنسی بھی create ہو گئی اور یہ سب کچھ unexpected تھا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ دس پندرہ سالوں سے سیلاب نہیں آیا۔ساری چیزیں unexpected ہوئیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس

طریقے سے وفاقی حکومت نے اور صوبائی حکومت نے اپنا کردار ادا کیا وہ بھی قابل ستائش ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ پچھلے دس سالوں میں repairs کے فنڈز، بند کی repairs کے فنڈز، بیراج کی repairs کے فنڈز میرے خیال میں یہ ہر سال کے اخراجات میں لگے ہوئے ہیں اور اگر موقع پر جا کر دیکھا جائے تو وہ کام شاید نہیں ہوا۔ جتنی proper maintenance چاہئے تھی وہ نہیں ہوتی رہی۔ ڈیپارٹمنٹ کو ہر سال فنڈز ملتے ہیں اور ان کی یہ routine ہوتی ہے، سیلاب سے پہلے ڈسٹرکٹ کی سطح پر میٹنگیں ہوتی ہیں اور گورنمنٹ کی سطح پر بھی میٹنگ ہوتی ہے وہ میرے خیال میں ہم پوری طرح سے اس کو کر نہیں سکے۔ میری اب آپ کی وساطت سے یہ request ہے کہ جو تباہی ہونی تھی وہ تو ہو گئی لیکن کم از کم liabilities لوگوں پر fix کرنی چاہئے تھی کہ کن لوگوں نے کوتاہی برتی اور کن لوگوں کی کوتاہی سے یہ سارا معاملہ aggravate ہوا۔ بے بسی کے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے کہ والدین کے سامنے ان کے بچے پانی میں بہہ گئے اور جوان اولاد کے سامنے والدین پانی میں بہہ کر چلے جا رہے ہیں اور وہ بے بس بیٹھے ہیں۔ پاکستان آرمی نے، پنجاب گورنمنٹ نے اور وفاقی حکومت کا جو National Disaster Management Cell تھا اس نے بھی اپنا پورا کردار ادا کیا۔ ابھی یہاں پر کل یہ ذکر ہوا کہ صوبائی سطح پر بھی National Disaster Management Cell تشکیل دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Cell اگر کچھ عرصہ قبل یا پانچ دس سال پہلے تشکیل دیا ہوتا تو اس میں ہمیں ان ناگہانی آفات کو manage کرنے میں آسانی ہوتی۔ دوسری بات جو مجھے اس سارے process میں نظر آئی، میری خواہش تھی کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ان مشکل حالات میں ایک ہنگامی اجلاس call کرتے، سارے ایم پی ایز اور اسمبلی کو on board لیتے اور باقاعدہ ان کی ڈیوٹیاں لگائی جاتیں تو میرے خیال میں ہم اس کو بہتر طریقے سے manage کر سکتے تھے۔

معزز ممبران: بلاتے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پیپلز پارٹی والوں کو کسی نے بلایا اور نہ ہی کسی نے انہیں اس چیز سے آگاہ کیا ہے۔ جب سیلاب نے کوئی پارٹی نہیں دیکھی تو میرے خیال میں یہاں پر بھی پارٹی سسٹم کو نہیں دیکھنا چاہئے تھا، یہ تو پوری قوم پر امتحان کا وقت تھا اور سب لوگوں کو اکٹھے مل کر کام کرنا چاہئے تھا۔ میرے اپنے حلقے میں پانچ ہزار کے قریب سیلاب متاثرین تھے، ہم لوگوں سے جو کچھ ہو سکتا تھا ہم نے manage کر کے انہیں دیا ہے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اجلاس call نہیں کر سکتے تھے تو کم از کم ڈویژن سطح پر سب کو invite کر کے انہیں مشورے میں شامل کرنا چاہئے

تھا اور سب لوگوں کو on board لینا چاہئے تھا۔وزیر اعظم صاحب وہاں دو یا تین دفعہ گئے ہیں اور انہوں نے وہاں پر سب جماعتوں کے ممبران کو invite کیا، سب کے مسائل سنے اور کوشش کی کہ سب کو on board لیا جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارٹیوں سے بالا تر ایک امتحان تھا اگر ہم مل کر اسے tackle کرتے تو ہم زیادہ آسانی اور بہتر طریقے سے کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر ماڈرن ویلجز کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ دریا کی beat میں رہنے والے لوگ بھی ہر ایک کی طرح اپنے گھروں سے محبت کرتے ہیں، ایڈمنسٹریشن کی طرف سے کافی شکایات ملیں کہ ان لوگوں کو آگاہ کیا گیا لیکن پھر بھی وہ اپنے گھر چھوڑ کر نہیں نکلے۔میری استدعا ہے کہ اگر ماڈرن ویلجز بنانے ہیں تو ان لوگوں کو on board لیں۔جہاں پر ان لوگوں کے پرانے گھر ہیں اگر وہ انہیں repair کروانا چاہتے ہیں یا وہ تھوڑا سا elevation دے کر وہاں گھر بنانا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں وہ بہتر طریقے سے manage کر سکتے ہیں۔ہم پچھلے کئی سالوں سے جناح آبادیوں والا تجربہ دیکھتے آ رہے ہیں کہ وٹو صاحب کے دور میں جناح آبادیاں بنائی گئی تھیں لیکن لوگ انہیں بارہ پندرہ دفعہ آگے فروخت کر کے چلے گئے ہیں اور وہاں پر وہ لوگ موجود نہیں ہیں جن کو وہ گھر الاٹ ہوئے تھے لہذا میری استدعا ہے کہ اگر ان لوگوں کو involve کر کے اور ان کے مشورے سے یہ ماڈرن ویلجز بنائے جائیں تو اس میں بہتری آ سکتی ہے۔میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر!اس سیلاب کے after affects اب سامنے آنے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ ایڈمنسٹریشن کو ہدایات دی جائیں کہ سب کو on board لیں اور تمام parliamentarians کو on board لیں اور ان کے مشورے سے ان کے علاقوں کے مسائل across the board deal کریں۔جس طرح انہیں خوراک چاہئے تھی اور بیماریوں سے تحفظ چاہئے تھا اسی طرح سکولز کی بھی ایمرجنسی ہے، سکولز کے لئے کوئی alternate بندوبست کیا جائے تاکہ جن لوگوں کے مکان گر گئے ہیں یا ان کا کچھ بھی نہیں رہا ان لوگوں کے بچوں کے پڑھائی کے سال ضائع نہ ہوں۔

جناب سپیکر!میں آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امیر لوگ جو affording ہیں اگر ان پر فلڈ ٹیکس لگا دیا جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ اس سے صوبے اور صوبے کی عوام کا فائدہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! کل اور آج جب سیلابی صورتحال کے بارے میں بحث شروع ہوئی تو مجھے ایک بات کا بڑا دکھ لگا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ اگر کوئی اجتماعی آفت آتی ہے تو اس کا اجتماعی طور پر مقابلہ کیا جاتا ہے لیکن یہاں بیٹھ کر اس قسم کی باتیں کرنا اور سیلابی سیاست کرنا کہ جناب تصاویر بنوائی گئی، ہیلی کاپٹرز پر گئے ہیں، ہیلی پیڈز پر گئے ہیں، فلاں کیا ہے، یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

منڈا صاحب! پلیز ایک منٹ میری بات سپیکر صاحب تک جانے دیں۔

جناب سپیکر! بہت ساری چیزوں کو مذاق کی صورت میں لیا گیا اور کل مجھے بڑا دکھ ہوا اور یہ میرے لئے ایک سانحہ تھا کہ اپوزیشن سے ہمارے بہت سارے بھائیوں نے اسے بالکل ہی سیاست کی نذر کرنے کی کوشش کی۔ میں ان کے لئے صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ:

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
تے سانوں آ کے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ

جناب سپیکر! جب بھی کوئی آفت آتی ہے، کیلی فورنیا میں ہو یا پوری دنیا میں ہو آپ دیکھیں کہ وہاں پر بھی ہزاروں دیہاتوں اور شہروں میں ان کی بہت سی روحیں جسموں سے علیحدہ ہو جاتی ہیں، نقصانات ہوتے ہیں لیکن پنجاب اور خاص طور پر پورے پاکستان میں جو یہ سیلابی ریلا آیا ہے۔ جیسے ابھی میرے بھائی فرما رہے تھے کہ وزیراعظم صاحب تین دفعہ گئے اسی طرح خادم اعلیٰ پنجاب جن کو میں حقیقی خادم اعلیٰ پنجاب کہتا ہوں وہ ساری ٹیم کو ساتھ لے کر چونتیس بار گئے ہیں، ان کی ٹیم میں وہاں کا ڈی سی او، وہاں کا ڈی آئی جی، وہاں کا ڈی پی او، تمام سیکرٹریز اور سیکرٹری ہیلتھ ساتھ ہوتے تھے۔ ہم ہمیشہ ناقدین رہتے ہیں اور تنقید کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی قدرتی آفت آتی ہے تو اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلا حصہ یہ ہوتا ہے کہ فوری طور پر انہیں کیا ریلیف دیا جا سکتا ہے جس سے ان کی روح اور جسم کا رشتہ قائم رہ سکے اور پھر دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ sustainable development کے لئے کیا کام کیا جا سکتا ہے تاکہ پھر انہیں مستقل روزگار اور گھر ملیں۔ یہ بات سچ ہے کہ ہم نے وہاں پر ایسے مناظر دیکھے ہیں بہت سارے ایسے بچے ہیں جن کے ماں باپ ان سے روٹھے ہیں، ان بچوں کی زندگی زمینی محور

سے کٹ گئی ہے، ان کی مسکراہٹیں ختم ہو چکی ہیں۔ابھی حقیقی خادم نے، ان کی پوری ٹیم نے حتیٰ کہ پولیس نے بھی جس پر ہم ہمیشہ تنقید کرتے ہیں، ان سب نے مل کر یہ کام کیا ہے تو انہیں خراج تحسین پیش کیا جانا چاہئے تھا۔اختلاف کا مطلب صرف یہ نہیں ہوتا کہ ہر بات پر صرف اختلاف ہی کیا جائے اور یہاں پر یہ بات کی گئی تھی کہ رائے دی جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے ممبران، وزراء اور دوسرے لوگ جن کے ہم تاحیات شکر گزار ہیں وہ چار چار فٹ پانی میں جا کر کام کرتے رہے ہیں۔ابھی راجن پور کی بات ہو رہی تھی وہاں کے نمائندے جو تقریر کر کے چلے گئے ہیں وہ خود وہاں پر موجود نہیں تھے لیکن ہم میں سے بہت سارے لوگ وہاں موجود تھے اور لوگوں نے ان کی شکایت لگائی کہ یہ وہاں پر موجود نہیں ہیں۔ سب سے آسان کسی پر تنقید کرنا ہوتا ہے۔میری humble submission یہ ہو گی کہ آج ایک دفعہ پھر سب کو مل کر کام کرنا ہے۔یہ جو انقلابی قدم اٹھایا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کا وہاں پر چونتیس دفعہ جانا اور وہاں لوگ سے ملنا، کہتے ہیں کہ اگر خوشی تقسیم کی جائے تو خوشی بڑھ جاتی ہے اور اگر دکھ تقسیم کئے جائیں تو وہ کم ہو جاتے ہیں۔ آج یہاں پر یہ کہنا کہ ذمہ داری fix کی جائے اور یہ کیا جائے حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ جو آنے والی sustainable development ہے اس کا حل کس طریقے سے نکال سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! یہاں پر کل اور پرسوں بھی بات کی گئی تھی اور اب بہت سارے لوگ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے چیچی کٹوا کر شہیدوں میں نام لکھوانا چاہتے ہیں حالانکہ چاروں صوبوں، مرکز میں ان کی نو سال تک حکومت رہی ہے اور سینیٹ میں بھی ان کی اکثریت رہی ہے لیکن اس وقت کسی نے کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کی۔ایک عورت کسی شادی پر جا رہی تھی دوسری نے کہا کہ -/20 روپے میری طرف سے بھی لکھوا دینا تو اس نے ایک روپیہ جیب سے نکال کر کہا کہ یہ لو اکیس دونوں کی طرف سے۔اب اس طرح کام نہیں چلے گا۔کہتے ہیں جب تک عمل نہیں ہو گا۔

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

جناب سپیکر! ابھی ذمہ داری fix کرنے کی بات نہیں ہے۔ہم ہمیشہ اس بیوروکریسی سے ناراض رہتے ہیں لیکن اس آفت میں جس طرح سے بیوروکریسی کے لوگوں نے، افسران نے team

work کے ساتھ کام کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ ہم نے مظفر گڑھ کے علاقے میں دیکھا ہے کہ ایک ڈی پی او صاحب خود پانی میں جا رہے تھے، سیکرٹریز خود سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان علاقوں میں جاکر دن رات کام کیا ہے۔ میری آپ سے صرف یہ گزارش ہوگی کہ جن لوگوں کو ابھی تک آشیانے نہیں مل سکے ان کے دکھوں کا ہمیں مداوا کرنا ہوگا، ان کے دکھ بانٹنے ہوں گے اور یہ سب کچھ missionary spirit کے ساتھ ممکن ہوگا، تنقید کرنے سے نہیں ہوگا۔ وہ لوگ جو کہ بار بار تنقید کرتے ہیں کہ تصویریں بن رہی ہیں، یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے اور کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں میں آخر میں آپ کی وساطت سے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خون اُگلتی ہے تو شکوہ کیسا

آپ سب کا بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو حالیہ بارشیں اور سیلاب تھا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک قدرتی آفت تھی اور پوری قوم کی آزمائش ہے۔ صوبہ پنجاب کی حد تک وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوششوں کو میں ضرور سراہتا ہوں کیونکہ وہ خود اپنی ٹیم کو ساتھ لے کر ان سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں پہنچے ہیں۔ سیکرٹری سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا عملہ وہاں پر ان متاثرہ علاقوں میں پہنچا ہے۔ انہوں نے جن لوگوں کو یہاں لاہور میں چھوڑا ہوا تھا ان کو وہ براہ راست ہدایات دیتے رہے کہ یہ سامان فلاں جگہ پہنچائیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب چونکہ بذات خود ان مصیبت زدہ علاقوں میں موجود تھے، وہاں پانی کو روکنا، بند توڑنا اور لوگوں کو بچانا یہ سب کام انہوں نے اپنی ذاتی نگرانی میں کروائے ہیں۔ جس طرح صوبہ سرحد کے علاقوں میں نقصان ہوا ہے، یہاں پنجاب میں وزیر اعلیٰ کی ذاتی نگرانی کی وجہ سے اتنا نقصان الحمدللہ نہیں ہوا۔ وزیر اعلیٰ کے یہ سب کام قابل ستائش ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر field میں کام کرنے والا سارا عملہ، ہمارے سیکرٹریز صاحبان بھی قابل تعریف ہیں کیونکہ ان سب نے بہت زیادہ محنت کی ہیں۔ ہم یہ دیکھتے تھے کہ ان دنوں میں لاہور خالی تھا اور تمام کا تمام عملہ وہاں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کام کر رہا تھا۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ضلع جھنگ جو کہ ہمارا پڑوسی ضلع ہے اس میں ایک موضع سلیانہ ہے، وہاں سے ایک شخص حاجی ریاض صاحب کا مجھے بار بار message آتا

تھا کہ ہم بے سر و سامان بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے پاس کوئی خیمے وغیرہ نہیں ہیں اس لئے ہمارے لئے خیموں کا کوئی بندوبست کر دیا جائے۔ میں نے کمشنر فیصل آباد کے دفتر میں رابطہ کیا، پہلے فون کئے، پھر messages بھجوائے۔ اس کے علاوہ میں نے اسی حوالے سے ڈی سی او جھنگ کو بھی messages بھیجے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی لکھا کہ اس علاقے کی مدد کی جائے اور ان کو خیمے مہیا کئے جائیں لیکن ان دیہاتیوں کی یہ شکایت ہے کہ ہمارے پاس ابھی تک کوئی امداد پہنچی ہے اور نہ ہی کوئی عملہ وہاں پر گیا ہے۔ اس قسم کے محروم لوگوں نے مجھے ایک فہرست بھی دی ہے جو کہ میں نے کل وزیر اعلیٰ صاحب کے دفتر میں پہنچائی ہے تو میری یہ خواہش ہے کہ ان محروم لوگوں کو بھی اس امداد میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! الحمد للہ، ثم الحمد للہ کہ ہمارا چنیوٹ اگرچہ دریائے چناب کے کنارے پر ہے لیکن وہاں پر کوئی زیادہ جانی نقصان نہیں ہوا اور فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ میرے حلقے میں تقریباً ایک کروڑ روپے مالیت کی فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ ہمارے لوگوں کا کوئی اتنا بڑا مطالبہ بھی نہیں ہے۔ الحمد للہ اس کے بالمقابل ہمارے دوستوں نے کافی سارا سامان وہاں پر پہنچایا ہے۔ ایس۔ ایم منیر صاحب جو کہ ہمارے چنیوٹ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ایک کروڑ 10 لاکھ روپے صوبہ پنجاب کے متاثرین کو بھجوائے ہیں اور اسی طریقے سے ایک کروڑ 10 لاکھ روپے صوبہ سندھ کے متاثرین کو بھجوائے ہیں۔ ہمارے وہاں کے چودھری مسعود اقبال صاحب نے بھی 70 لاکھ روپے پنجاب کے لئے بھجوائے ہیں اور 125 مکانات تعمیر کرنے کی ذمہ داری بھی انہوں نے اٹھائی ہے۔ ہمارے ایم۔ پی۔ اے صاحبان، ایم این اے صاحبان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں نے اس کام میں جس طرح سے تعاون کیا ہے ہم ان سب کے شکر گزار ہیں۔

جناب سپیکر! کچی آبادیوں کے مکانات تعمیر کرنے کے حوالے سے مشاورت ہو رہی ہے۔ دوسرے ممالک کے donors اور N.G.Os ایک کالونی کی شکل میں یہ مکانات بنانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ مکانات ایک کالونی کی شکل میں بن جائیں تو بڑی اچھی بات ہے کیونکہ اس طرح وہاں تمام سہولیات میسر آ سکیں گی۔ کالونی کی صورت میں وہاں پر سکول، میڈیکل سنٹر، مساجد اور دوسری بنیادی سہولتیں مہیا ہو جائیں گی۔ ہماری حکومت اس حوالے سے جو تعاون کرنا چاہتی ہے اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ متاثرہ علاقے کے مقامی نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہاں پر غریب سے غریب تر لوگ تلاش کئے جائیں جو کہ اب اپنی مدد آپ کے تحت مکان تعمیر نہیں کر سکتے۔ پہلے ان غریب لوگوں

سے تعاون کیا جانا چاہئے، انہیں مکانات بنا کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ باقی لوگوں کی بھی مدد کی جائے۔

جناب سپیکر! آبادکاری کے حوالے سے صرف مکانات تعمیر کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس علاقے کی تمام ضروریات کو پورا کیا جانا چاہئے۔ مثلاً صحت کی سہولتیں، سکول اور دوسری بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے منصوبہ بندی کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! پچھلے دو سال سے میں ایک مسئلے کی جانب حکومت کی توجہ دلا رہا تھا۔ دریائے چناب نے جہاں سے گزر کر جھنگ میں تباہی مچائی ہے وہاں پر ہمارا ایک بہت بڑا علاقہ ہرسہ شیخ ہے۔ وہاں سے ایک بہت بڑا دریا کا نالہ گزرتا ہے۔ اس دریا کے پیٹ میں پندرہ بیس دیہات آباد ہیں۔ وہاں گزرگاہ کے لئے لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے، لوگ کشتیوں کے ذریعے وہاں پر جاتے ہیں۔ میں پچھلے دو سال سے گزارش کر رہا ہوں، وزیراعلیٰ صاحب جب چنیوٹ تشریف لائے تھے تو اس وقت بھی میں نے گزارش کی تھی کہ وہاں اس سیم پر ایک پُل بنا دیا جائے جو کہ غالباً ڈیڑھ دو کروڑ میں بن جائے گا اور اس کی وجہ سے اٹھارہ بیس دیہات فیض یاب ہو سکیں گے۔ وہ علاقہ چوری اور ڈکیتی کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ وہاں پر پُل نہ ہونے کی وجہ سے کروڑوں روپے کی اجناس اور فصلیں تباہ ہو گئی ہیں اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ جلد از جلد اس پُل کی تعمیر کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ یہاں پر ذکر ہوا کہ یہ واقعتاً قدرتی آفات ہیں۔ آئندہ کے لئے ہمارے تمام محکمہ جات کو چوکس اور چوکنا کیا جائے۔ سیلاب آنے کے موسم میں عوام کو پہلے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنا بروقت تحفظ کر سکیں اور نقصان کا احتمال کم از کم ہو۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب! آپ کے پانچ منٹ شروع ہو گئے ہیں، ذرا جلدی کر لیں۔

میاں محمد رفیق: پانچ منٹ میں کیا ہو سکتا ہے؟ یہ تو زیادتی ہے۔ جب اظہار خیال کا موقع دیں تو اس میں اظہار پورا تو آنا چاہئے۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میرا اظہار افسوس ہے اور پوری قوم کی طرح میں بھی دکھی ہوں کیونکہ اس سیلاب سے ہمارے بہت سے علاقے متاثر ہوئے ہیں اور تباہ کاری ہوئی ہے۔ Infrastructure تباہ ہوا ہے، سڑکیں، سکول، عمارتیں اور جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ یہ سیلاب ایک دریائی سیلاب نہیں تھا۔ میرا ادراک اور vision یہ ہے کہ دریائے سندھ کا پانی نوشہرہ، چارسدہ، سوات اور نہ ہی یہ کالام پر چڑھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گلیشئر پگھلا ہے یا پھر کسی سازش کے تحت پگھلایا گیا ہے۔ اس کے پیچھے کوئی

سازش ہے یا جو کچھ بھی ہے یہ گلیشیئر کا پانی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ heavy rain تھی۔ اس نے کالام سے آکر سوات اور چارسدہ کو تباہ کیا۔ اس کے بعد پھر یہ پانی نوشہرہ کو تباہ کرتا ہوا آگے دریائے سندھ میں آیا اور پھر آگے دریائے سندھ کے پورے belt میں اس پانی نے تباہی مچائی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا، پریس والے بھی یہ جانتے ہوں گے کہ گزشتہ سالوں میں یہ باتیں ہوتی رہی ہیں کہ پانی کی شدید قلت ہے اس لئے گلیشیئر کو پگھلا لیا جائے۔ اس کے بعد پھر یہ خدشات بھی شائع ہوتے رہے ہیں کہ اگر یہ گلیشیئر زیادہ پگھل گیا تو بہت زیادہ تباہی لائے گا۔ یہ تجزیے اور خبریں پڑھ کر میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ محض دریائے سندھ کا پانی نہیں تھا بلکہ یہ گلیشیئر کا پانی تھا۔ چاہے یہ خود پگھلا ہے یا کسی سازش کے تحت پگھلایا گیا ہے۔ بہرحال اس سے جو تباہ کاری ہوئی ہے اس پر مجھے بہت زیادہ دکھ اور افسوس ہے۔

جناب سپیکر! اب میں ان مخیر حضرات، تاجر تنظیموں، ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کی تحسین کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کار خیر اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کا حصہ لیا ہے۔ میں خاص طور پر وزیراعلیٰ پنجاب کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے مسلسل اڑتیس روز تک اس سارے متاثرہ علاقے کا جائزہ لیا۔ ہم لوگوں کو بھی ہدایات دیں، ہماری ٹیمیں بنائی گئیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دو ٹیمیں بنیں۔ ایک جنید انوار چودھری ایم این اے صاحب اور میرے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل (ریٹائرڈ) محمد ایوب خان گادھی صاحب کی ٹیم تھی اور دوسری ٹیم ہماری مسلم لیگ (ن) کے ضلعی صدر اور اس خاکسار محمد رفیق کی ٹیم تھی، ہماری ٹیم نے تقریباً 70 لاکھ روپے کی امداد ان سیلابی علاقوں میں اپنے بھائیوں تک پہنچائی۔ اس وقت یہاں پر ڈاکٹر سامیہ امجد موجود نہیں ہیں یہ خصوصی ان کی نذر ہے:

نہ میں تولہ، نہ میں ماشہ، نہ میں رتی

جناب سپیکر! میں تو ایک ڈاکیا تھا، میں مخیر حضرات کی ڈاک کو اکٹھا کرتا تھا اور ہماری ٹیم کی ڈیوٹی کروڑ میں لگی تھی تو ہم نے وہ ڈاک اپنے ہاتھوں سے تقسیم کی۔ ہمیں یہ فخر ہے کہ 70 لاکھ روپے کی یہ ڈاک ہم نے تقسیم کی ہے۔ سارے ضلع سے مجموعی طور پر اڑسٹھ ٹرک گئے ہیں جو DCO کی طرف سے جاری کردہ website پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر مخیر حضرات بھی تھے جنہوں نے انفرادی طور پر امداد اکٹھی کرکے ان relief camps میں بھیجی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد rehabilitation پر بات کرتا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ آپ rehabilitation میں بھلے model villages, NGO's بنائیں، سرکار بنائے، وزیراعلیٰ پنجاب بنائے یا وزیراعظم بنائے، بہرحال مجھے ایک بات کا خدشہ ضرور ہے اور میں اپنی رائے کا اظہار

کرنے میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہوں۔ وہ بات یہ ہے کہ کچے کے لوگ جس کلچر میں رہائش رکھتے ہیں وہ رہائش کے لئے ایک ڈیرہ چاہتے ہیں، مال ڈنگر کے لئے بھی جگہ چاہتے ہیں، توڑی، چارہ اور دانہ دُنکا رکھنے کے لئے وہ ایک کھلا ڈلا ماحول چاہتے ہیں اس لئے وہ model village کا قید خانہ شاید قبول نہ کریں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ وزیر اعظم جونیجو (مرحوم) نے بیوگان کے لئے جو گھر بنائے تھے آج وہ کھنڈر کا نمونہ پیش کر رہے ہیں اس لئے مجھے یہ خدشہ ہے کہ جو model village بنائے جائیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جونیجو (مرحوم) کے بنائے گئے گھروں کی طرح کھنڈرات میں تبدیل ہو جائیں اور کچے کے لوگ ان میں جا کر نہ بسنا چاہیئں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ model village بنانے کی رقم ان لوگوں کو نقد دے دی جائے وہ اپنی مرضی سے اپنی ضرورت کے مطابق گھر بنا لیں۔

جناب سپیکر! ایک آخری بات نہایت ضروری ہے مجھے اسے کرنے کا موقع دے دیں۔ میں نے امریکہ میں ایک تنظیم Mr. Big Green, Emergency Relief Manager, Disaster International Fund for Animals Welfare USA کو چٹھی لکھی انہوں نے آنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا تھا لیکن انہیں کوئی سکیورٹی فراہم نہ کی گئی ورنہ وہ خود پاکستان آ کر ہمیں کہیں زیادہ امداد فراہم کر سکتا تھا۔ تاہم اس نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک مسیحی این جی او "راوی فاؤنڈیشن" کو 8 ملین روپے کی رقم بھیجی اور اس این جی او کے focal person اشفاق فتح نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضلع لیہ اور مظفر گڑھ میں سولہ ہزار سے زائد جانوروں کو چارہ، توڑی، ونڈا اور پانی پلانے کے لئے ٹب بھی بھیجے ہیں اس طرح سے ہمارے مسیحی بھائیوں نے اس آفت کے دوران اپنی خدمات انجام دی ہیں اور ان لوگوں نے ہمارے ساتھ بھی ایک ڈاکئے کا سا کام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے 5 منٹ سے اوپر ٹائم لے لیا ہے۔ جناب ثناء اللہ خان مستی خیل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھ سے پہلے میرے colleagues نے بہت اچھی اچھی باتیں کی ہیں تو میں اس موقع پر سب سے پہلے اپنے صوبہ کے Chief Executive میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم، اپنے صوبہ پنجاب کی انتظامیہ، چیف سیکرٹری سے لے کر نائب قاصد تک اور آئی جی سے لے کر ایک سپاہی تک جنہوں نے اس بہت بڑی آفت سے نمٹنے کے لئے اپنے گھر بار اور اپنے دفاتر چھوڑ کر میدان عمل میں جا کر پوری محنت اور جانفشانی سے شب و روز کام کیا ہے میں سب سے پہلے ان کی عظمت کو سلیوٹ اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جن کارکنان، سول

سوسائٹی، این جی اوز اور دیگر سیاسی جماعتوں کے کارکنوں نے اس ناگہانی آفت کے دوران اپنی خدمات سرانجام دی ہیں میں ان کو بھی سلام اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس سیلاب نے یہ ثابت کر دیا کہ پاکستانی قوم ایک ہے، یہ ہر ناگہانی آفت سے نمٹنے کے لئے ہر وقت تیار ہے لیکن میں اس موقع پر ایک دو گزارشات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں فلڈ ہر دس پندرہ سال بعد آتا رہتا ہے لیکن جب فلڈ چلا جاتا ہے اور تازہ تازہ صورتحال ہوتی ہے تو ہمارے جذبات بہت بلند و بالا ہوتے ہیں لیکن سال چھ ماہ گزرنے کے بعد ہمیں فلڈ والی تمام صورتحال بھول جاتی ہے۔ ہمیں آئندہ اس کی planning کرنی چاہئے کیونکہ ہر کام میں بہتری کی گنجائش ہر جگہ پر موجود ہے ہم نے لاکھ کوشش کی لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ گئی، کہیں نہ کہیں کوئی بہتری کی گنجائش ہے ہمیں اس بہتری کی گنجائش میں بہتر اقدامات فوری طور پر بروئے کار لانے چاہئیں اور مستقل بنیادوں پر اس پر کام کرنا چاہئے اس سے میری مراد پنجاب اور پورے پاکستان کے اندر بڑے بڑے ڈیم بنانے چاہئیں جس میں سب سے پہلے صوبوں کے خدشات اور تحفظات کو فوری طور پر دور کر کے اور ان کو اعتماد میں لے کر کالا باغ ڈیم شروع کرنا چاہئے۔ یہ پنجاب کی نو کروڑ عوام کا مطالبہ بھی ہے اور یہ پاکستان کی سولہ کروڑ عوام کا مطالبہ بھی ہے۔ میں جناب کے توسط سے وفاقی حکومت سے یہ بھرپور مطالبہ کرتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم پر فوری طور پر کام شروع کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی بھی مسئلے کو table پر بیٹھ کر نیک نیتی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی جائے تو دنیا میں آج تک کوئی بھی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو دور نہیں ہو سکا یا حل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! میرے فاضل دوست مخدوم احمد محمود صاحب بتا رہے تھے اور بھی دوستوں نے فرمایا ہے کہ چناب اور راوی پر جس طرح ہمارے ہمسایہ ملک نے بے شمار تعداد میں ڈیم تعمیر کر دیئے ہیں ہمیں بھی اپنے دریاؤں پر فوری طور پر ڈیم تعمیر کرنے چاہئیں تاکہ آئندہ آنے والے وقتوں میں جو سیلاب آئیں گے جس طرح محکمہ موسمیات اور دوسرے forecasting resources بتا رہے ہیں کہ آئندہ بھی بارشیں ہوں گی اور زیادہ سیلاب آئیں گے اس پر ہمیں فوری طور پر کام کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں دوسری عرض model village کے بارے میں کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ model village اگر ہماری NGOs، سول سوسائٹی اور بڑے بڑے مخیر حضرات بنانا چاہ رہے ہیں تو ان کو بالکل نہیں روکنا چاہئے۔ یہاں ایوان میں ابھی اس پر بات چل رہی ہے۔ یہاں House consensus بھی آنا چاہئے۔ میری اس میں رائے یہ ہے کہ model village بننے

چاہیئں اور اس میں جو گلے شکوے اور خامیاں ہیں وہ کم از کم ہونی چاہیئں اور جن کو جو اعتراضات اور تحفظات ہیں وہ بتائیں، ان کو دور کرنا چاہئے۔ یہ Model village مقامی نمائندوں اور مقامی لوگوں کی coordination کے ساتھ اور تمام دوستوں کو ساتھ ملا کر بننے چاہیئں کیونکہ کچھ لوگوں نے بڑے بھرپور طریقے سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اگر Model village بنائیں گے تو ہم اتنے سو گھر بنائیں گے۔ میرے ساتھ بھی ایک دو دوستوں نے رابطہ کیا ہے، میرے ساتھ بھی کچھ NGOs اور سول سوسائٹی کے لوگوں نے رابطہ کیا ہے کہ ہمیں بھی اگر گورنمنٹ facilitate کرتی ہے، اگر حکومت پنجاب ہمارے ساتھ coordination کرتی ہے اور ہمیں land acquire کر کے دیتی ہے، وہاں پر سیوریج، سڑکوں اور سولنگ کے حوالے سے facilitate کرے گی تو ہم بھی وہاں جا کر free of cost model village بنانے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ model village پر اسمبلی کا consensus آنا چاہئے اور گلے شکوے دور کرنے کے بعد جو اسمبلی کا consensus ہو اس پر فوری طور پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ سچی بات یہ ہے کہ سردی کا موسم اب بہت نزدیک ہے۔ وہ لوگ بے یارومددگار، بغیر چھت کے کھلے آسمان تلے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، اس ہاؤس کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ہماری حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں فوری طور پر ان کو چھت مہیا کرنی چاہئے۔ ان کی rehabilitation کا فوری طور پر انتظام کرنا چاہئے۔ میں آخر میں پھر ایک دفعہ پنجاب کی انتظامیہ، وزیراعلیٰ صاحب، ان کی ٹیم، NGOs، سول سوسائٹی، اور مخیر حضرات جنھوں نے سیلاب کی ناگہانی آفت میں کام کیا ہے ان کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میرے صوبہ کے بارہ اضلاع سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان اضلاع میں کہیں زیادہ اور کہیں کم آبادی متاثر ہوئی ہے۔ یہ تاریخ کا بدترین سیلاب تھا جس میں کئی مائیں اپنے بچوں سے بچھڑ گئیں، بچے ماؤں سے بچھڑ گئے، کئی کے والدین بہہ گئے، مویشی بہہ گئے، گھر بہہ گئے اور بے سروسامانی دیکھنے میں آئی۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں آئندہ کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے جس طرح سے کام کیا، انہیں چاہئے کہ کوئی ایسی ٹیم، ایسے observer جو کہ ہمارے لئے مستقبل میں بہترین لائحہ عمل مرتب کر سکیں۔ ہمیں اس سیلاب کی وجہ سے ہونے والے نقصان کو بھول کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ میں یہ

سمجھتی ہوں کہ Model village ٹھیک ہیں جہاں ضرورت ہے وہاں بننے چاہیئں لیکن جو امداد اور فنڈز گورنمنٹ کے پاس ہیں ان کو بھی کمپیوٹرائز طریقے سے جیسے وطن کارڈ تقسیم کئے جا رہے ہیں اس طرح سے لوگوں میں تقسیم ہونا چاہئے۔ وہ لوگ گھروں کے علاوہ بھی ہماری طرف دیکھ رہے ہیں کیونکہ اب ہم لوگ چادروں اور رضائیوں کی طرف آ رہے ہیں کیونکہ جو نیلی چھت کے نیچے بیٹھے ہیں ان کو رضائیاں بھی درکار ہیں، ان کے بچوں کو کپڑے بھی درکار ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے، ہماری ٹیم نے، ہمارے ممبران نے، NGOs نے اور مخیر حضرات نے بے شک بے شمار کام کیا ہے لیکن ابھی بھی بے شمار کام کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں بے شمار ضروریات ہیں، بیماریوں کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں کے بچوں کی تعلیم کی طرف بھی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہی کہوں گی کہ ہمیں اس سیلاب سے سبق سیکھنا چاہئے اور جو کرتے دھرتے لوگ جو اس سیلاب میں نقصان کی وجہ بنے ہیں اگر ہم انہیں سزا نہیں دے سکتے تو کم از کم ہمیں اس سے سبق ضرور حاصل کرنا چاہئے اور مستقبل میں ایسے سیلاب جو کہ متوقع ہیں وہ زحمت کی بجائے ہمارے لئے رحمت بن جائیں۔ یہ پانی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا جس کا ضیاع بھی ہوا اور وہ ہمارے لئے زحمت بھی بن گیا، مستقبل میں بہترین پلاننگ کے ساتھ ہمیں اس کو اپنے لئے رحمت بنانا ہے، اس کے لئے ہمیں ڈیموں کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے ایم پی ایز، ایم این ایز، NGOs، مخیر حضرات اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ کے اقدامات کو سراہتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتی ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ اس سیلاب کے بارے میں بہت سی discussion ہو چکی ہے اور اس کی technicalities discuss ہو چکی ہیں۔ میں اس کی detail میں نہیں جاؤں گی لیکن یہ ہمارے لئے historically بہت بڑا سیلاب تھا۔ اس قسم کے دنیا کے جو بڑے حادثات یا natural disasters ہوئے ہیں یہ ان میں سے ایک تھا۔ اس نے سونامی، کترینا اور زلزلے کی یاد بھی بھلا دی۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ جتنا بہترین طریقے سے ہم اس کے اوپر کام کر سکتے تھے اس کی ہماری حکومت نے بھرپور طریقے سے کوشش کی اور بہت حد تک ہم لوگ کامیاب بھی ہوئے۔

جناب سپیکر! میں اس میں کچھ facts and figures ضرور سامنے لانا چاہوں گی کیونکہ کل چودھری ظہیر صاحب کی تقریر میں انہوں نے کچھ تحفظات کا ذکر کیا تھا اور ان کے figures luckily میرے پاس موجود ہیں۔ I would like to bring them to your notice انہوں نے وطن کارڈ کی بات کی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ تقریباً 800 ہزار لوگوں کو دینے کی ضرورت ہے جبکہ ہمارے figure کے مطابق 833 ہزار لوگوں کو دینے ہیں جس کے لئے 16۔ارب یعنی 16 بلین روپے دیئے جائیں گے۔ ہم already دو لاکھ کارڈ دے چکے ہیں جن کی مالیات 4۔ارب روپے بنتی ہے۔ انشاء اللہ 20 سے 25۔اکتوبر تک باقی کے کارڈ بھی تقسیم کر دیئے جائیں گے۔اس کے لئے ہم نے دو بنکوں کو involve کیا ہے پہلے صرف ایک بنک کو involve کیا گیا تھا اب ہم نے اس عمل کو تیز کرنے کے لئے دو بنکوں کو involve کیا ہے۔ ہمیں یقینی طور پر اس کے لئے appreciation کی ضرورت ہے، ہمیں cooperation کی ضرورت ہے اور اپوزیشن کی cooperation یہی ہوتی ہے کہ وہ ہمیں appreciate کرے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہر کسان کو فی ایکڑ ایک یوریا، ایک DAP کی بوری ملے گی اور 50 کلو گرام بیج ملے گا۔ انہوں نے کل مفت بیج کی بات کی تھی and I think I should bring it to your notice کہ وہ مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اس کے اوپر already ہم کام کر رہے ہیں۔ اس کام کے لئے حکومت 8۔ارب روپے کی رقم خرچ کر رہی ہے۔ نو سو پچھتر سڑکیں زیر تعمیر ہیں یا مرمت کی جا رہی ہیں جو کہ ایک بہت بڑا figure ہے اگر آپ اس پر غور کیجئے کہ نو سو پچھتر سڑکیں جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی سکولوں کی بات کی گئی کہ تین ہزار آٹھ سو سکولوں کی مرمت کی جا رہی ہے جو کہ جزوی یا مکمل طور پر تباہ ہو چکے تھے۔ میں ان چیزوں کو سامنے لانا چاہتی ہوں کہ 1780 گاؤں کی تباہی کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ ان کو ہم Model villages میں convert کریں کیونکہ یہ criticism کیا جاتا ہے تو میرے خیال سے ان figures کو سامنے لانا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ wind up کر دیں کیونکہ bell بج چکی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Model villages کے concept کو براہ مہربانی appreciate کیا جائے، وجہ یہ ہے کہ یہ history نہیں ہے، آپ history کو ضرور محفوظ کریں لیکن to go forward جب تک آپ Model villages نہیں بنائیں گے تب

تک آپ اپنی قوم کو ترقی کے راستے پر گامزن نہیں کر سکتے۔ یہ بہتر ہے کہ Model villages بنائے جائیں جن میں بہتر canal system اور sewer system and everything should be there. اس کے اوپر اچھی طرح غور کیا جائے اور Model villages کو according to the income appreciate کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس ملک کے باسیوں کے اس جذبے کو سلام پیش کرتی ہوں جنہوں نے اپنے ان متاثرہ بھائیوں کے لئے دن رات کام کیا، کیمپ لگائے، تمام سیاسی پارٹیوں سے ہٹ کر اپنے سیلاب سے متاثرہ پاکستانی بھائیوں کی مدد کے لئے فنڈز اکٹھے کئے اور وہاں پہنچ کر کام کیا۔ ریسکیو کا کام پہلے سے کر لیا گیا ہے لیکن اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ وطن کارڈ کے اجراء کے حوالے سے کام کریں۔ میں یہاں ہاؤس میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ وطن کارڈ کے اجراء پر دس ہزار روپے صوبہ اور دس ہزار روپے مرکز دیتا ہے، یہ نہیں کہ مرکز نے کسی صوبے کی مدد نہیں کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پاکستان نے صوبوں کے ساتھ تعاون کیا اور جس جگہ پر وزیراعلیٰ صاحب گئے وہاں پر وزیراعظم صاحب بھی گئے۔ اب ایک تو disaster management کے حوالے سے ہمارے پاس training ہے، ہمیں trained کیا گیا ہے اور نہ ہی عوامی نمائندوں کو اس طرف لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ذرا ایک منٹ۔ معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ اگر کسی نے کوئی اہم بات کرنی ہے تو باہر لابی میں جا کر کر لیں۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر کچھ لوگوں کی دستاویزات گم ہوئی ہیں کیونکہ سیلاب آتا ہے تو وہ سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے۔ جن کی دستاویزات سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں تو ان کو اگر پٹواریوں کے حوالے کیا جائے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کے لئے بڑی مشکلات پیدا ہوں گی اس لئے آپ اس حوالے سے ایسی ٹیم بنائیں جس میں کوئی مسئلے مسائل پیدا نہ ہوں۔ پہلے ملک اختر صاحب بات کر کے گئے ہیں کہ یہاں پر ہمارے ساتھ کوئی coordination نہیں ہوا کہ ہمیں کسی مشاورت میں شامل کر لیا جاتا کہ ہم نے کس طریقے سے کام کرنا ہے۔ شناختی کارڈ کا اجراء وفاقی حکومت کرتی ہے اور کر بھی رہی ہے۔ وطن کارڈ کے بارے میں بھی لوگوں کو یہ نہیں بتایا گیا کہ حکومت پاکستان کتنے پیسے دے رہی ہے اور حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ سب نے مل جل کر کام کیا ہے اور

اب آگے ہم نے ان کو چھت بھی مہیا کرنی ہے۔ جب تک ہم ان کو ان کے گھروں میں واپس بٹھا نہیں لیتے تب تک ہمارا فرض پورا نہیں ہو گا لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو ان کے گھروں میں واپس بٹھائیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ Model villages بنائیں گے اور NGOs نے بھی وہاں پر بڑا کام کیا ہے لیکن ہمیں وہاں پر بیٹھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری وہاں کی لوکل انتظامیہ favouritism کر رہی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر پسند ناپسند کا بھی سیلاب آیا ہوا ہے۔ کچھ لوگوں کو سمجھا جاتا ہے کہ متاثرین سیلاب ہیں اور کچھ لوگوں کو نہیں سمجھا جاتا، جنہیں کہا جاتا ہے کہ آپ کا ID card کہاں ہے لہذا آپ اپنے ثبوت لے کر آئیں۔ میں یہ خود مظفر گڑھ جا کر دیکھ آئی ہوں کہ مظفر گڑھ میں سناوا کے علاقے میں لوگوں کے شناختی کارڈ نہیں تھے اس لئے لوکل انتظامیہ نے ان کے ساتھ ایسا تعاون نہیں کیا لیکن کچھ NGOs جو سامان لے کر گئی ہیں انہوں نے وہاں پر بڑا کام کیا ہے۔ وہاں پر کافی بھکاری آئے ہیں جو لے کر چلے گئے ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ آج یہ ہے کہ home based industry تباہ ہوئی ہے اور ان کی حکومت پاکستان یا حکومت پنجاب کیا مدد کرے گی اور پرائیویٹ سکولوں کو بنانے کے لئے کیا مدد کی جائے گی جو گرے ہیں؟

جناب سپیکر! اس کے بعد تیسرا کام میں سمجھتی ہوں کہ ادویات اور موبائل ہسپتال نہیں ہیں۔ تحصیل سطح پر ایسے کوئی ہسپتال نہیں ہیں کہ اگر فوری طور پر کسی متاثرہ شخص کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے تو اس کو کہاں لے جایا جائے گا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ ساری چیزیں انہیں مہیا کی جائیں تاکہ ان کی زندگی بچ سکے۔ ایک disaster سے وہ بچ گئے ہیں لیکن اگلے disaster میں وہ کہیں ان چیزوں میں بہہ نہ جائیں۔ اب پورے ملک کی معیشت سیلاب میں تباہ ہو گئی ہے لہذا ہمیں مل جل کر اپنے بھائیوں کی مدد کرنی چاہئے، جذبہ پیدا کرنا چاہئے اور عمل سے ثابت کرنا چاہئے کہ ہم نے واقعی ان کے لئے کام کیا ہے۔ کوئی ایسا سسٹم ہونا چاہئے کہ ہم ایسے لوگوں کو بھیجیں جن سے لوگ نفرت نہ کرتے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو صرف اخبار میں نظر آئے لیکن عملی طور پر کوئی کام نہ کیا تو ایسے لوگوں کو ہرگز نہ بھیجیں۔ ایسے لوگوں کو وہاں بھیجا جائے جو جذبے سے کام بھی کریں اور عمل سے بھی ثابت کریں تب ہی ہمارے متاثرین سیلاب اپنی چھتوں کے نیچے بیٹھ سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری ندیم خادم صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پریس گیلری میں بیٹھے صحافی بھائیوں اور میڈیا کے صاحبان سے یہ بات share کرنی چاہوں گا کہ اس وقت ایک چینل پر اس قسم کی خبر چل رہی ہے کہ اس وقت متاثرین سیلاب کی rehabilitation سے متعلق ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ discuss ہو رہا ہے اور ایوان میں حاضری نہ ہونے کے برابر ہے، اس وقت کوئی تقریباً تیس کے قریب ممبران ہاؤس میں بیٹھے ہیں، بیس کے قریب لابی میں بیٹھے ہیں اور کچھ دوسرے دفتروں میں بھی بیٹھے ہیں لیکن وہ یہیں پر موجود ہیں۔ کسی بھی اہمیت کے حامل معاملے کے اوپر بحث کے لئے وہی لوگ بیٹھا کرتے ہیں جنہوں نے اس بحث میں حصہ لینا ہوتا ہے۔ میڈیا اور پریس گیلری عوام اور اس ایوان کے درمیان وہ bridge ہے جس کے ذریعے ایوان کے خیالات عوام تک پہنچتے ہیں۔ ماسوائے قانون سازی کے جبکہ کورم کی constitutional اور legal requirement ہے تو اس کے علاوہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر آدمی ایوان میں بیٹھ کر تقریریں سنے حالانکہ وہ اگلے دن اخبار میں بھی پڑھ سکتا ہے، کسی چینل پر بھی دیکھ سکتا ہے، کسی بھی منسٹر کے دفتر میں یا کانفرنس روم میں بیٹھ کر بھی ایوان کی کارروائی دیکھ سکتا ہے۔ باقی جہاں تک حکومت کی ذمہ داری کا تعلق ہے تو کل یہاں پر D.G disaster management موجود تھے تو کچھ معزز ممبران نے یہ گلہ کیا کہ باقی محکموں کے سیکرٹری صاحبان بھی موجود ہونے چاہئیں۔ آج جتنے بھی محکمے چاہے وہ C&W ہے، ایجوکیشن ہے، لوکل گورنمنٹ ہے یا سوشل ویلفیئر ہے تو اس وقت تمام کے تمام سیکرٹری صاحبان گیلری میں موجود ہیں اور ممبران اس بارے میں جو بھی بات کر رہے ہیں وہ ایک ایک بات کو note کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب کل یہ بحث conclude ہو گی تو ایک ایک point پر وزیر اعلیٰ صاحب اس ہاؤس کو بھی اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے اور اس کے علاوہ اگلے ہفتے اس کو conclude بھی کریں گے۔ میری پریس گیلری میں بیٹھے احباب اور آپ سے بھی یہ request ہو گی کہ آپ بھی اس موضوع پر ان سے request کریں کہ ایسا تاثر جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ جمہوری ایوان یا حکومت اتنی اہمیت کے حامل معاملے کی طرف شاید پوری توجہ نہیں دے رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر نہ صرف ڈیموکریٹک سسٹم کے لئے بلکہ صوبے اور ملک کے لئے بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب! میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ جو role سیلاب کے حوالے سے ہمارے اس معزز ایوان کے ممبران نے ادا کیا ہے یعنی اپنی تنخواہیں دینے اور عید کے دن ان علاقوں میں گزارنے کے علاوہ جس طرح دن رات کام کیا ہے تو میرے خیال میں کوئی negative vides ان

لوگوں میں نہیں جانی چاہئیں جن کو آج ہماری ضرورت ہے۔ میڈیا کو اس ایوان کی کاوشوں کو صحیح معنوں میں عوام کے سامنے لے کر آنا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ(ن) سے تعلق رکھنے والے لاہور کے ایک محترم ممبر ہمارے ہاں ڈیرہ غازی خان آکر متاثرین سیلاب کے سلسلے میں ہماری بڑی مدد کر رہے تھے۔ بات ہو رہی تھی کہ میرے علاقے میں حکومت کی طرف سے کام ذرا کم ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنے ذاتی پیسوں میں سے ایک اچھی خاصی رقم مجھے سیاست سے بالاتر ہو کر متاثرین کی مدد کے لئے دی۔ میں اپنا تجربہ بتا رہا ہوں ایسا اور بہت سے لوگوں کے ساتھ بھی ہوا ہو گا۔ اس flood relief effort کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہماری بہترین خوبیوں کو بھی باہر لانے کے لئے ایک موقع عطا فرمایا اور لوگوں نے واقعی بہت کام کیا۔ دنیا کا سب سے آسان کام criticize کرنا اور criticism تو ساری دنیا کرتی ہے لیکن اچھے کام کو سراہنا بھی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ندیم خادم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک جہانزیب وارن صاحب!

سردار ملک جہانزیب وارن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! وہاں پر تعلیم اور صحت کے ادارے تباہ ہوئے ہیں اور میں نے وہاں ذاتی طور پر جا کر دیکھا ہے کہ ہمارے مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان وہاں موجود تھے اور انہوں نے کام بھی بہت اچھے کئے جنہیں میں سراہتا ہوں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب دن رات محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں جس کی پنجاب میں یہ پہلی مثال ہے اور ساتھ ہی ساتھ میں یہ ضرور کہوں گا کہ کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے۔ میں نے بعض میڈیا چینلز اور اخبارات میں یہ پڑھا کہ لاکھوں ایکڑ فٹ پانی ضائع ہوا ہے۔ اگر ہم اسے سٹور کر لیتے تو ہماری آنے والی نسلیں اور خاص طور پر اس وقت یہ پانی ہماری بجلی کی موجودہ صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے کافی تھا۔ اس پر بھی ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے سوچنا چاہئے اور یہ نہیں کہ علیحدہ علیحدہ سوچ رکھ کر بلکہ اگر آئندہ کوئی ایسا مسئلہ در پیش ہو تو اس کا حل مل بیٹھ کر سوچیں۔ ہماری پلاننگ نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے کیونکہ اگر پلاننگ صحیح ہوتی اور ڈیم ہوتے تو یہ نقصان کبھی نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! الحمد للہ میرے علاقے میں دریائے ستلج بائیس سال بعد چلا ہے اور ہمارے زمینی پانی کا level بہت نیچے چلا گیا تھا جو کہ الحمد للہ اب اوپر آ گیا ہے۔ دریائے ستلج میں پانی آنے کے بعد میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ لوگ خوشیاں منا رہے تھے کہ ہمارے دریا میں بائیس سال بعد پانی آیا ہے۔ ہمیں as a قوم سوچنا چاہئے اور آنے والے وقت میں ہمیں ایسے کام کرنے چاہئیں اور ہم باہر جا کر

دیکھتے ہیں کہ وہ as a قوم سوچ رہے ہوتے ہیں جبکہ ہم صرف ایک ضلع ،ایک صوبہ اور ایک قوم کی سوچ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ پاکستان ایسے ہی نہیں بنا تھا بلکہ ہمارے بزرگوں کی خون کی ہولیاں کھیلنے کے بعد یہ پاکستان بنا تھا تو ہم بحیثیت قوم سارے مل بیٹھ کر سوچیں اور اس پر کام کریں کہ اگر ہم نے بھی ترقی کرنی ہے تو بحیثیت قوم سب کو ایک جگہ بٹھائیں اور اگر کوئی کہے کہ اس کا نقصان ہو رہا ہے تو اس کے نقصان کا کسی اور حوالے سے یا کوئی طریقہ ڈھونڈ کر اسے پورا کیا جائے لیکن پانی کے ضیاع کو بچانا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی وجہ سے ہم اس قابل ہوئے کہ اتنی بڑی مصیبت میں ہمارے حوصلے پست ہوئے اور نہ ہماری کوششوں میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا میں خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے متاثرہ اضلاع میں نہ صرف visit کئے بلکہ ہدایات جاری کیں جس سے فوری طور پر وہاں کے لوگوں کو ریلیف ملا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سیلاب کی زد میں پورا پاکستان آیا اور کوئی ایسا صوبہ نہیں ہے جہاں سیلاب کی تباہ کاریاں نہ ہوئی ہوں لیکن خصوصاً پنجاب میں وہ belt جسے ہم سرائیکی belt یا جنوبی پنجاب کا نام دیتے ہیں اور جو پہلے ہی پسماندہ belt تھی اور اس سیلاب کی تباہ کاریوں میں بھی وہ belt سب سے زیادہ متاثر ہوئی ہے۔ خصوصاً ڈیرہ غازی خان ڈویژن جس سے میرا تعلق ہے وہ سب سے زیادہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی نذر ہوئی ہے۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کا سامنا کرنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لئے نہ صرف حکومت پنجاب، وفاقی حکومت، مخیر حضرات، این جی اوز بلکہ پنجاب کے تمام محکمہ جات خاص طور پر صحت، تعلیم، مواصلات و تعمیرات، ریونیو وغیرہ تمام نے بے پناہ کام کیا جس کے لئے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان تمام محکموں کے احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح سوشل ورکر، پولیٹیکل ورکر اور ہمارے ممبران اسمبلی جس طرح آپ فرما رہے تھے تو ہمارے ضلع لیہ میں لاہور سے تعلق رکھنے والے ممبران اسمبلی، وہ صوبائی اسمبلی کے ارکان ہوں، منسٹر صاحبان ہوں یا ارکان قومی اسمبلی ہوں، ہمارے ساتھ انہوں نے عید گزاری ہے۔ اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کافی جگہیں flooded areas ہیں اور جہاں پر پہلے بھی سیلاب آتے تھے لیکن اس دفعہ کچھ ایسے علاقے بھی سیلاب سے متاثر ہوئے کہ جہاں پر کبھی سیلاب نہیں آیا تھا خصوصاً ضلع مظفر گڑھ میں سیلاب

کی تباہ کاری سے urban areas بھی محفوظ نہیں رہ سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر اس کی اور وجوہات ہوں گی وہاں محکمہ آبپاشی کی ایک بہت بڑی کوتاہی بلکہ میں اسے مجرمانہ غفلت کہتا ہوں، وہ بھی شامل تھی۔

جناب سپیکر! وہاں کے flood protection بند کا سسٹم تونسہ بیراج ڈویژن کے نام سے جانا جاتا ہے جو لیہ، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان تین اضلاع پر fall کرتا ہے۔ تونسہ بیراج کی اہمیت سے کون آگاہ نہیں ہے لیکن وہاں پر کوئی ایکسیئن نہیں تھا اور ایک SDO جس کے پاس دو سب ڈویژنوں کا چارج تھا اور ساتھ ہی اسے ایکسیئن کا بھی چارج دیا گیا تھا جو تونسہ بیراج پر کام کر سکتا تھا اور نہ ہی دوسرے اضلاع میں flood protection بند پر کام کر سکتا تھا۔ اس سلسلے میں جب وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے ہاں لیہ تشریف لائے تو انہیں بھی یہ بتایا گیا کہ تمام محکمہ جات یہاں پر تعاون کر رہے ہیں لیکن محکمہ آبپاشی کا ایکسیئن جو سب ڈویژنل آفیسر تھا اور اس کے پاس ایکسیئن کا چارج تھا وہ کام نہیں کر رہا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے خصوصی ہدایات دیں اور اسے معطل کر دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سب ڈویژنل آفیسر جس کے پاس دو سب ڈویژنوں کا چارج ہو اور ایکسیئن کا چارج بھی اس کے پاس ہو تو میرا خیال ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں لگا ہو گا اور اس سلسلے میں ایک انکوائری ہو رہی ہے جس میں تمام چیزیں سامنے آ جائیں گی۔ میں صرف چند تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا ضلع لیہ دریائے سندھ پر واقع ہے اور لیہ میں ہی دوسرے دریا سے متاثرین سیلاب کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں لیکن دریائے سندھ کے متاثرین کو وہاں پر کوئی زمین نہیں دی گئی۔ ضلع لیہ میں دریائے راوی، منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم سے متاثرہ لوگوں کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں لیکن یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہمارے ضلع لیہ کے ہی flood affected لوگوں کو کوئی زمین نہیں دی گئی۔ میری تو یہ تجویز ہے کہ ماڈل ویلج بنانے سے بھی یہ زیادہ ضروری ہے کہ ہمارے flooded areas میں، نشیبی علاقوں میں اور دریائے سندھ کے ساتھ رہنے والے لوگوں کو، ایسے لوگوں کو جو میں سمجھتا ہوں کہ landless ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کر دیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ جو landless ہیں، جن کے پاس اپنی کوئی زمین نہیں ہے، جو گورنمنٹ کی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں یا کسی اور کی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں یا ایسے لوگ جن کی تمام زمینیں دریا برد ہو گئی ہیں انہیں کم از کم بیٹھنے کے لئے ان علاقوں میں زمین دی جائے جہاں پر سیلاب نہیں آتا۔ اسی طرح جو وطن کارڈ ہیں ان میں شناختی کارڈ کے ذریعے پیسے مل رہے

ہیں لیکن ہمارے کافی لوگ ایسے ہیں جن کے کارڈز پر اس موضع کا صحیح اندراج نہ ہونے کی وجہ سے انہیں وطن کارڈ کی رقم نہیں مل رہی ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے اضلاع ہیں، جو flood affected areas ہیں، جو بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں ان کے development funds ہوں یا وہاں کی recruitment ہو اس پر سے فوری طور پر پابندی ہٹالینی چاہئے کیونکہ وہ لوگ پہلے سے ہی متاثر ہیں اور ان کی economy تباہ ہوچکی ہے، کچھ development کے کام ہونے سے اور recruitment ہونے سے انہیں کوئی روزگار میسر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ٹائم بہت اوپر ہو گیا ہے۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ اگر لیہ اور انڈس ہائی وے کے درمیان river انڈس پر پل بنا دیا جائے تو ہمارا ضلع ہمیشہ کے لئے سیلاب کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار شیر علی گورچانی!

سردار شیر علی گورچانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع راجن پور سے ہے۔ اس وقت پنجاب کا سب سے زیادہ affected district راجن پور ہے اور اس کے بعد مظفر گڑھ ہے۔ ضلع راجن پور میں تحصیل جام پور پچھلے تین مہینے سے flood کی زد میں ہے۔ یکم جولائی سے لے کر آج کی تاریخ تک ہمارا تقریباً آدھے سے زیادہ ضلع سیلاب ہی کی زد میں ہے۔ Hill torrents کا flood آیا ابھی اس پر ریلیف کا کام جاری ہی تھا کہ دریائے انڈس نے تباہی مچادی۔ 5 تاریخ کو جب یہ flood جام پور شہر جو کہ ایک لاکھ آبادی کا شہر ہے اس میں داخل ہوا تو وہاں ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ آپ یقین کریں کہ وہ منظر قیامت سے کم نہیں تھا۔ ایک لاکھ آبادی کا شہر جب خالی ہوا تو آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ وہاں پر کیا پوزیشن ہو گی۔ انڈس ہائی وے پر لوگ دیوانوں اور پاگلوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ باپ کو بیٹے کا پتا تھا نہ ماں کو بیٹی کا پتا تھا۔ انڈس ہائی وے پر تین تین فٹ پانی بہہ رہا تھا۔ جام پور میں میرے اپنے ذاتی دو گھروں میں چار چار، پانچ پانچ فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔ اس حالت میں مجھے پتا چلا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف مظفر گڑھ آئے ہوئے ہیں اور وہ بائی ائر کوٹ چھٹہ ڈیرہ غازی خان میں تشریف لا رہے ہیں۔ میں وہاں پر پہنچا، وہاں پر میری ملاقات سردار محسن لغاری صاحب سے ہوئی تھی۔ پتا چلا کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا ہیلی کاپٹر موسم کی خرابی کی وجہ سے نہیں اڑ رہا ہے اور میاں صاحب بائی روڈ ڈیرہ غازی خان آئیں گے اور وہاں سے واپس لاہور چلے جائیں گے کیونکہ ان کی

وہاں کوئی important meetings ہیں۔ میں گاڑی بھگا کر وہاں پر پہنچا اور انہیں کہا کہ میاں صاحب جام پور شہر ڈوب رہا ہے، آپ مہربانی کریں اور جام پور شہر چلیں۔ ہیلی کاپٹر نہ اڑنے کی وجہ سے یہ سفر بہت زیادہ تھا لیکن میاں صاحب نے کہا کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی ساری meetings cancel کیں اور سیدھا جام پور شہر پہنچے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب انہوں نے شہر کی حالت دیکھی تو وہ خود تین تین فٹ پانی میں کھڑے ہو گئے۔ جب لوگوں نے ان کو دیکھا تو لوگوں کو اپنی تکالیف بھول گئیں۔ میں آپ کو یہ facts بغیر کسی خوشامد کے بتا رہا ہوں۔ جب لوگوں نے میاں محمد شہباز شریف صاحب کو دیکھا تو انہیں اپنی تکلیف بھول گئی۔ لوگوں نے کہا کہ میاں صاحب اب آپ آ گئے ہیں اب ہمارا گھر ڈوبے، ہم سارے تباہ ہو جائیں لیکن ہمیں پتا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف یہاں پر موجود ہے اور ہمیں اپنی ساری تکلیف بھول گئی ہے۔

جناب سپیکر! میاں صاحب نے وہاں پر کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا کہ میرا آپ لوگوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ جام پور شہر پر یہ آفت خدا کی طرف سے آئی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ جام پور شہر کا اور اس کی تحصیل کا جب تک آخری بندہ اپنے گھر میں نہیں جائے گا میاں محمد شہباز شریف اپنے گھر میں نہیں بیٹھے گا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں میاں محمد شہباز شریف صاحب کو۔ انہوں نے چودہ دفعہ جام پور شہر کا دورہ کیا۔ جب وہ پہلی دفعہ آئے تھے تو 90 فیصد شہر میں پانی تھا، 90 فیصد لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ جام پور شہر کی گلیوں میں آٹھ آٹھ فٹ پانی تھا اور ہم نے لوگوں کو boat کے ذریعے جام پور شہر کی گلیوں سے نکالا تھا۔ آج مجھے کہتے ہوئے انتہائی خوشی ہوتی ہے کہ جہاں پر آٹھ آٹھ فٹ سیلاب کا پانی کھڑا تھا محض بیس دنوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی نگرانی میں وہاں کھڑے ہو کر پانی نکلوایا۔ آج جام پور شہر میں ایک انچ بھی پانی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہاں کی سو فیصد آبادی اپنے اپنے گھروں کو واپس چلی گئی ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بھی وہاں کا وزٹ کیا تھا اور آپ نے عید کی نماز بھی وہیں پر ہی پڑھی تھی۔ اس وقت وہاں یہ آثار نہیں لگتے ہیں کہ جام پور شہر میں پانی آیا ہے۔ وہاں پر سیلاب کے دنوں میں خادم اعلیٰ پنجاب نے سترہ دستر خوان ہمیں دیئے اور لوگوں کو مفت کھانا دیا گیا۔ جہاں پر ایک دستر خوان پر پانچ سو، چھ سو آدمی ایک وقت کا کھانا کھاتا تھا۔ ہمیں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی طرف سے بہت زیادہ خوراک مہیا کی گئی۔ میں یہاں پر آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے ایک بھائی پیپلز پارٹی کے

یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہمارے ساتھ کسی قسم کی کوئی coordination نہیں ہے۔ میں اپنے ضلع کی بات کروں گا کہ ہماری جتنی بھی میٹنگیں district level کی ہوئی ہیں، وہ تو divisional کا کہہ کر گئے ہیں، جتنی بھی ہماری district level پر میٹنگیں ہوئی ہیں ان میں پیپلز پارٹی کے سردار امان اللہ خان دریشک صاحب، سردار اطہر گورچانی کو جتنا ہماری نشاندہی پر ہمیں سامان دیا گیا ہے اتنا ہی انہیں بھی ان کی نشاندہی پر سامان دیا گیا ہے۔ قطعاً پارٹی level سے ہٹ کر، قطعاً ہر چیز سے ہٹ کر جتنی امداد ہمیں ملی ہے اتنی ہی امداد پیپلز پارٹی کے دوستوں کو ملی ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ہمیں اپنا ذاتی ہیلی کاپٹر دیا کہ جاؤ جہاں پر راستے کٹے ہوئے ہیں آپ وہاں لوگوں کو خوراک پہنچائیں۔ میں میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہاں اس موقع پر کھڑے ہو کر اپنی پارٹی کے قائد میاں محمد نواز شریف کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے راجن پور کے تین دورے کئے۔ وہ اپنی سکیورٹی کو ایک طرف رکھ کر ایک ایک گھر، ایک ایک بستی میں گئے۔ وہ کوٹ مٹھن کی بستی میں گئے اور میانی محلہ میں گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر ایک بڑھیا کے گھر کا visit کیا جو سارا تباہ ہو گیا تھا۔ وہاں پر انہوں نے model village کا افتتاح کیا اور اس بڑھیا کو تسلی دی کہ اماں اب آپ فکر نہ کرو، آپ کا نیا گھر بنے گا۔ اس بڑھیا نے کہا کہ میاں صاحب! اب مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے۔ میاں محمد نواز شریف میرے دکھ میں آ گئے ہیں، اب مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میرے لئے محل بھی بن جائے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میاں محمد نواز شریف میرے گھر پر چل کر آ گئے ہیں۔ میں میاں محمد نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں راجن پور کی عوام کی طرف سے، جام پور کی عوام کی طرف سے اور ان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا پیغام یہاں پر پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میاں محمد نواز شریف صاحب، میاں محمد شہباز شریف صاحب! راجن پور کی غیرت مند عوام آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھول سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آخر میں اپنے لاہور سے آئے ہوئے دوستوں کا جن میں جناب بھی شامل تھے، ایجوکیشن منسٹر میاں مجتبیٰ صاحب بھی شامل تھے، میاں نصیر احمد صاحب، یٰسین سوہل صاحب، رمضان بھٹی صاحب، حاجی اللہ رکھا صاحب، چوہدری شہباز صاحب اور ان تمام دوستوں کا جو لاہور سے آئے

تہہ دل سے مشکور ہوں۔انہوں نے اپنے بچوں کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ عید پڑھی اور ہمارے دکھ درد میں شریک ہوئے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں صرف چند focus points پر discussion کرنا چاہ رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اتنی بڑی آزمائش بھیجی ہے لیکن کوئی determine نہیں ہے کہ یہ کوئی آخری آزمائش ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو prepare کرنا چاہئے کہ اگر اگلے سال اس نوعیت کا اللہ نہ کرے لیکن جب بھی کوئی disaster ہو تو اس کے لئے ہم prepared ہوں جیسے ہماری ایک National Management Authority بنی ہوئی ہے اسی طرح legislation اور through provincial disaster management or committees کے legal cover اور local level پر بھی یہ کمیشن ہونے چاہئیں کیونکہ اس وقت اتنی امداد آئی اور اتنے لوگ مدد بھی کر رہے تھے لیکن سب سے جو مسئلہ درپیش ہو رہا تھا وہ direction and coordination کا تھا کیونکہ کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کس جگہ پر کیا چیز چاہئے، کتنی چاہئے اور کب پہنچنی چاہئے۔ جب ہم نے خود disaster میں حصہ لیا تو دیکھا کہ جہاں ہم ایک چیز پہنچا رہے ہیں تو وہاں پہلے بھی وہ چیز پہنچی ہوئی ہے تو ان committees کا legislations کے through pass ہونا بہت ضروری ہے تاکہ آئندہ اگر کبھی بھی اس طرح کا disaster آئے یا اس سے کم جو بھی ہو تو اس پر کم از کم ہماری proper response ہو کیونکہ اس طرح disaster کی وجہ سے جو نقصان ہوتا ہے وہ بہت کم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آفات پر تو ہمارا کنٹرول نہیں ہے لیکن اس کے آگے جو damage control ہے وہ اس طریقے سے بہت کم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی میں یہ چیز ہے کہ ایک چیف منسٹر صاحب جتنا مرضی کام کر لیں وہ enough نہیں ہوتا۔ اگر ہماری local bodies government تھیں وہ اسی چیز کے لئے بنائی گئی تھیں کہ ایک یونین کونسل level کے اوپر تیرہ تیرہ focal persons تھے۔ اگر ان local bodies کو ختم نہ کیا جاتا اور وہ تیرہ تیرہ focal persons کی ٹیم اپنے اپنے علاقے میں proper طریقے سے لوگوں کو direct کرتی اور لوگوں کو یہ بتاتی کہ کہاں جانا اور کس طرح اس چیز کو handle کرنا ہے تو پھر بھی یہ جتنا ہمارا نقصان ہوا ہے اس میں بہت کمی ہوتی تو جو ہماری پچھلی لوکل گورنمنٹ ہیں ان کو کم از کم ایک سال کے لئے بحال کیا جائے اور جیسے مجھے یاد ہے کہ جب لوکل گورنمنٹ کو ختم کیا جا رہا تھا اور اس کا ایک

differentطریق کار وضع کیا جارہا تھا اور بتایا جارہا تھا کہ چھ مہینے میں الیکشن کا ٹائم دیا جائے گا تو تب بھی میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ یہ جو چھ مہینے کے بعد آپ نے ٹائم دینا ہے تو اس کو آپ ابھی سے دیکھ لیں کہ اس کی intentionیہی ہے کہ یہ آگے چھ مہینے سے بڑھ کر سال اور دو سال ہو گا اور وہی ہوا کہ ابھی بھی ایک سال تک الیکشن کا ٹائم determineنہیں ہے یہ بہت اہم بات ہے کہ local level پر لوگوں کو اجازت دی جائے کہ وہ properطریقے سے کام کریں تاکہ اس قسم کی چیز کو properطریقے سے handleکیا جائے۔ اسی لئے یہ ہے کہ اس میں coordinationکی بہت ضرورت ہے کہ جیسے ڈسٹرکٹ میں اس طرح کے disaster shelter کو قائم کیا جائے۔ اگر ایک disasterآئے تو لوگ ادھر ادھر نہ بھاگیں اور سب کو پتا ہو کہ سکولز اور گورنمنٹ عمارتیں فوری طور پر خالی ہوں گی اور لوگ وہاں پر پہنچیں گے لیکن یہ coordinationتبھی ہو سکتی ہے جب local levelپر لوگ اس چیز کے inchargeہوں اس طرح وہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ کہ politicsسے بالاتر ہو کر ہم سب کو سوچنا چاہئے کہ اس وقت حالانکہ اتنا پانی اور اتنا سیلاب آیا لیکن پھر بھی ارسا نے اس وقت declare کیا ہے کہ next wheat cropہے وہ اٹھارہ فیصد پچھلے سال کے مقابلے میں کم ہو گی۔ یہ اس قدر افسوس کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم lay blameکریں کہ کس گورنمنٹ نے کالا باغ ڈیم نہیں بنایا تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اتنا پانی ہونے کے باوجود storageکی capacityنہ ہونے کی وجہ سے ہم پھر پانی کے لئے ترسیں گے اور پھر ہماری cropsمیں پانی کی کمی کی وجہ سے اٹھارہ فیصد کمی جو already announceہوئی تو شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔ یہ صوبائی حکومتوں اور فیڈرل گورنمنٹ کو مل کر سوچنا چاہئے کہ ڈیم اور سٹوریج جو ہیں یہ پورے ملک کے لئے فائدہ مند ہیں، اس میں سندھ اور پنجاب کے لوگوں کا فائدہ ہے، اس میں اتنی studiesہو چکی ہیں کہ اس چیز کو back burnerپر رکھنے کی بجائے اس پر فوری طور پر بحث کی جائے اور سارے صوبوں کو بلایا جائے اور اس کے اوپر consensus developکیا جائے۔ جب intentionsاور کام کرنے کی نیت ہو تو consensus developکرنے کے بہت سارے طریقے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! مزید یہ ہے کہ بجائے ہم foreign governmentسے aidمانگیں ہماری گورنمنٹ کیوں نہیں انہیں کہتی کہ ہمارے جو پچھلے loansہیں ان کو معاف کریں تاکہ ان loansکے اوپر ہم جو اربوں روپے سود دیتے ہیں تو ہم خود اس پیسے کے ساتھ اپنی rehabilitationکریں اور ایک

نئے loans اور نئی امداد ہم ان لوگوں سے نہ مانگیں۔ ان چیزوں کے اوپر ہمیں focus کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! مزید یہ ہے کہ جو ہماری public کی awareness ہے اور جس طرح ایک Civil Defence Programme ہوتے ہیں۔ اس طرح سکول level سے شروع کر کے upper level تک ایک disaster Development or Disaster Response Programme ہمیں کرنے چاہئیں تاکہ ہر level پر انسان کو پتا ہو کہ کس طریقے سے ہم نے یہ کرنا ہے۔ اب اس وقت یہ ہے کہ بہت ساری این جی اوز ہیں اور بہت سارے لوکل لوگ ہیں جو اور بھی کام کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہمارے پاس کوئی ایسی focus direction نہیں ہے کہ کہاں پر کس طرح سے کام کرنا ہے تو یہ Coordination Government and Media کے درمیان ہونی چاہئے کہ جیسے ہی کوئی ایسی چیز ہو فوراً ٹی وی پر میڈیا response بتائے کہ اس ایریا میں اتنے لوگ، اتنی چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک اور چیز یہ کہ اب چونکہ یہاں سیلاب کی وجہ سے جو Land Revenue Department تھا اور جو land کی demarcations تھیں وہ ختم ہو چکی ہیں۔ اب یہ دوبارہ سے demarcations ہوں گی تو ابھی تک تو ہر چیز کاغذوں پر لکھی ہوتی تھی اور اس وقت یہ بہت سنہری موقع ہے کہ ان سب چیزوں کو computerized کر دیا جائے تاکہ خدانخواستہ آئندہ کبھی ایسا مسئلہ ہو تو ہر چیز کو اینچی ٹیپ لے کر ماپنا نہ پڑے اور ہمیں یہ معلوم ہو کہ کون سی چیز کس جگہ ہے۔ بس یہ میری چند تجاویز تھیں اور لوگوں نے جتنا اس کار خیر میں حصہ ڈالا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ملک احمد حسین ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں آپ سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ جس issue کو آپ نے چھیڑا ہے اس کے لئے پانچ منٹ بہت کم ہیں اور تھوڑا سا اس میں اگر میں بڑھ جاؤں تو مہربانی کیجئے گا۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آفات ہوتی ہیں یہ آفات اصل میں امتحان ہوتا ہے اور امتحان ہم لوگوں کا ہوتا ہے اور ایسے مشکل وقت میں اصل میں دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ کس طرح ہم اتفاق کا مظاہر کرتے ہوئے بجائے اس کے کہ ایک دوسرے پر تنقید، ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ کر اور کوشش کی جائے کہ اس میں پولیٹیکل یا دوسرے اپنے مفادات حاصل کئے جائیں تو یہ کوشش کی جائے کہ ہم ان لوگوں کو جن کے ساتھ ظلم ہوا ہے ان کی جو اصل ضرورت ہے وہ انہیں پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ to the point بات کروں اور وہ مسائل یا خوبیاں بتاؤں جو ہمارے ساتھ وہاں پر ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے یہ جو آفت آئی ہے اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بنیادی منصوبہ بندی کی کافی کمی رہی ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی reservoirs نہیں تھے اور پچھلے کئی سالوں سے جب سے پاکستان بنا ہے reservoirs پر توجہ نہیں دی گئی اور اس کی main وجہ سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر reservoirs ہوتے تو یہ نقصان نہ ہوتا۔ دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ جو بندوں کی حالت تھی وہ بہت خراب تھی۔ اب اس بحث میں جانے کے لئے ٹائم نہیں ہے کہ جو basically بندوں کی مضبوطی ہوتی ہے تو میری یہ رائے ہے کہ وہ شجرکاری سے ہوتی ہے۔ جب تک بند کے اوپر درخت نہیں ہو گا اس وقت تک آپ کروڑوں اربوں روپے خرچ کر لیں آپ کا بند مضبوط نہیں ہو سکتا یہ ایک technical point ہے۔ شجرکاری کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ جو درخت چوری ہوتے ہیں یہ اس درخت چوری اور درخت کاٹنے کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بندوں پر درخت ہیں وہ نظر نہیں آتے اور میں مطالبہ کروں گا کہ درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے کوئی سخت قوانین بنائے جائیں اور ایکشن لئے جائیں کہ جو چند درخت بچ گئے ہیں انہیں تو بچایا جائے۔ بند ٹوٹنے کی بے شمار اور وجوہات بتادی گئی ہیں یا شاید پتا نہیں ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بند توڑے گئے ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ اس پارٹی نے توڑے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ انہوں نے توڑے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں ان چیزوں میں جانا چاہئے۔ بند ٹوٹنے کی وجوہات یہ ہیں کہ یہاں پر درخت کم ہیں اور جو فنڈز پچھلے دور میں دیئے گئے ہیں وہ صحیح طرح استعمال میں نہیں لائے گئے۔ اس کے لئے میں یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ آئندہ کے لئے جو planning کی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! خاص طور پر میں یہ کہوں گا کہ ایوان جو یہاں پر فنڈز اور منصوبے دیئے جاتے ہیں ان پر بجٹ میں عملدرآمد ہوتا ہے اور بجٹ میں جو ہم approval کرتے ہیں تو اس کے بعد اس پر عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا اس پر بھی check and balance قائم کیا جائے۔ مثلاً شجرکاری کے لئے جو پیسے دیئے جاتے ہیں کیا واقعی وہ شجرکاری پر خرچ بھی ہوتے ہیں؟ شجرکاری کے لئے جو فنڈز خرچ ہوتے ہیں کیا ان پر عمل ہوتا ہے؟ کیا جو پیسے بند کی تعمیر کے لئے دیئے گئے ان کے اوپر خرچ ہوا؟ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی کمیٹی بھی ہونی چاہئے، اس ایوان میں اس کا جائزہ لیا جائے کہ جو کچھ آپ ان کو منصوبے بجٹ میں دیتے ہیں ان پر عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں؟ ابھی

میرے بھائی نے بات کی تھی کہ لوگوں کو صحیح طور پر اطلاع نہیں دی گئی اور لوگوں کو نکالا نہیں گیا۔ میں چونکہ خود اس چیز کا گواہ ہوں کہ ہمارے اس علاقے میں ہیڈ محمد والا bridge کے بننے سے بھی اور ویسے بھی ملتان کے اس ایریا میں اتنا زیادہ سیلاب آیا کہ پندرہ پندرہ، بیس بیس فٹ تک پانی تھا – وہاں سے دس boats ہمیں فوج کی طرف سے ملیں اور انتظامیہ نے پورا تعاون کیا میں اس موقع پر فوج کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ملتان کی انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہم سے بڑا تعاون کیا لیکن لوگ خود نہیں نکلتے تھے لوگوں کو یقین نہیں تھا کہ اتنا بڑا سیلاب آئے گا۔ ہم جب لانچوں پر جا کر لوگوں کو گھروں سے نکالتے تھے تو لوگ وہاں سے آنے کو تیار نہیں تھے اس میں لوگوں کی بھی غلطی ہے۔ میں خود ایک جگہ گیا لوگ وہاں سے نہیں نکلتے تھے تو میں ان کے دو ماہ کے تین ماہ کے بچوں کو لانچ میں لے آیا اس کے بعد وہاں سے عورتیں اور بچے نکلے تو اس طرح کے بھی واقعات ہیں۔ آپ صرف سیاسی مخالفت کی بات نہ کیا کریں۔ حقیقت بھی دیکھا کریں کہ وہاں پر کیا مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ ہم لوگ ایک دوسرے پر تنقید کرنے کے بادشاہ ہیں، جو اچھے کام ہوں ہمیں وہ بھی کہنے چاہئیں۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ سیلاب کے اس پورے انتظام میں سب سے کم بیماریاں پھیلی ہیں۔ کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی اور اس کا میں کریڈٹ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو سیکرٹری پبلک ہیلتھ ہیں انہوں نے بڑا ایکشن لیا ہے، انہوں نے وزیراعلیٰ صاحب کی ٹیم کے ساتھ مل کر بہت کام کیا ہے، جو سچ ہے وہ کہنا چاہئے۔ انہوں نے صاف پانی فراہم کیا ہے اس صاف پانی سے جو کم بیماریاں ہوئی ہیں اس کا کریڈٹ دینے کے لئے یہاں کوئی تیار نہیں ہے۔ اچھائی کی بات کرنے کو کوئی تیار نہیں ہے اور ساتھ ہی جو کچھ نہ کچھ بیماری وہاں پر پیدا ہوئی بھی ہیں تو وہ جو camps میں toilets بنے تھے ان کے گندے پانی سے ہوئی ہیں۔ وہ تفصیل کی بات ہے میں ادھر نہیں جانا چاہتا۔

دوسرا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ public representation بہت کم تھی خاص طور پر جن این جی اوز نے کام کیا ہے وہ صحیح سمت میں نہیں ہوا کیونکہ اس میں public representations کو نہیں پوچھا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آگے جو منصوبہ بندی کی جائے تو جو دریا کے علاقے ہیں ان میں جو دیہات ہیں وہاں boats فراہم کی جائیں تاکہ آئندہ جب کوئی خطرناک صورتحال ہو تو وہاں پر boats موجود ہوں کیونکہ جو local boats ہوتی ہیں انہوں نے وہاں لوگوں کو blackmail کیا ہے اور پچاس پچاس، تیس تیس ہزار لے کر ان کو باہر نکالا گیا ہے دوسرا وہاں پر trainings کروائی جائیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زیر زمین پانی کی سطح اور یہ دریاؤں میں مختلف جگہ پر reservoirs بنوالیں خاص طور پر

جہاں پر بہت ہی زرخیز علاقے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ زیر زمین پانی وہاں پر جمع ہو جایا کرے گا اور زیر زمین پانی اوپر آ جائے گا۔ دوسرا جو ڈیموں کی بات ہو رہی ہے تو بجائے اس کے کہ ہم ان مسئلوں میں پڑیں ہم کیوں نہ خود ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو مختلف صوبوں میں جا کر ممبران کو ملے اور وہ کمیٹی ان ممبران کو قائل کرے کہ اس میں ہم کوئی سیاسی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے ہم صرف مل کر یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کا فائدہ ہو۔

دوسری میں نادرا کی بات کروں گا میں اس میں خراج تحسین پیش کروں گا وزیر اعظم صاحب کو، وزیر اعلیٰ صاحب کو کہ انہوں نے مل کر جس طرح نادرا کے یہ کام چلائے ہیں ہمیں اس پر خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جس میں دس ہزار فیڈرل کا تھا اور دس ہزار پنجاب کا تھا اس میں سوات میں 8-ارب روپے نادرا نے بڑے شفاف طریقے سے اور 40-ارب روپے پورے پاکستان میں دے رہے ہیں۔ یہ بہت بڑا کریڈٹ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ واحد نادرا کا جو کام ہے اس پر انٹرنیشنل فورسز نے بھی اعتماد کیا ہے۔ اس میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ مال کو یہ ہدایت کی جائے کہ اس میں کچھ ایسے problems create ہو رہے ہیں جس میں وہ یہ کر رہے ہیں کہ موضع level پر لوگوں کو امداد دی جا رہی ہے لیکن اسی موضع کا آدھا حصہ جو دریا کے پابند کے اس طرف ہے وہ affected نہیں ہے، آدھا حصہ affected ہے جبکہ پورے موضع کو مل رہا ہے اب اس کو differentiate کیا جائے کیونکہ کسی غلط بندے کو جو سیلاب سے متاثر نہیں ہوا اس کو اگر کچھ مل جائے گا تو اس سے لوگ زیادہ disheart ہوں گے اور ان کا حق بھی نہیں بنتا اس کے لئے کوئی خصوصی اقدامات کئے جائیں تاکہ انہی لوگوں کو امداد ملے جو حقدار ہیں۔ آخر میں، میں پھر خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعظم صاحب کو، وزیر اعلیٰ صاحب کو، نواز شریف صاحب کو اور زرداری صاحب کو اور ہمیں ان سارے ایم پی ایز کو اور ان سارے آفیسرز کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جو وہاں پر کام کرتے رہے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ ہمیں ہر وقت negative نہیں سوچنا چاہئے positive بھی سوچنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر زمردیا سمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! یہ قیامت خیز اور دل دہلا دینے والا سیلاب، یہ تباہی جو اس کی وجہ سے آئی وہ یقینی طور پر بہت بڑی ہے۔ اس سے بڑی تباہی شاید اس دنیا میں پہلے کبھی نہیں آئی۔ پاکستان کا 1/5 حصہ اس میں ڈوب گیا۔ دو کروڑ سے زیادہ لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں اس نقصان کی severity کا یقینی طور پر شاید احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ ساری تباہی دیکھی ہے۔ کہیں

کوئی بیٹا اپنی بیمار اور ضعیف ماں کو اپنے کندھوں سے لگا کر سیلاب کے پانی کے ساتھ بر سر پیکار تھا اور کہیں کوئی بھائی اپنی بہن کو چھت فراہم کرنے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگتا پھرتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کہیں کوئی ماں اپنے مردہ بچے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھی کہ اس کا بچہ مر چکا ہے اور کہیں کوئی باپ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی انگلیاں تھامے ایک نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ یقیناً یہ ایک بہت مشکل task تھا۔ یہ کام rescue, relief, or rehabilitation ان میں سے کوئی بھی کام آسان نہیں تھا۔ یہ کام اگر کیا گیا تو بہت زیادہ جانفشانی اور محنت سے کیا گیا جس کو definitely appreciate کیا جانا چاہئے۔ جس طرح سے ہمارے قائد سی ایم پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پوری انتظامیہ کے ساتھ منتخب نمائندوں کے ساتھ، غیر منتخب نمائندے، سول سوسائٹی، این جی اوز ان سب نے جس طرح سے کام کیا یقیناً اس کی کوئی مثال نہیں ملتی لیکن اس بات نے یہ چیز ثابت کر دی کہ ہم لوگ زندہ قوم ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ باوجود چاہنے کے جو ہمارے دشمن ہیں وہ اس میں کوئی کرپشن کا element نہیں نکال سکے اس کے لئے انہوں نے لاکھ کوششیں کیں، لاکھ اس میں نقائص نکالنا چاہے لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے لیکن اب آخری بات rehabilitation کی ہے اس وقت یہ سب سے مشکل مرحلہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو سخت سردیوں کی آمد آمد ہے، لوگ کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں، بچے بہت مشکل حالات میں ہیں یقیناً ہماری حکومت پنجاب نے جو کام کیا ہے اس سے ہمیں ایک step آگے بڑھ کر جانا ہوگا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ ہمیں ان کا emotional stress کم کر کے ختم کرنا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو بھی امداد دی جائے اس میں جتنی بھی جلدی ہو سکے کرنی چاہئے اس لئے کہ انتظار کی گھڑیاں ان لوگوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ کچھ چیزوں کا ذکر میں اس میں کرنا چاہوں گی ہمارے قائد سی ایم صاحب کی ہدایت پر جس طرح سے وبائی امراض کی روک تھام کے لئے جو کوششیں کی گئیں وہ یقیناً قابل ستائش ہیں۔۔ اگر خدانخواستہ وہ وبائی امراض یہاں پر پھیل جاتیں جن میں Cholera, skin diseases, Gastroenteris Hepatitis ہو سکتی تھیں تو یہ ایک بہت بڑا disaster ہوتا جو بعد میں شاید قابو نہ آتا۔ پولیس کو اگر دیکھیں تو پولیس کا محکمہ لاکھ بدنام سہی لیکن یہاں پر انہوں نے جتنی جانفشانی سے کام کیا ہے وہ بھی بہت اہم ہے۔ اب میں تھوڑی سی یہ بات کرنا چاہوں گی کہ ہماری حکومت جس طرح سے گندم کا بیج، کھاد، قرضہ جات فراہم کر رہی ہے اس میں جتنی جلدی ہو سکے وہ کیا جانا چاہئے۔ یہاں پر بہت سارے لوگ اس طرح کے تھے جن کی گزر بسر صرف ان لائیو سٹاک کے اوپر تھی ان کے پاس جانور تھے

انہی کا دودھ بیچ کر اپنا گزارا کرتے تھے تو جہاں پر ہماری حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ باقی جس طرح سے پہلے بیس ہزار روپے وطن کارڈ کے ذریعے تقسیم کئے جا چکے اور اب اس رقم کو ایک لاکھ تک بڑھا کر ان کو دیا جائے گا تو اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اگر ان کو ایک ایک جانور فراہم کر دیا جائے تو شاید وہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہو گا۔ اب جس طرح سے پہلے محکمہ صحت نے کام کیا اس میں ایک اور چیز میں شامل کرنا چاہوں گی کہ وہاں پر چونکہ ہسپتال اور ہیلتھ سنٹر پوری طرح سے تباہ ہو چکے ہیں تو اگر وہاں پر Mobile Health Services Unit جتنی جلدی اور جہاں جہاں پر ممکن ہو وہ ہونے چاہیئں اس لئے کہ وہاں پر بھی لوگ ہیں، وہاں پر ابھی بھی انسان بستے ہیں، وہ بیمار بھی ہوں گے اور ان کو مسائل بھی آئیں گے تو شاید ہیلتھ کی وہ facilities available نہیں ہوں گی اس لئے یہ کوشش کی جانی چاہئے کہ ان علاقوں میں maximum تعداد میں fully equipped Mobile Health Service Units provide کئے جائیں اور اگر ممکن ہو تو ان کی امداد کی رقم ایک لاکھ روپے سے بڑھا کر دو لاکھ روپے کر دیں تاکہ جہاں پر وہ اپنے لئے چھت تعمیر کریں اس کے ساتھ اپنا چھوٹا موٹا کاروبار بھی شروع کر سکیں۔ ٹھیک ہے محکمہ صحت نے بہت کام کیا ہے لیکن ابھی بھی ہمیں ایک step آگے جانا ہو گا۔ مختلف بیماریوں کی ویکسینیشن کی ابھی بھی وہاں پر بہت زیادہ ضرورت ہے۔ جس طرح سے باقی چیزیں مہیا کی گئیں اسی طرح ویکسینیشن کو وہاں پر ensure کروانا چاہئے۔

آخر میں ایک بات جو میں کہنا چاہوں گی کہ کالا باغ ڈیم کا بننا یقیناً قابل عمل ہے اور پورے پاکستان کے اندر سود مند ہے۔ ہمیں technical points پر لوگوں کو convince کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنی تمام توجہ کالا باغ ڈیم پر مرکوز رکھنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جلال الدین ڈھکو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہے۔ رانا منور غوث صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ رفعت ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے وقت دیا۔ لیڈیز کے لئے پانچ منٹ اور مردوں کے لئے بے شک پندرہ منٹ ہو جائیں۔ میرے تمام بھائیوں نے سیلاب سے پیدا ہونے والے مسائل پر بڑے اچھے انداز میں گفتگو کی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لئے تجاویز بھی دے دیں مگر بعض ایسے گھمبیر مسائل بھی ہوتے ہیں جن کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ میں ایک عورت ہونے کے ناتے ایک عورت کا درد سمجھتی ہوں جس کی طرف کم توجہ دی جا رہی ہے کہ سیلاب زدگان کے لئے جو کیمپ لگائے گئے ہیں زچہ بچہ کو جن مسائل کا سامنا ہے اس کی طرف بہت کم توجہ دی جا

رہی ہے۔ Modern Village ہم بنا رہے ہیں اگر اس Modern Village میں نہ گھر والا ہو گا نہ گھر والی ہو گی تو وہ village کیا کریں گے ؟ بہتر ہے کہ ان گھروندوں کے لئے زچہ بچہ کو بھی بچایا جائے تاکہ گھر بار چل سکے اس کے لئے ضروری ہے کہ ڈاکٹروں کی موبائل ٹیمیں ہر وقت تیار رہنی چاہئیں، ایمرجنسی کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔ آپ مسکرائیں نہیں یہ انتہائی اہم بات ہے اور میرے کسی بھائی نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا، ڈاکٹر صاحبہ نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا، تھوڑا سا افسوس ہوا ہے کوئی بات نہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ مسئلہ ضروری ہے یا نہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میں عرض کر دوں کہ یہ Model Village ہے، Modern Village نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! Model Village ہے۔ میں نے ماڈرن کہہ دیا ہے تو کیا ہے میں اب ماڈل کہہ دیتی ہوں۔ اس طرح ڈبل ہو جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

میں تو مختصر بات کرتی ہوں کیونکہ مجھے تو بولنا ہی نہیں آتا۔ میں آپ سب کو، وفاقی حکومت کو، پنجاب حکومت کو فوٹو سیشن کے علاوہ بڑی تعریف کے قابل سمجھتی ہوں، وہ قابل تعریف کام کر رہے ہیں۔ مجھے بس فوٹو سیشن پسند نہیں، مجھے کام چاہئے بلکہ ہم سب کو کام چاہئے اور دونوں حکومتوں نے مل کر جو کام کیا ہے یہ ایک بہت اچھا مظاہرہ کیا ہے۔ میرے ایم پی اے بھائیوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور یہاں پر بڑھ چڑھ کر بتایا گیا کہ ہم گئے تھے یہاں پر ایک مخدوم صاحب نے کہا کہ مجھے پہلے خواب آ جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا میرا خواب بھی پورا ہوتا ہے ایسے ایسے بھی ہیں جو ٹائم ضائع کرتے ہیں اور عوام کے مقصد کی طرف تو آتے ہی نہیں ہیں ٹائم خود ضائع کر دیتے ہیں بلکہ ہمارا ٹائم بھی لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہتی ہوں کہ زچہ بچہ کی خاص ادویات کا انتظام کیا جائے۔ موبائل ٹیمیں بھی وہاں پر بھیجی جائیں۔ ہم جو Model Village بنانا چاہتے ہیں تو یہ Village انہی سے ہی چلنے ہیں۔ منرل واٹر کا بھی انتظام کیا جائے، وہاں پر یہ بھی نہ دیکھا جائے کہ "بی بی آئی ایس تیرے کول کارڈ ہے کہ نئیں" نہیں ہے تے چل پرے ہو۔

جناب والا! وہاں پر یہ بات تو نہیں ہونی چاہئے ایک تو وہ تکلیف میں ہو اور اوپر سے کارڈ کارڈ ہو رہا ہو، وطن کارڈ اگر نہیں ہے تو تین بندوں کی گواہی لے لیں کہ واقعی یہ مستحق ہے، یہ واقعی سیلاب متاثرین میں سے ہے۔ تین مردوں کی گواہی میں اتنا زور ہوتا ہے چلو عورتوں کی گواہی تو آپ نے بتا دیا کہ

آدھی بھی نہیں ہوتی یا کسی جگہ تسلیم کر لی جاتی ہے اور کسی جگہ تسلیم ہی نہیں کی جاتی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر لیڈیز کی تذلیل نہ ہونے دی جائے اور اس کو اس سے بچایا جائے۔ دوسری میری یہ گزارش ہے کہ سیلاب زدگان کے لئے بجلی اور سوئی گیس کے بل تین مہینوں کے معاف کر دیئے جائیں۔ تیسری میری گزارش یہ ہے کہ ان کو صاف پانی مہیا کیا جائے اس کے لئے فلٹر پلانٹ لگائے جائیں۔ اس سلسلے میں پنجاب حکومت بھی بڑی کوشش کر رہی ہے میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سیلاب تو سب کچھ بہا کر لے گیا اب آئندہ کے لئے ہمیں اپنے اعمال بھی ٹھیک کر لینے چاہئیں۔ حیٰ علی الصلوۃ، حیٰ علی الفلاح کی طرف آ جانا چاہئے۔ اگر ہم پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں، پاکستان کو بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم coalition میں ہی رہیں، ان مسائل کا حل مل جل کر ہی ہوگا۔ کئی لوگوں نے تو اپنی نئی پارٹیاں بھی بنالی ہیں، بجائے اس طرف آنے کے انہوں نے اپنی نئی پارٹی کا بھی اعلان کر دیا ہے، بلیک اینڈ وائٹ تصویر دکھادی گئی جو اُلو کی نظر آتی ہے اور اُلو کی نشانی بے وقوفی ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ بے وقوفوں کی پھر حکومت آئے؟

جناب سپیکر! میں زیادہ نہیں بولوں گی۔ ہمیں اپنے مسائل مل جل کر حل کرنے چاہئیں اسی لئے ہم سب کو پیار محبت سے اور سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، ایک دوسرے کی تذلیل سے ہمیں گریز کرنا چاہئے اور پیار محبت سے رہنا چاہئے۔ یہ سیلاب کیا ہے؟ پیار محبت کا سیلاب اس سیلاب سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اگر ہم متحد نہ رہے تو پاکستان کا نام روشن نہیں رہے گا، پاکستان دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا۔ خدا کے واسطے اپنے اعمال کو صحیح کر لیں اور حیٰ علی الصلوۃ، حیٰ علی الفلاح پر عمل کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد حفیظ اختر چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ احسن رضا خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جو لسٹ آج آئی تھی وہ complete ہو گئی ہے۔ میاں محمد رفیق صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے؟ ایک منٹ کی بات کر لیں، آپ کا مجھے message بھی آیا تھا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! بے حد شکریہ۔ ایک منٹ سے تو شاید زیادہ ہی لگ جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔90 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تحصیل کمالیہ کا ایک حصہ در کھانہ قانونگوئی میں شامل ہے جس میں سے دو بڑی نہریں تریموں سدھنائی لنک کینال اور حویلی لنک کینال گزرتی ہیں ان دو نہروں نے بیس پچیس دیہاتوں میں عذاب پیدا کر دیا ہے۔ Water logging اور seepage کی وجہ

سے وہاں پر بڑے مسائل پیدا ہوئے اس کے علاوہ وہاں پر heavy rains بھی ہوئیں۔ایک در کھانہ نہر ٹوٹ گئی تین اس میں سے drains گزرتی ہیں گوجرہ،اکھوڑہ ڈرین، درکھانہ ڈرین اور اروکی ڈرین ان drains نے بھی overflow ہو کر بیس پچیس دیہاتوں میں تباہی مچادی اور چار پانچ فٹ تک کا پانی جمع رہا۔دریا کے پانی کے بغیر بھی وہاں پر سیلاب رہا اور بیس پچیس دن وہاں پر پانی کھڑا رہا۔پانی کا نکاس کرنے کے لئے مقامی ڈی سی او نے بھی بڑا تعاون کیا اور محکمہ صحت نے بھی وہاں پر کافی مدد کی جس کی وجہ سے لوگ وبائی امراض سے بچ گئے۔ان تکالیف کی وجہ سے بے شمار لوگ وہاں سے نقل مکانی بھی کر گئے اور لوگوں کی فصلیں بھی تباہ ہو گئیں۔میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ سیکرٹری آبپاشی یہاں پر موجود ہیں ان کو یہ دیکھنا ہو گا کہ وہاں سے جو دو بڑی نہریں گزرتی ہیں لنک کینالز ہیں وہاں کے رہنے والے لوگوں کا کیا گناہ ہے کہ ان کی cost پر یہ پانی دریائے راوی میں اور سدھنائی میں ڈال کر آگے پہنچایا جا رہا ہے۔اگر آپ نے پانی آگے پہنچانا ہے تو ان بیس پچیس دیہاتوں کو بچانے کے لئے بھی سوچنا ہو گا۔یہ سکارپ کے جو ٹیوب ویل ہیں، محکمے کے ساتھ مل کر جو چوری ہو گئے ہیں ان کو بھی بحال کروانا ہو گا یا پھر نئی ڈرین کو بنانا ہو گا۔ان بند ڈرینوں کو بھی چلتے رکھنا ہو گا تاکہ وہاں پر پانی جمع نہ ہو۔آپ حیران ہوں گے کہ سیلاب کا جو واویلا مچا ہے اور جس جگہ کی میں نے نشاندہی کی ہے یہاں پر بغیر دریائی پانی کے سیلاب کی کیفیت آج بھی موجود ہے اور وہ جا کر دیکھی جا سکتی ہے۔سیکرٹری آبپاشی خود جا کر دیکھ کر آئیں۔بے حد شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 8۔اکتوبر 2010 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔